مجموعہ واسوخت

# جناب منشی محمد مرزا علیخاں صاحب

جناب محمد فتح قوم سے افغان یوسف زئی مگر شریف
ہیں اصل اسلاف کی ولایت افغانستان ہے
مگر محمد شاہ جہان بادشاہ سے از روز بنا شہر
مراد آباد جو نام سے سلطان مراد ابن شاہجہان کے
بسا ہے اس شہر کے متوطن اور روسا سے ہیں
بزرگ ان کے سلاطین دہلی سے لیکر تا تسلط
وزیر اودھ جاگیردار و مختار رہے حضرت کے
سرکار انگریزی ملک پنجاب سرحد افغانستان میں

[illegible] سے [illegible] تک بکمال لیاقت [illegible] نام آوری اور عزت سے روزگار
مین قرار کیا نذرون روپیہ انعام و اکثر اسناد کارگزاری پائین و ترقی و خیرخواہی و حسن
تحسین و آفرین حکام گورنمنٹ برٹش سے بعدہ روزگار انگریزی سے استعفا دیکر ریاست کپورتھلہ
و مالیرکوٹلہ ملک پنجاب وغیرہ مین ممتاز رہے و ذاتی لیاقت و رسائی اور تدبیر سے ہر ریاست
کے مشکل کاروبار مین تا محکمہ عالیہ گورنری اعلیٰ ہند فتحیاب رہے اور ہر جگہ سے
خود ترک روزگار کیا اور [illegible] سے حسب الطلب والی ملک کے جودھپور مین
اگر نائب دیوان ریاست مقرر ہوئے ہر گروہ اون کی حسن سلوک اور
خوش وضعی کا مداح ہے حکام انگریزی اور سر مہاراجہ صاحب بہادر والی
مارواڑ بھی بہت عزت و عنایت کرتے ہین اکثر اعلیٰ اعلیٰ حکام انگریزی سے
تا جناب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند حال اور نوابان عالی شان اور
راجگان و مہاراجگان والی ملک سے ملاقات ہے اور سب تعظیم و تکریم
سے پیش آتے ہین سن چالیس سے متجاوز ہو چلا قد و قامت متناسب
اعضا خط و خال چہرہ مہرہ وجاہت خداداد اور سیرت صورت سے اسم با مسمے
اور بے شبہہ جوان رعنا ہین فکر سلیم طبع مستقیم ذہن رسا طبیعت
مین اوپیچ اور ذکا طینت پاک دل صاف ہر بات مین انداز یارون کے یار
مزاج مین انکسار شاطر بے رنج خلیق متواضع با مروت رقیق القلب با اوقات
کریم النفس عالی ہمت جہان آشنا خوش پوش خوش وضع لطیف ظریف
اور بڑے آن بان کے یکرنگ شخص ہین اونکے محامد اور کارنامہ قابل اسکے
ہین کہ بطور یادگار و سوانح عمری لکھے جاوین اکثر کمیٹی و انجمن علمی وغیرہ واقع ہندوستان
کے ممبر بھی ہین اور رائے صواب اونکی ہر معاملہ مین برجستہ اور عمدہ ہے
جفاکش اور محنتی حد درجہ حتی الوسع اوقات عزیز کی سب سے زیادہ قدر کرتے
ہین اور اکثر وقت آپکا بعد فراغ امور منصبی کے ہمیشہ تحریر یا مطالعہ کتب مین

صرف ہوتا ہے کلکتہ سے تا جموں و پشاور اور شملہ سے تا دیوان و راجپوتانہ سیاحت ہندہی کی ہے علوم متعارفہ عربی و فارسی گھر مین تحصیل کیے تحریر جیت تقریر درست ہے معاملہ نویسی قلم بر داشتہ اور اردو نثر مقفی ایسی کم دیکھی ہے علم نجوم و جفر و تاریخ و علم موسیقی و تصوف وغیرہ صرف مطالعہ کتب و زور طبیعت سے حاصل کیا اور تاریخ البلاد و نوائے غریب تاریخ مین و نغمہ صنم و غنچہ راگ فن موسیقی ہند مین اور ظل ناصری علم جفر مین آپ کی عمدہ تالیفات سے قابل یادگار ہے اور یہ سب نام تاریخی ہین اور اب ایک نظم کتاب کئی ہزار شعر کی اور ایک عجیب نسخہ علم تسخیر بزم کا زیر تالیف ہے اس مجموعہ علم و عمل مین بھی آپ کو خوب دستگاہ ہے علاوہ ان کمالات صوری کے خداداد سعادت بھی حاصل ہے یعنے بقولے دل بیار و دست بکار ۔ نماز روزہ کی پابندی اور چلہ زکوۃ و عملیات کا شوق بھی چلا جاتا ہے چنانچہ مین اسمائے باریتعالی سے ایک بار شب قدر دیکھی اور کئی بار زیارت حرمین شریفین و کربلائے معلی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور صحابہ کرام اور جناب علی مرتضی و امامین حسنین علیہم السلام اور کئی بار رویت و زیارت حضرت رحمۃ للعالمین جناب رسالتمآب محمد صلعم سے بھی بعالم رویائے صادقہ مشرف ہوئے بلکہ دوبار حضور صلعم کے ساتھ جماعت مین نماز پڑھی کلامہ کلام انکہ حدیث ست و گارش اعجاز ست ٭ مرا بخواب نماید جمال نورانی ٭ باا ینہمہ کثرت اشغال و قدر اوقات عزیز کے شعر و سخن سے ذوق ہے آپ کو ملک الشعرائے ہند حضرت نجم الدولہ نواب مرزا اسد اللہ خانصاحب بہادر غالب دہلوی سے تلمذ حاصل ہے اور صاحب دیوان ہین اکثر اردو فرماتے ہین مدتون کلام دلکش آپکا طرہ اخبارات ہند ہوتا رہا ہے و اسوخت جسکا تاریخی نام بھی باسمی ضبط عشق ۱۲۸۱ ہے نئے انداز کا و اسوخت اور سب سے نرالا ہے جسکے جو چلا اور نئی تلاش و حسن سے آشکارا ہے اور کلام ہر ل عزیز مشتی نمونہ از خروارے

ولہ

عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج
ہے یہی عشق کی سرکار میں مدت سے رواج

وصل بلقیس کا ہو جائے سلیمان مزاج
دین و ایمان و دل و جان سب ہیں [illegible]

چاہ انسان کی چاہت میں فرشتوں کو جھکائے
چاہ میں لا کے کبھی یوسف مصری کو گرائے

ولہ

سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین
نجد سے قیس کرے شوق میں طے حی کی زمین

کوہ کن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
درد فرقت سے زلیخا کو سدا ہو تسکین

سب عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور بھی چاہے تو جنت سے زمین پر آ جائے

ولہ

عنصر عالم ایجاد کا یہ عشق ہے جان
شعلہ طور ہے یا نور کہ مہر رخشان

روح ہے عشق خدا داد جو ہے جسم جہان
سبب وصل الی اللہ ہے بہر انسان

زندہ کہتے ہیں کرامات جسے ہی وہ عشق
سنتے ہیں چشمۂ ظلمات جسے ہی وہ عشق

ولہ

عشق کو نار جو کہیے تو وہ ہے نار خلیل
اور اگر خاک ہے تو خاک شفا ہے بدلیل

آب فرمایا تو ہے آب حیات اور سلسبیل
ہے اگر باد تو ہے باد جناح جبریل

نفس ناطق اسے سارے حکما کہتے ہیں
عقل اول بھی اسی کو عقلا کہتے ہیں

ولہ

ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے
نوح کی عمر میسر ہو تو آخر ہو جائے

آب ظلمات سیاہی پئے کوثر ہو جائے
عشق کا حرف بھی لکھے تو وہ دفتر ہو جائے

حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے کہتے ہیں جسکو تاثیر

ولہ

کوئی شے عشق سے خالی نہیں ہرگز واللہ
ہے وہ باطل نہیں الحق وہی ہے خیر میں راہ

عالم و آدم و دد و وحش سے لیکر تا شاہ
ذرے سے مہر تلک ہے سے لیکر تا ماہ

شوق سے رات کو رہتے تھے سدا بادہ پرست
دیکھتے تھے نہ کبھی سوئے بتان سرمست
عیش مین دن کو رہا کرتے تھے ہم مست الست
سر بازار تھی اصلاح سر راہ شکست
نہ تو کچھ آنے کی شادی نہ گئی کا غم تھا
خود طرحدار تھی جوبن تھا عجب دم خم تھا

وضع اور حسن جوانی کا عجب تھا عالم
آنکھ تھی نرگس شہلا تو نگہ تیر ستم
مجھ پہ خوبان جہان رہتے تھے مائل ہر دم
دور سے دیکھنے آتے تھے غزالان حرم
ہی جوانی کا جوانون مین فسانہ میرا
خودستائی نہین تھا یہ ہے زمانہ میرا

دام دلہای حسین حلقۂ موی خمدار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ بانکی دستار
تار مو کا فرسودا کیلئے حق مین زنار
اور سر پہ کبھی ٹوپی ہے سغرق زرکار
صاف پیشانی سے ہے بخت بلندی پیدا
چاند ماتھا ہے تو سجدے کا نشان ہے تارا

ابرو نہین جو بل آجای نصیب اعدا
کو نکر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا
قوس کا تیغ ہلال آکے اوتارے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑے اوسکو سحر ہی کیا
تیر ہیگے نہین واللہ جھپکتے ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

ناک کا وصف جو آجای تو ہو خود بینی
منہ پہ وصف دہن آئے تو ہے نکتہ چینی
ناک اس ناک نے رکھ لی ہے حیا نہین آنے
شیرین لب چاٹ لی با تو نہین ہے وہ شیرینی
طور کا نور ہے دندان سفید سے عیان
معجز عیسیٰ مریم ہے لبون مین پنہان

خط کی خوبی پہ لکھے خط غلامی غلمان
حسن خط نور کا چہرے پہ عیان را چہ بیان
چاند سے چہرے پہ اس خط کے ہے ایسا گمان
مصحف رو پہ ہے خط شان نزول قرآن

آپ ہی کیجیے انصاف اب ای بندہ نواز
زر بھی اور زور بھی پھر او سپہ جہان مین ممتاز

جسکو خالق نے دیا سیرت و صورت اعزاز
نازنینون کو نہو کیونکہ بدل کر دے نیاز

ای صنم تھا ہے قسمت سے جوان رعنا
شاذ و نادر ہے جو اللہ ملائے جوڑا

چشم بد دور خدا داد ولی صورت پاک
وہ نفاست ہی کہ پوچھو نہ ملک کا ادراک

جامہ زیب ایسا ہی خوش وضع اور خوش پوشاک
خلق خلقت مین ہی طینت مین مخمر ہی تپاک

شکل یوسف مری تصویر لگا کرتی ہے
قدسیو زہرہ مری چاہ کا دم بھرتی ہے

نام تھا اپنا طرحدار و حسین گھر گھر مشہور
سر مین تھا نشہ جوانی کا تو سینہ مین سرور

آپ تھے حسن و صباحت پہ ہم اپنے مغرور
نام لیتے تھے حسینونکا نہ تھے المقدور

رات دن اپنی ہی صورت کا تماشا کرتے
پہرون آئینہ مین ہم شکل کو دیکھا کرتے

محفلین رہتی تھین با عیش و طرب یار و نہین
تھا تکلف نہ حجاب اور نہ ادب یار و نہین

ہوتی تو روز تھی ہر روز عجب یار و نہین
ایک کا ایک ہی دلشاد تھا سب یار و نہین

تمہید معاشقہ و بزم و باغ

شب براتون کیطرح رات گذر جاتی تھی
دن کو جلسو نہین کبھی عید نہ یاد آتی تھی

ماجرا عشق کے آغاز کا اب ہے مذکور
عشق ہی آب و گل آدم خاکی مین ضرور

سچ ہے واللہ کہ تقدیر سے سب ہین مجبور
جا نہ او س سے ہو یہ انسان کا نہین مقدور

ہوتا جو لکھا ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے
اپنی تقدیر کے لکھے کو بشر روتا ہے

حضرت عشق کی آمد ہے خبردار ای دل
طاقت و صبر و تحمل نہو بار ای دل

اُٹھین جھیلنی ہونگی سختیے ہوشیار ای دل
قلق و رنج سے کرنا نہین انکار ای دل

جورِ معشوق کے سب تجکو اوٹھانے ہونگے
اشکِ حسرت تجھے فرقت مین بہانے ہونگے

درد وہ آتا ہے جسکا نہین درمان اصلا
غم ہے جسکا نہین غمخوار جہان مین پیدا
صبح محشر ہے کہ عالم مین نہین جسکی مسا
ہے مرض جسکی میسر نہین عیسی کو دوا
ہے وہ شعلہ جو بجھاؤ تو وہ اور آگ لگائے
ہے وہ ناوک کہ نکالو تو کلیجہ نکل آئے

کیا کہون باغ مین اکروز تھی سب شاطر یار
ساز و سامان طرب عیش کا سب تھا طیار
مست بو پھولون کی اور آمد ایام بہار
نشۂ جوش جوانی مین ہر اک تھا سرشار
چند محبوب بھی تھے بزم مین گانے والے
کیسے کیسے تھے طرحدار رجھانے والے

ہر روش پھولونکی نکہت سے معطر تھی دماغ
جھاڑ فانوس کے روشن بہت اور شمع چراغ
لالہ رویونکے دل لالہ پہ تھا رشک کا داغ
خلد و رضوان تھا کہ فردوس ارم یا تھا باغ
چاندنی رات مین تھا فرش تمامی کا تمام
ماہتابی کے مقابل تھا قریں لب بام

کوئی مدہوش تھا سرشار تھا کوئی مخمور
کہین چرچا تھا کبابون کا کہین بادۂ طہور
اختلاط ایک کو تھا ایک سے با فرط سرور
اک پری نازنین خاموش ہی بیٹھی تھی دور
بت کی صورت تھا خدا جانے اوسے کیون سکتا
دل تھا ڈوبا ہوا اور ہوش نہ تھے اوسکے بجا

چشم رضوان کو لگاتی تھی وہ دلچسپ بہار
چہچہے کرتے تھے سر شاخ پہ مرغان ہزار
سبزۂ خط رخ غلمان تھا تو طوبی اشجار
نغمے سے دلکو بہالے گئین سچ اتہار
شور گل بانگ ہوا صاف صدائے قلقل
دل بلبل پہ ادھر شور نمک سا خندۂ گل

پیار کرتی ہوں مگر تمکو مری چاہ نہیں
کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہیں

آپ اتراتے ہین باخبر سے اگاہ نہیں
تم سے کیا رسم ہو خو بولنے مری راہ نہیں

حال دل کہنے مین اکراہ نہو تو فرماؤ
بولی کہتی ہوں جو سنانا ہے تو پھر پاس بلاؤ

مین نہ سمجھا کہ بناوٹ کی ہے اسکی تقریر
ہوتا عیار اگر مین بھی تو کرتا تدبیر

سینے بانو نہین چھپاتی ہے یہ دام تزویر
مین نے پوچھا دل دشمن ہے کہ ہے کیا تحریر

ہنس پڑی اور لگے اسپہ بھی مین فرمانے پایا
بولی کہتی ہوں بوجھ لیا ہے میرے جو اس

سینے دلباختہ وصف اسکا مین سنکر ہیئی
دیکھکر بانکی ادا کب گئی جیبین ہر چہی

یاد آئی تو عجب ہوتی تھی حالت دلکی
ضبط دلیر باصبر سنے ہی رخصت دل

ہوگیا جان کا لیوا تجھے کرکے مفتون
ایڑی چوٹی پہ سوے عشق کو قربان کرو

دل ہوا تم پہ فدا تم نہین واقف پیارے
دن جو حسرت مین کیا شام الم کی مارے

بہہ کے خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
رات پھر صبح ہوئی ہجر مین گن کر تارے

خاکمین آنکی الفت نے ملایا جوبن
آتش عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے سے اسوار
آستین کے مین وہ افعی جو گلے مین ہار

آہ ہو چشم ہوئی دام مین کاکل کی شکار
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ ہے سنگار

بوے کاکل سے دماغ اپنا اوڑا جاتا ہے
طائر حسن بھی جنجال مین گھبراتا ہے

دم او بجھتا ہے اگر زلف مین ادیکھا شانہ
کان کی بالیون تک بار ہو اور دانہ

تاب سے ہو دل سودا زدہ بیتابانہ
سے سر اگوش برآرد ز دل دیوانہ

پاک جامہ تن پر نور پہ ہو مثل کتان
تھی ادا اگڑی ہوئی جسپہ بناوٹ قربان
کیا آرام ترے ہجر مین اے راحت جان
ہو گئے ترک خود آرائی کے سارے سامان

آس جب ٹوٹ گئی عشق نے پیدا کی راہ
صدقے اللہ کے ہوا یاس سے قصد کوتاہ

اب اگر اور مفصل کہون دل کا احوال
آپکے سامنے جاتے رہے سب وہم و خیال
بار خاطر ہو تو بندی سے سمجھنا نہ ملال
ماجرا ہجر کا یاد آتا ہے کر [illegible] وصال

## وصل و سراپائے معشوقۂ اول

طول سے قصۂ دل از بس نہایت کم ہے
اب چلو سو رہین کہ لینگے جو دم مین دم ہے

خلوت خاص ہوا اور تا محفل یک کافور
اور وہ ہر دو طرف جوش جوانی کا وفور
پاک پروانہ سے ہو دامن شمع پر نور
پھر یہ اصرار کہ مین آپکی لونڈی ہون حضور

کہا گئی جلوہ ادا سے ہے کرے مجکو گا رشکے
اگر کہا آج تماشے مرا مردہ دیکھے

ہر طرف پھر تو تکلف ہوا اور شرم و حجاب
آتش شوق سے مشتاقون کے دل تھے سیماب
لپٹے ہر سو سے سہری کے وسیلے چھوڑ نقاب
اختلاط اور سپہ ہوئے گرم کہان تھی پھر تاب

عشوہ و ناز نے آخر یہ دکھایا انجام
آگیا چین مجھے اوسکا ہوا کام تمام

ابر نیسان سے گہر درج صدف مین برسا
کہنا اک جان دو قالب کا بجا تھا الا
دہن غنچہ مین یا قطرۂ شبنم اترا
ذکر مخصوص تشابہ سے آتی ہے حیا

آشنا تھا کہ ہوا غوطہ زن بحر وفا
آشیانے مین ہے عنقا کہ نشیمن مین ہما

دیکھ خونریزی کو ناگاہ ہوا اندیشا
[illegible] قسمت سے مگر ہونا تھا
خون بہا دیکھیے اس خون کا لیتے ہین کیا
پیار کر بوسے لیے چھاتی سے لپٹا لپٹا

نازنین ہاتهه سے چٹ چٹ لین بلائین و کهکر
آئین تعریف پہ کر شرم سے نیچی سے نظر

کیا کہون دیکها تو کچهه پیدا ہے پهیکا پهیکا
رنگ گلرنگ کا فور ہے اور دم ہے ہوا
سنسناہٹ ہے جو سینے مین تو دل ہے ڈوبا
نبضین چهوٹی ہوئین ڈهیلے ہوئے اعضا اعضا
پتلیان پتهری ہوئی آیا ہے گردنین خم
ہوش جاتے رہے دیکها جو غشی کا عالم

عرق شرم مین ڈوبا ہوا پانی پانی
دلمین سمجها تا ہون کیسی ہوئی یہ نادانی
التجائین کرین اللہ سے منت مانی
پیار کر کرکے کئی بار پکارا جانی
ہون بجا ہوش تو سو بار وہ دے مجکو جواب
دیکهه مجکو اوسے گهبرا کے اوٹها ہے مین شتاب

کر تیمم وہین قرآن کی ہوا دی لا کر
اور ملی خاک شفا اوسکے دل و دیدہ پر
دم کیا پانی کبهی کیوڑا کبهی چهڑکا اکثر
تیل مالش اور اوتارا گہر و سیم و زر
اونکے اوپر سے کبهی پی گیا پانی کو اوتار
گہ سہری کے پهرا گرد ہوا گاہ نثار

سر کو پهر زانو پہ رکهه بیٹهه گیا اونکے پاس
کهو لکر زلف معنبر کی سنگهائی بو باس
نکہت زلف پریشان سے ہوئی جمع حواس
کهول دی آنکهه مجهے ناز سے پر دیکها اداس
دلکو ڈهارس دیا فرمایا سنبهل کر کیا ہے
عرض کی میں نے کہ ہان شکر ہے جو گذرا ہے

بولین مین فرط نزاکت سے گئی تهی کچهه سہم
خیر ہے بیٹهے بٹهلائے تمہین کیا جاگا وہم
ننهے جیوڑے پہ مرے او موئی گو کہی نافہم
بس نہ اک اپنے مرنے کے لیے آیا نہ رحم
کہا تو سو گند مری جان کی پهر کیا گذری
راز سربستہ کہا مین نے پهر دیتے ہو بسی

پھر تو اور اوسکو بڑھا مجھسے تعشق واللہ
جا ہو انصاف ہے کیون دلکو نہو دلسے راہ

آخرکار مجھے بھی ہوئی یوسف کی چاہ
حسن تھا قدرت حق پڑتی تھی قدسی کی نگاہ

شکل وہ پاک کہ سو جان ہو تو کیجیے قربان
عالم حسن کہ غش سایہ پہ کہائین پریان

حور سے بڑھکے ہے اوس شمع چمن تا رکبدنی
سخت مغرور ہے اور خو مین بہت کم سخنی

گل سے رخسار لب لعل ہین لعل یمنی
حیلہ عادت مین حجابت مین ہر تو بہ شکنی

حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو محبت کے لیے شیدا دیکھا

جذب الفت کا یہ عالم ہی کہ ہے عالمگیر
سحر با تو نہین ہر اعجاز کی گویا تقریر

عالم نور کیا حسن پری سے لے تسخیر
سکو ہی محبوب مین رہتا ہے شیدا جم غفیر

دلفریبی سے ہے خود رفتہ و والہ عالم
کونسا دل ہی جہا نہین جو نہین وقف ستم

ہمہ تن محو خیال رخ جانان ہین ہم
جب سراپا کے لیے بیٹھے کیا عزم رقم

دل کے آئینے مین اب ثبت ہو تصویر صنم
او تری شیشے مین پری آئی اودہر جو دارم

ہے علم وصف سراپای صنم مین جولانہ
قلزم طبع مین ہے موجہ مضمون طوفان

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم

شہرہ سبھی مضامین کی پڑی ملک مین دہوم
سکے فرمایشونکا سب نے کیا آکے ہجوم

ہر طرف سے مجھے آنے لگے اکثر پیغام
سنے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام

خط فرد و سیہ مین خط مجھے صلوا نے لکھا
ورق گل پہ کیا صاف سد تازہ انشا

نامہ پر ہو کے اوسے خلد سے غلمان لایا
سے ہے اگر [illegible] [illegible] گر دو سکا

فاختہ سرو روان کہکے پکارے کوکو
بولے حق سبزہ قمری پہ ہو گویا جادو

راتون فرقت کی شب تار مین جیسے مضمون
تیرہ بختی جو کٹی کفر مین کیا اوسکو کہون
جیسے لیلی کے تصور مین پریشان مجنون
سیاہ اس سودے مین جل جل کے ہوا دل کا خون

الف لیلے کے ہی ظلمات مین کالے پتلے
مثل موسی کے پریشان عدم مین بہٹکے

سربسر ہے شب دیجور سے اوسکے چوٹی
ہی شب ہجر سے عشاق کی چوٹی لمبی
ہی وہ ظلمات پہرے خضر ہی بہٹکا تا جی
ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹہا ہی کوئی

دیکہو چوٹی مین یہ موباف زری ہے لٹکا
صبح کاذب ہی کہ ہی جلوہ فرقد پیدا

لوگ کہتے ہین کہ وہ لیل ہی اوسکی چوٹی
کہولکر اوسکو چہپا لیتے ہین چہرہ جو کبہی
مین یہ کہتا ہون شب قدر ہے عشاق کی
ہی خسوف قمر آتا ہے یقین سبکو یہی

کسی کافر کو بہی سودا نہو اوس چوٹی کا
تیرہ بختی ہو دشمن کو نصیب اعدا

عنبرین جعد سے ساری ہوئی جب گیسو بو
فرق رکہتی نہین کچہہ نکہت عنبر سر مو
لوگ کہنے لگے تب عنبر سارا اوسکو
کاکل و زلف بلا دام مین جعد و گیسو

مشک چین مشک ختن نافۂ تبت تاتار
سامنے چارون کے کافور ہی پوئی ہر جا

مانگ دل مانگ کے عاشق کا نہین ہے وہ آہ
خال تابندہ ہی یا کہ گہن مین ہے ماہ
کہکشان ہی شب یلدا مین کہ ظلمات کی راہ
جا پڑے گر دل عاشق تو بس انا للہ

دولت موتیون کی اوسمین پڑے ہین زیبا
صبح کاذب کا شب تار مین ہے جلوا

چشم انصاف ہی ہم چشم سی مردم کو لام
نام سی نرگس بیمار کے ہوا دنکو زکام

چشم جانانہ کو نسبت ہین کہتے بادام
صاد ہم اوسپہ کرین جو لکھی تشبیہ تمام

وصف تہا دیدۂ خود بین کا مجھے مد نظر
دہیان مین چشم تغافل کی رہی کچھ نہ خبر

حسن کی ناک ہی بینی کا کہون کیا انداز
بینی ہا رخ مین ہی خوبی کا نشیب و فراز

سحر نتھنو مین ہی اور اونکی پھڑک مین اعجاز
پست خود بینون کا ہی سامنے نخوت و ناز

اوسکی خود بینی سی عشاق کا دم ناک مین ہی
اور جو خود بین ہون تو وہ ناک چنے اونکو چبا ہی

سکا دنتہنون کی پھڑک کر گئی دل کو بیتاب
آتش حسن جو شعلہ ہی تو دل ہی سیماب

دل بسمل ہی یہ پہلو مین کہ ماہی بے آب
دونون منخر ہین حرم کے لیے باب الابواب

کعبہ ابرو کا ہے کوہ صفا سے رستا
قلزم حسن کا اس پل سے گذر ہی سیدہا

معجز فکر ہے با معجزۂ پیغمبر
شق کیا آپ نی انگشت مبارک سی قمر

طشت از بام ہے یہ معجز صادق سی خبر
یہ وہ ہے مظہر اعجاز ہے روی انور

ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہے وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہے انگشت ہوا جس سی شق

گوری گورے سے ہین رخسار ملائم از بس
سفت ہی جان کو عوض بھی جو میسر ہو بس

عمر بہر بوسۂ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
بل بے وہ پہیکا ہے پڑتا ہی جوانی کا رس

دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علی
رخ سی رخ چہوٹ گئے حور کی حاشا کلا

سوف گلقند بنا ہو گئے تختے نوزات
لعبت چینی کی ہے یوسف مصری کی نبات

تنگ شکر ہی دوات اور قلم شاخ نبات
ہین بیان قند کر لب شیرین ہا کی صفات

بوسہ لعل لب شیرین دہنان کا لیجے
طائر روح کو زنبور عسل کا کیجے

۱۲۱

لعل سے دینگے نہ تشبیہ لب جانان کو
ہین یہ لب کوثر و حیوان سے لبالب ہر دو
ہے کہان اوسمین یہ لطف اور تبسم یارو
دانت کھٹے ہوئے فرہاد کی شیرین سے کہو

لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آئے
ذوق سے دودہ چھٹی کا بہی لبون پر آجائے

۱۲۲

لب مین اعجاز مسیحا ہی خواص عیسے
بو ہی پہچ غنچے مین نہان یا کہ ہر ہونٹون مین تبسم سے
واہ کیا خوب تبسم ہے یہ مضمون ذکی
بے حیا آنکہون مین یا بنا ہی تبسمے مین یہ

وہ ہنسی شہر خموشان کی ہی قہقہہ دیوار
زعفرانی چمن دہر ہے اوس سے گلزار

۱۲۳

ہے کوئی نکتہ موہوم پر یہ پردہ کا دہن
برگ گل لب مین دہن ہے جو رگ برگ سمن
یا لیقین غنچہ سے ہے گویا دہن رشک چمن
قافیہ تنگ ہی خاموش نہین جا ہے سخن

پایا ذو القرن نے کب قطرہ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ہاتھہ نہ آیا ہیہات

۱۲۴

ہے زبان ہندی لسان کا مذکور بیان
لال ہو جائے زبان گو سہی بلبل لسان
ہی زبان زود وہ زبان جسکی فصاحت ہے بیان
عربی مین اوسے کہتے ہین فصیح اہل لسان

ہند کچہہ ناطقہ بلبل شیراز نہین
طوطی ہند کو لکنت سے یہ آواز نہین

۱۲۵

گال مین اونکے قیامت وہ گلوریکا ابہار
پان کا نام سے چہرہ جیا تا ہر ابہ
شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
قہر اوگال او نکا نہ نیا دہ دم بوس وکنار

رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا
کس زمانے کو ہوا رنگ مسّی پہ سودا

۱۲۶

وصف دندان مین گیا جبسی مرا فکر و قیاس
دانت لولو کا جبسرو سے ٹوٹی ہی آس

فق ہوا لو ر جو انجم کا تو کا فورا وداس
سخت حیرت مین ہی انگشت بدندان الماس

ایک بوسہ لب دندان کا بہی لینا ہی ضرور
للہ مرغوب ہین رعنا کو مگر موتی چور

۱۲۷

قد الف سین کی دندانے ہین دندان تمام
ایک الف بینی ہی تشبیہ دہن میم ہی تام

لام ہونٹ ہین نہین کاکل پہ ختم کی کلام
مسلمو نام خدا ہے وہ مجسم اسلام

ابرو یار تو ہین کعبہ دین کی محراب
عاشق روی کتابی ہین جب ہی اہل کتاب

۱۲۸

ہے ذقن غیرت جنت کا عجب سیب جنان
مرکز حسن کی ہے وسط مین چاہ کنعان

نخل آزاد ثمر لایا بہلا سرو روان
چاہ مین دو یار زلیخا ہی مین یوسف سا جوان

یہ وہ گرداب بلا ہے کہ نہین اسکی تہا
خضر سے کہدو کہین نوح نہ کہا ئین غوطا

۱۲۹

کیا کرین ہو نے مجہسے انگا کان سی کان
گل رضوان نے عجب آج کہی ہین سامان

کان دہر کر جو سنو تم تو کرین راز بیان
کسر تی ہین حلقہ بگوشی تری حتی الامکان

نسبت گوش گل خوبی سے کیجے اقرار
صاف منکر ہو کہا مین نے نہو گا زنہار

۱۳۰

گوری گردن ہی مصفا کہ صراحی کا گلا
آمد و رفت مین انفاس نظر آئی تو کیا

شاخ گل ہے جو گلو چہرہ ہی گل قد طوبی
نظر آجا ہی کرے دخل اگر رہم ذرا

غنچۂ دل ہے مرا زیب گلو ہار سنگار
عشق مین اسکے مجہے پہانسی ہی تار زنار

۱۳۱

سخت حیرت ہی مجہی بلکہ تعجب کا مقام
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر و ظلام

گردن اور بازو پہ رشتہ ہی بندہا نیلی فام
کفر کعبے سے جو اوٹہے تو کہا پہر اسلام

ہے تعصب مجھے مین اوسپہ چلا دون گنڈا
کفر و اسلام کا اس رنگ سے توڑون رشتا

۱۳۳

اونچے شانون سے عجب شان خدا ہے پیدا
ہاتھ ہین یا کہ پری نے یہ سیکھے شہپر وا

جی اوٹھون گر وہ موئے پر مجھے دیدی کاندھا
صاف بلور کی ہے شاخ کلائی گویا

ہاتھ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت
ہاتھ گر پہونچا تو ہین جو ہونگا ید قدرت

۱۳۴

دسترس آج مری طبع کو ہے دست بخیر
کون کافر او سے کہتا ہے صنم صاحب دیر

لو سر دست دکھا دیتا ہون مضمون کی سیر
دست آویز یہ اسلام کی ہے کفر سے غیر

دیکھ لو مومنو با دیدۂ حق بین پنجہ
لفظ اللہ کا لکھا ہوا ہے نام خدا

۱۳۵

یار کی دست نگارین پہ نہین رنگ حنا
ہاتھ مل خون ہوئی دل ہاتھ نہ آیا بوسا

خونبہا دزد حنائی ہے یہ قاتل سے لیا
افق نور ہتیلی وہ شفق سے ہے حنا

روز روشن مین یہ اندھیر کہ شبخون مارا
کھودائی ہے شہ حسن کی اوروز حنا

۱۳۶

ناخن ابیض و شفاف و مصفا اوسکا
لال ہے رنگ حنائی سے ویاقوت تا

آب او رناب ہین وہ مہر تو ہین اوترا
چرخ خوبی کا بنا چاند جو ناخن ترشا

عقدۂ فرقت عشاق کو کھولے ناخن
اوسکی الفت مین دل حور کے نکلے چھین

۱۳۷

دست محبوبہ کا جب حصہ کیا سینے تمام
آتین لینے کو بلائین مری پریان گلفام

قاف تک سب بدست اوسکا گیا شہرہ عام
ہاتھ جسکا تو جڑیلین لگین دینے دشنام

ہاتھا پائی مین مرا ہاتھ پکا یک جو بڑھا
سیب پستان پریزاد سے ہاتھ لگا

۱۳۷

گول گول ابھرا ہوا اونچا نکیلا سینہ | گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسر گنجینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ | حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن خوبی سے ہین آئینہ دونون جوبنے معمور
چشم بد دور ہین جوبن سے سراسر بھرپور

۱۳۸

مئے عشرت سے ہین معمور عجب خم سر دو | قبۂ نور کہون یا دو حباب دلجو
محرم آب روان یاد جب آیا مجکو | دل حبابون کی طرح پہوٹ بہا رو رو

برج ثمن ہین کہ وہ گنبد چرخ دوران
فلک حسن کا جوزا ہے کہ برج میزان

۱۳۹

محرم راز سے درپردہ ہے وصف انگیا کا | حال مشاطہ سے سخت اوسکے کساوٹ کا کہلا
دم کے رکنے سے یہان بند ہے اک اک ڈہیلا | طائر حسن ہے وہ کہتے ہین جسکو چڑیا

لوٹ جالی کے اوسے دام مین لاینگے ہم
آٹ ولنے کی بنا ینگے کٹوری محرم

۱۴۰

مرغ دل کے لیے ٹہرایا جو اوسکو جوڑا | مرغ بسمل کیطرح شوق سے ہے تڑپا پہڑکا
طائر روح اودہر مائل پرواز جدا | ایک مادہ کو جو دو نر سے پڑا ہی پالا

جان و دل دونون کی آتی نہین اب خیر نظر
نکلے صیاد شکار آپ ہوئے چڑیا پر

۱۴۱

مدتون وصل مین اوس سینے سے پایا ہے سرور | برسون فرقت مین کیا کوٹ کے چہاتی کو چور
گات کو کوئی مین بہر بہر کے دبوچا ہے ضرور | اوسکے خمیازۂ حسرت کے ہین دل مین ناسور

لے کڑا دل کیے اوس سینے کو چہاتی سے لگا
شوق کی فرط سے مشتاق کی چہاتی پہنچا

۱۴۲

بدہیان پہولون کی کیا سینہ پہ دیتی ہین بہار | بلبل دلکو ہے پہولونکے گر رشک سے خار
رشتۂ جان کے لیے ہو گیا دلکش زنار | سینہ نارنج ہے یا سیب ہی ہے کہ انار

دل سے یوسف کیطرح ایک خریدار گئی
جو انار ایک گرا اسکے ہین بیمار گئی

۱۴۳
رشک نرمی سے ہوا پیٹ کا آٹا گیلا
جان دی مرمرکے اگر دیکھ لے مرمر و صفا
رنگ تاتم کا کدر سے ہے قمر کا پھیکا
قلزم نور شکم ناف سے ہے گرداب بلا
بحر خوبی سے ہے ضم اور شکم صاف حباب
فرش ہو جائے بہرے پیٹ کو پکڑے سیماب

۱۴۴
وہ پڑاتے کی بنت دار کیلی انگیا
چشمۂ خور مین ہے یا جال شعاعی پھیلا
کرتی جالی کی اور اوس پہ سنہری لچکا
گدگدی پیٹ کی بستی ہے پہر کا پھرکا
اونچی کرتی سے شکن صاف نظر آتی ہے
لین جو انگڑائی تو تصویر سی کھنچ جاتی ہے

۱۴۵
کمر کلک مین آئے گا نہین گر لچکا
تنگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا میان نام نہ لیوے جیتا
گرنہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھون مثل بیاض

۱۴۶
خامۂ فکر کی جولانیان تھین تا ناف
عرض کرنے لگا آگے کہ بس اب طول معاف
شرم سے پیر بسیار سے تو ہوا چاک شگاف
بس خبردار ہو بھولے سے نہ لے نام زفاف
راہ بھولوگے وہ ہے چشمۂ آب حیوان
ڈوبا جس چاہ مین ہاروت وہی ہے یہ کنوان

۱۴۷
کوئی نافہ ہی اوسے کہتا ہے از راہ خطا
غنچہ ہی باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا
صدف گوہر عشرت ہین بہم دو اک جا
دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سنکے حیا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل پر سایہ
عکس پاشیشے مین ہے چشم پری کا اوترا

قافیہ تنگ ہی مضمون کا حکایت ہی وہ — حقا گوہر ناسفتہ عفت ہے وہ
مثل دل تنگ ہی پہ عالم وسعت ہی وہ — مرجع جاہ و حشم دولت و مروت ہی وہ

پوست کندہ نکرون چیز کے مضمون کی شرح
ایک نکتہ کے سمجھ لینے سے حاصل ہی فرح

۱۴۹
کوہکن لایا تھا جس کوہ سے جوئی شیرین — سنگدل شوخ کے ہین کوہ سے وہ دونون سرین
زینت کرسی وہم مسند عز و تمکین — گود مین بیٹھین تو عشاق کو آئی تسکین

گدگدے نرم ملائم ہین صفا مین صندل
غیرت قاقم و سنجاب و سمور و مخمل

۱۵۰
ران کی وصف مین حیران ہون از سر تا پا — نسبت نقرہ و بلور نہین ہے زیبا
ہونا ان رانون کا زانو مین غضب ہے رعنا — ران کی یاد نے مچھلی کیطرح تڑپایا

بخت بیدار ہین تو دینگے رکھن ران پہ ران
طالع خفتہ اگر ہین تو رہینگے ارمان

۱۵۱
حسرت تکیہ زانو مین مجھے ہے گھٹنا — سر بزانو ہے حیرت مین مجھے ہی رہنا
طور کے شمع نہین ساق کو لازم کہنا — پر فرشتونکے جلین ہو وے پری پرانا

ہو کے نلے پر پڑین پیرون نہ کہین اا گر
اور مین جلکے رقابت سے ہون خاکستر

۱۵۲
پانون پر فخر سے سر کہتے ہین سر خیل بتان — گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان
نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان — مردم چشم سے سہلاتین ہین حورین تلیان

سجدہ گاہ ملکوت اوسکا ہوا پا انداز
ٹھوکرون مین ہی مسیحا کا سراپا اعجاز

۱۵۳
دیکھنا چاہیی لیلی کو بچشم مجنون — اوسکا سایہ ہی پیری ہے کہ اوسی پہ مفتون
معجز عیسی مریم کا ہے رفتار سے خون — جھومنا سحر اور اٹکھیلیون کی چال فسون

بیان مفارقت بحث و نا گہ کیسی مصیبت قیامت کی جہیلی ہی حال و حال فراق و وصل

کبک اور ہنس تو خود رفتہ مین آپ ہو پامال

۱۵۳

ہاتہ اک وسلے پہ اور ایک ہو بالاے دہان
کب لچکتی ہوئی اوس چال کی دل پلی امان

سینہ او بہرا ہوا گردنین خم اور لبِ خندان
تکتے چوری کے نظر سے وہ چلی شرم کنان

پیر بگڑا کے جو پازیب کی جہنکار کرے
خفتۂ خواب عدم کیسے نہ بیدار کرے

۱۵۴

فاش پردہ ہوا جب آئینۂ زانو کا
سر کے بل پہینک کے آئینہ سکندر آیا

آب آئینہ سے پانی ہو بہت سا چاہا
ڈو بتا چہینٹی بہر اپانی نہ یوسف کو ملا

آئینہ رویون سے یون نسبتِ زانو ہے عیان
آئینہ داری ہے مانندِ حضورِ کوران

۱۵۶

شوخ و شتاح ہی وہ کافرِ بیدین عیار
رام اوس بت نے کیئے زاہد و مومن دیندار

ہی قیام اوسکا قیامت تو بلا کی رفتار
ستم و جور و جفا سبکے نرالے اطوار

ڈہنگ سارے ہین نئے چہب ہی انداز نئے
طور ہین تازہ کرشمے ہین سنئے ناز نئے

۱۵۷

ایسا معشوق اور اوس پر ہو وہ اپنا مفتون
کس زبان سے کہو اللہ کا مین شکر کرون

عیش ہی وصل ہے خلوت ہے وہ ہین اور مین ہون
اونکا مین بندۂ احسان ہون وہ میری ممنون

اتفاقِ تو بقین طبیعت کی ہی بس لطف عجیب
خوش نصیبی ہی کرے جسکو کہ اللہ نصیب

۱۵۹

میرا اور اونکا جو آپسمین بڑہا یارانہ
اک زمانے مین وہ گہر گہر کا ہوا افسانہ

ہین اگر شمع تو سو جان سے وہ پروانہ
وہ جو لیلی تو مین مجنون کی طرح دیوانہ

آفتِ جان ہوئی میرے لیے اونکی شہرت
ایک عالم ہوا مشتاقِ جمالِ صورت

۱۵۹

ناٸکہ کو جو ہوا حال یہ سارا معلوم
چین اترا گئی سمجھی وہ سبے جا کے مقسوم
دیکھا عشاق کا رہتا ہے سر راہ ہجوم
آیا ہر آن وہ کے دلمین یہ خیال مذموم

پڑ گئی گھر مین تو بس ہو گئی خانہ برباد
آج سے آمد و شد کیجیے موقوف استاد

۱۶۰

تھا ہر اک جمعہ کو گھر جانے کا اونکا دستور
ہفتہ بھر ہو لیا آنے کا وہان کیا مذکور
کر کے حمام چلی آتی تھین ہفتے کو ضرور
دلمین حیران ہون کہ ایسا ہوا کیا مجھسے قصور

آدمی جاتا ہے پر اوسنسے ملاقات کہان
نائکہ پھولی ہوئی بیٹھی ہے وہ بات کہان

۱۶۱

گاہ یہ حال کہ درگاہ کو جاتی ہین وہ
گہ عمل سے کبھی یہ چل کہ بہاتی ہین وہ
اور کسی روز یہ کھٹراگ کہ گاتی ہین وہ
کبھی یہ عذر کہ موقع نہین پاتی ہین وہ

قصہ کوتاہ کہا صاف ہوا جب اصرار
وہ نہ آئینگی کبھو اب نہ بلائین زنہار

۱۶۲

خانگی رکھ ہین نہین شوق سے کر لین شادی
کھلگئی اونکی مجھے خوب لبالب استادی
کسبیون سے کے تکرین گھر کی اگر بربادی
ایک تنخواہ کے پیچھے یہ سب جلا دی

ناچ مجرے سے گئی شہر کا ملنا چھوٹا
کیا ملاقات کرے قہر خدا اکا ٹوٹا

۱۶۳

دس بھلے آدمی ان آگے پھر جاتے ہین
کنچن آ کے برک کہتے ہین شرماتے ہین
سب رئیس و امرا شہر کے بلواتے ہین
طعنے سازندے اودہر آ کے سنا جاتے ہین

زر کی ہو طمع جسے ہم نہین وہ گوہر ہے
کیا وہ کر لینگے یہ سب ہے لکھنؤ نے اور ہے

۱۶۴

مارنے بھری کی ان چھوکریون پر آمین
اور جو خاطر کی تو مردار پر آپے مین نہین
لٹو ہو جاتی ہین دیکھا جو کہین مرد حسین
لگیا دہگڑا جو عیاش تو اوسکی ہو گئین

پاس خدمت تو کہان خاک وہ کرد بن گہر کو
بیٹھتی لا کے پہرے ناگہ اپنے سر کو

۱۶۵
ہنر باغ اونکو دکہا دیتے ہین کیا عیار
زر سے زیور سے اطاعت سے بنا لیوین یار
کسبیان ایک ہون عیاش اگر سو سو نکار
بات جب کوئی نہ بن آئی سبے عاشق زار

مرحبا ہین کرین جی جان سے صدقے ہو جائن
الغرض لا کہہ جگت پیچ کر ہن گہر مین ٹہہائین

۱۶۶
اونکو بندی ہی کہ گہر سے نہ نکلنے پائین
گہر مین جو چاہین کرین لیک نہ باہر جائین
در کہا تا بدر پہنچے نہ سب کر آئین
نام ہوے سے نہ پہر اودہر یان پر لائین

قفل ڈیوڑہی پہ سر شام سے پڑ جاتے ہین
غیر در تک نہ اگر شوق سے در آتے ہین

۱۶۷
نا کہ سخت وہ بذات کہ خالق نہ دکہائے
لیکے ہنگامہ ہوا اگر پانو پڑ و سر ہو جائے
سیدہی گر ایک کہو اوس سے تو سو ٹیڑہی سنائے
موت بہی تو نہین خدا نہ کو آتی ہو ہائے

ہین وہ مجبور ادہر اودہر ادہر ہین حیران
وہ ہین مشکل مین گرفتار یہان ضیق مین جان

۱۶۸
طمع بہی دیکہیے تو کان نہین بہرتی ہے
فعل مختار نہ جو چاہین بہی ڈرتی ہے
اور سمجہا ئیے تو بات نہین کرتی ہے
نام میرا کہین آجائے تو بس مرتی ہے

کار گر ایک بہی زنہار نہ تدبیر ہوئی
مجہسے برگشتہ ہی آخر مری تقدیر ہوئی

۱۶۹
بچہڑا محبوب جو یک لخت مرے پاس سے آہ
دولت صبر و تحمل ہوئی فرقت مین تباہ
لوٹ لی کشور دل لشکر غم نے ناگاہ
درد و غم نے دل ناشاد سے پیدا کی راہ

بہہ گیا خون جگر آنکہہ سے دریا ہو کر
جان بہی تن سے ہوا ہو گئی شعلا ہو کر

محکوم ہو گیا نے یار کے خلوت خانہ
عرض کی صبح نے رخصت کا ملے پروانہ

مین ہون تنہائی سے ہے دلدار کا ہی افسانہ
عقل بولی چلو آباد کرو ویرانہ

چھوڑ کر جان حزین ہو گئے غمخوار جدا
بخت بھی پھر گئے جسد سے ہوا یار جدا

نقش جب لکھتا ہون بیٹھا ہون کبھی ان اعمال
بیچ ڈالون کو کبھی زر سے کیا مالامال

اور بلاتا ہون نجومی کبھی گاہے رمال
تاکہ پیدا کسی صورت سے ہو کرین شکل وصال

منتین مانین بہت چلے بھی کھینچے اکثر
التجائین کرین مردان خدا سے جا کر

وہ پریشانی کہ اللہ نہ دشمن کو دکھائے
اختیار اپنا جو دل پر ہو تو سب کچھ بن آئے

وہ مصیبت کہ خدا اوس سے عدو کو بھی بچائے
دل ہی پہلو مین نہو تو سکو کوئی کیا سمجھائے

بنیاد شہر

جان قالب مین کہان جان جہان جب ہے نہین
آسمان ٹوٹ پڑا تنگ ہوا صحن زمین

وشکوہ

آخرش جذب محبت نے دکھایا ہے اثر
غیب سے آکے یہ اک شخص نے دی مجھکو خبر

پاس جب ہوگئی اور آگیا دم بھی لب پر
فعل مختار عدالت مین ہوئین وہ جا کر

بیچاپ تنے مین وہی خیر سے لائین تشریف
دوڑ کر چھاتی سے لپٹا کے بہت کی تعریف

رو مین دل کھو لگے خوب اور بلا گردان بھی
فعل مختاری یہ پھولے ہوئے کچھ نازان بھی

کچھ خجل نا کئے جبر سے کچھ نالان بھی
عذر کچھ شکر کبھی پیار کبھی احسان بھی

شکر خالق کیا اونپر سے تصدق اوتارا
آکے زہرہ نے کیا چرخ برین سے مجرا

پھر وہی جشن وہی لطف وہی عیش مدام
خلوت آٹھون پہر اور بند در خاص و عام

راحت جان کی آئی ہی بس آیا آرام
نہ ملاقات نہ دربار نہ مجرا نہ سلام

شکر صد شکر کہ پھر آئی گلستان میں بہار
دیدۂ دہر میں پھر رشک چمن صورت خار

۱۷۲
کھاتے پیتے تھے اگر ساتھ تو رہتے یکجا / سوتے تا صبح تو مل بیٹھتے تھے تا پیسا
ساتھ ہی جاتے تھے اکثر پئے سیر دریا / تو قسم کی ہو جو گلگشت گلستان تنہا

ساتھ حمام کو سرما میں گیے شام و سحر
یکدلی سے ہوے الفت میں غرض شیر و شکر

۱۷۳
چاندنی رات میں ہر شام ہوا کھانے میں / دل کو برسات کے جھولوں میں بھی بہلانے میں
لیٹے بیٹھے تھے ساتھ ہی خسخانے میں / شکل جوڑا رہی تصویر کے کھچوانے میں

فرط سے چاہ کے اک جان دو قالب گویا
دونوں مطلوب تھے اور دونوں ہی طالب گویا

۱۷۴
رشک ہوتا تھا مجھے دیکھکے عیاروں کو / طیش آتا تھا اونہیں دیکھکے دلداروں کو
جوڑ کچھ چھوڑ رہے سوجھی یہ غرض یاروں کو / جمع اک جا نہیں رکھتا ہے فلک پیاروں کو

آخر کار زوال آ گئے جو ہو جاے کمال
ہے ہمیشہ یہی نیرنگی گردون کا حال

۱۷۵
الغرض اوسکو دراندازوں نے بہکا بہکا / کچھ تو دی چل اوسے کچھ طمع بھی کچھ دم دینا کا
ایک عیار سے در پردہ ملاقات کرا / ناقص العقل تو مشہور ہے یہ قوم نسا

ڈھنگ بدلا نظر آیا مجھے آخر اوسکا
ہونے سرگوشی لگی غیر سے کھلم کھلا

۱۷۶
دو [illegible] حیلے سے کبھی گھر جانا / اور کبھی باغیوں کو باغ میں جا بلوانا
کر لیا غیر سے کانوں نے غرض یارانا / تھے کہیں چھپنا کبھی بھاگنا کچھ کترانا

پھر تو ہر شخص چنانچہ ہر اک بات پہ کرنا [illegible]
جا لیہ گھر سے کرنے لگی جب جالیں [illegible]

۱۸۱۱

اختیار اونے کیے جبکہ یہ فعل ور کرتوت — پھر تو مینے بھی بہر طور کر اک اک کا ثبوت
آگیا طیش چڑھا غصے کا سر جب بہوت — ضبط کی تاب کہاں ہوئیگا پھر تو سکوت

دل سے تنگ آکے کہا صاف کرو جو چاہو
منہ نہیں دیکھونگا راہ کو بس اب یاد کرو

۱۸۱۲

نالہ و آہ و پریشانی و اندوہ و بکا — غم الم رنج قلق درد و ملال و ایذا
غصہ و حسرت و افسوس سہیں بطلب کیا — کیوں عبث کھوئیں دل و دولت و دین ننگ و حیا

کیوں کسی کافر ہر جائی سے دلکو الجھائیں
نام عیاشی ہو اور رنج سہیں کوفت اوٹھائیں

۱۸۱۳

ننگ و ناموس و حیا غیرت و عز و اکرام — دین و ایمان دل و جان راحت و عیش آرام
مال و جاہ و حشم و دولت و دین اسلام — سبکو برباد کریں اور پھر او لٹے بدنام

نقد جان دیکے کبھی ہم نہ خریدیں جھگڑا
چاہ کار کھتی ہے یوسف کی زلیخا سودا

۱۸۱۴

یاد وہ روز ہیں یا بھول گئے ہو فرماو — یاد کر چاہ کو بجبازی پہ اپنی شرماو
پردہ رہنے دو زبان دیکھو اب بھی کھلواو — دور ہو جاو مجھے آج سے تم منہ نہ دکھاو

گردش خویش یہ تقدیر سے پیش آئی تھی
آدمیت تجھے سکھلا کے دغا پائی تھی

۱۸۱۵

یہ تو فرماو یہ پیرا دب یا کس نے — عشوہ و ناز و ادا تمکو سکھایا کس نے
سارا انداز و کرشمہ یہ بتایا کس نے — طرز دلداری عشاق جتایا کس نے

مین نے انداز یہ سب تجکو سکھائے کہ نہیں
میری صحبت نے ترے عیب سنوارے کہ نہیں

۱۸۱۶

نے تمیزی کا تری واقف و شاہد ہے جہان — بات کا بھی نہ سلیقہ تہا تجھے ای نادان
چال بیڈھنگی تھی یہ چھیل چھبیلا وہ کہان — اب یہ اترائی کہ سارے وہ بھلائے احسان

۲۱۴

زن مریدی کرے مردان علیشان توبہ    آیینہ رو کا سکندر بنے حیران توبہ
بندہ کافر بھی نہین ہو مسلمان توبہ    سایہ پرور پری زاد ہو انسان توبہ

صحبت قوم شیاطین کی اور مجکو چاہ
توبہ لاحول و لا قوۃ الا باللہ

۲۱۵

دور رکھہ دل سے گمان اسکا کہ ہین عیاش کہ    زن مرید اور کوئی ہوگا جانین اوباش
مین رہا کرتا ہون تجرید مین لیکن بشاش    اور میلان طبیعت بہی اگر ہو وی کاش

تو زمانہ مین حسین ایک سوا اک ہی بہتر
گو ہنو لکہنو آباد رہے امرت سر

۲۱۶

ضبط الفت کو کرون پہلے تو حتی المقدور    بلکہ مین نام نکٹ ل سی کر دون عشق کا دور
اور خالق نکرے دل سے اگر ہون مجبور    دل لگانا ہی پڑے مجکو جو ایسا ہی ضرور

تو کسی اور پری رو سے ملاقات کرون
عیش و عشرت مین مزے سے بسر اوقات کرون

۲۱۷

زعم باطل ہی کہ پیدا ہنو محبوب دلبر    تجہے کیا نام خدا الا کہے سے وہ ہو بہتر
قدر دان اور وفا پیشہ و بندہ پرور    نور کا پتلا ہو ہمشکل پری حور سیر

بزم عالم مین کرون آفت جان وہ پیدا
دم او لٹ جای اگر دیکہہ لے تو بہی نکہرا

۲۱۸

رونمائی پہ جو تو پتا اٹھا دے جوبن    سایہ تک دیکہنا پے نہین یہ ہو قدغن
تو نگاوٹ کرے وہ دسے ہو تری دشمن    آتش رشک سے بس تجکو جلا سے سوتن

بندہ خلوتکدہ اوس حور سے آباد کری
تو اسی غم مین سدا نالہ و فریاد کرے

۲۱۹

عشقبازی گہر گہر ہے جواب طعنت از بام    جا بجا سے مجہے آتے ہین حسینو نکے پیام
اور وفاداری سے واقف ہین مگر دل آرام    گلہ پڑہتے ہین سو مومن مرا اور یہ ٹوہن رام

الغرض باتکی شنگوا کے کیا ہو اسوار
آگی پہر تاکہ پیش آئین یہ عذر و اصرار
کہدیا صاف کرو اللہ سنو گا زنہار
ہو سزا اونکی یہ کرتوت کو بہگتیں کردار

بندہ پوری ہوئی تاکہ نہ کوئی اصلا
دلکو تسکین ہوئی چہاتی کا ٹہہرا اوترا

۲۴۸

رقعے آتے تو انگیٹھی مین جلا دیتا تہا
اور پیغام کو باتون مین اوڑا دیتا تہا
التجا سنکے نہ دلمین کبہی جا دیتا تہا
ہمنشین کہتے تو صاف اونکو جتا دیتا تہا

نام زیبا تو زبان صاف قلم کردون گا
طرح کر صلح کی ڈالی تو ستم کردون گا

۲۴۹

کر دیا مینے دل و دیدہ سے اوسکو مردود
یکقلم نامہ و پیغام ہوئے سب مسدود
نام مردار پہ لے فاتحہ نے دم نہ درود
مجکو آج اوسکا برابر تہا عدم اور وجود

ملاقات محبوب

۲۵۰

دلکو قدغن کہ خیال اوسکا نہ آنے پائے
آنکہہ کو حکم نہ وہ خواب مین منہ دکہلائے

ثانی لاثانی

دل لگی کی تہی ہوا اک عمر سے مجکو عادت
خالی خالی تہے نہ لے یار نہ باقی صحبت
اوسپہ یاران طریقت نے دلائی رغبت
آیا جیمین بہی او ہیجیے شغل وجہالت

شام سے مینے دیا حکم کہ ہو طیاری
جاکے لانے کو گل اندام کو گہر اسواری

۲۵۱

دیکہنے کی اودہن تہی کہ ادہر آئین آپ
واہ کس دہوم سے تشریف یہان لائین آپ
میرے بلوانے سے کچہ بہی نہین ترسائین آپ
پیارے بیٹہتی پہلو مین نہ شرمائین آپ

کیف بیساختہ پن نے بہی عجب دکہلایا
لطف بیسون کی ملاقات کا اول پایا

۲۵۲

چہا گیا نور کی تصویر سے گہر بہر مین نور
شان شاہانہ تہی اور ٹہاٹہہ کا کیا ہو مذکور
نور پر جوش جوانی ہو کہ چشم بد دور
چہ چلا وضع مین باتو نمین نہ اوٹہ تا سر

۲۵۸

کس زبان سی کرون اللہ کا مین شکر کرم
چین سے عمر بسر ہوتی ہی با ناز و نعم

نہ تو کچھ رنج رقیبون کا نہ اغیار کا غم
عیش سے آج مبدل ہوئے سب رنج والم

جا دہ تھی قید فرنگ اوس سے نجات اج ہوگی
قید بابل سے چھٹے عرش پہ معراج ہوئی

۲۵۹

مال کا ڈر نہین اولاد کی اب یاس نہین
وصل ہی آٹھ پہر ہجر کا غم پاس نہین

بیوفائی کی یہان نام کو بو باس نہین
وسوسہ دلمین من الجنۃ والناس نہین

دوزخ او باشی ہے فردوس ہے خانہ داری
اسمین سب عیش خلا دہین اُسمین خواری

۲۶۰

دلکو تسکین سے میسر ہے عجب لطف مدام
دنہین ہی چین نہ مجھے راتکو عیش و آرام

آبرو اپنی ہی اپنون مین تو غیرو نہین نام
قلق صبح نہ وہ دیدہ براہ سر شام

خط ایجاد ہی ملال

اون بد ایام کی ہر یاد سے دلکو نفرت
عاشقی اور ہی عیاشی ہیر دو لعنت

وقت معشوقہ اول

۲۶۱

اتفاقاً جو ہوا خوری کو اک دن نکلا
دور سے آتا سر راہ ملا ہرکارا

خط دیا لیکے اوسے جیب کے اندر رکھا
آکے گھر شمع منگا اوسکو جو کرتا ہون وا

نام کاتب نہین پر بوی وفا پیدا ہے
درد آمیز کچھ احوال ہے کچھ شکوا ہے

۲۶۲

تھا یہ تحریر عبث آپ ہین ہمسے بدبر
پھر گیا آپ کا دل شر ہے طبیعت مین شر

تھے یہ سب جوڑ نہین میری فرشتونکو خبر
گو خطاوار سہی پھر بھی تو بندہ ہے بشر

سنو خطا بندہ کی اللہ بھی کرتا ہے معاف
تم بھی سچے سہی ہو جانے دو ہو جاؤ صاف

۲۶۳

اور اگر جیبین کسی اور سے کچھ ہی ٹھانی
اور محبوب کوئی ڈہونڈہ لیا دل جانی

آنکھ کے پھرتے ہی دیدہ کا ڈہلا ہو پانی
پھر بھی ایسی تو قیامت بھی نہ آخر ڈہانی

آنکھیں جن دیدوں سے ہو وہ نہ نگاہوں سے عزیز / پیار جس منہ سے کیا ہو وہ منہ لگا عزیز

ٹوٹیں وہ ہاتھ کہ جن ہاتھوں سے لی ہوں بلائیں / چھاتی سے رکھا ہو تو چھاتی کا پتھر ہو جائیں

ہار ہو جائے کمربند جو کھولا ہو کہیں
بل نکل جائے جو اُس رسی کا بل ہو آئیں

لوٹے انگارہ وہ جو اک اسکی جوانی کو لگے / کوک جس ناری کی ٹھنڈی تپ غم ہے جلے

سرد مہر ایسے تری سانس لے ہر دم ٹھنڈے / یا علی شمر کی جائی کو کبھی کل نہ پڑے

چاہنے والا اُسے منہ نہ لگائے یا رب
پیار سے پہلو میں اک دن نہ بٹھائے یا رب

عمر بھر ہو نہ عیش نصیب اُسکو الم / اور عذابوں سے دم نزع نکل جائے دم

اور ملے یہ بھی کہ آگے نہ پڑی اللہ / تجکو یا رب قسم دامن پاک مریم

دیکھو تابوت نکلتا ہوا اُسکے باری کا
گور میں چین سے تا حشر نہ سوئے ناری

مرد سے خاک میں مل جائے ترا اترانا / پھر میسر نہ کسی کا ہو تجھے کلپانا

نوج ہو تجھ سے کسی پر ہو تو ہی دیوانہ / شمع و تجھکو جلائیں صفت پروانہ

## تقریر قاصد بحال

جس طرح مجھکو زلیخائی نے تری کھویا
ہو کسی یوسف مصری کا تجھے بھی سودا

## پریشانی معشوقہ

الغرض خط تھا کہ افسانۂ غم بالطومار / نامہ بر نے کیا پھر مجھ سے زبانی اظہار

قسمیں کہنے لگا روتی ہیں وہ لیل و نہار / صبر واللہ نہ دل بھر ہے نہ کچھ بس ہے قرار

نالہ و آہ وہ دن رات کیا کرتی ہیں
نام سرکار کا لے لیکے جیا کرتی ہیں

خواب و خور ترک ہے پینا کہاں کس کا کھانا / کیسی تعلیم کہاں رقص کہاں کا گانا

دو میں اور گھر ہو نہ آنا نہ کہیں بھی جانا / منہ سے اک ایک سے ہے لاکھ تک سمجھانا

شکل یوسف ہو مگر قیس سے بد تر دکھلائے | آنکھ کا نیر ڈبے اشک بہین حیرت چھائے
طائر رنگ رخ عاشق نہ لے پر اوڑ جائے | آنکھ پر بخت جگر پارۂ دل منہ پر آئے

**بیت مکر و وہ محبوبان عیار**

موت آ جاے طبیعت نہ کسی شوخ پہ آئے
جی ترسانے ہی تو کچھ کھا کے ملا سے رہ جائے

**و گریز از قوم بدکار**

خوب ہے رو گر نظر آئین تو انہیں سمجھے خواب | اور اگر بات کرین دے نہ حسینون کو جواب
جا سے سہوا تو ہے کوچۂ جانان سے شتاب | عشق انگیز کبھی پاس نہ رکھے اسباب

ہو جو تیغ جو حسینون کا تو کر دے فی النار
عاشقانہ نہ ترے ہوں کے شعر و اشعار

عشق جتلائے بھی کوئی تو اوسے سمجھے زور | پاس آ بیٹھے تو ناری سے سوا ہو کافور
نار ناری ہے نہین چاہیے کتنا اوسکا نور | آئے پھندے مین حسینونکے نہ حتی المقدور

مرد عاشق ہو تو ہے موت بس اوسکو لعنت
زندہ درگور ہے چاہیے اگر اوسکو عورت

گرم بازاری کی کرتے ہین صنم سو تدبیر | ناچنا گانا ہے سب سحر لگاوٹ تسخیر
ہے خود آرائی کی یہ وجہ کہ کیجیے نخچیر | جو ہی جب چالیون کی بات وہ دام تزویر

فتنہ معشوق ہین اور آفت جان ہین حرکات
سخت مشکل ہے کہ دل ایک ہے لاکھون آفات

بزم یا باغ کی گلگشت مین یا بر سر راہ | ہو ہی جاتا ہے کہین سامنا بس خواہ مخواہ
آدمی سے ہے کہین پڑ جائے جو کمبخت نگاہ | آگیا دل تو ہوا خاتمہ انا للہ

اور اگر جبر سے فرمایا طبیعت کو ضبط
تو ادو ہر کرتی ہین سو راہ سے پیدا وہ ربط

رو سے مکر ہے اظہار محبت عاشا | رحم دلمین نہین زنہار نہ آنکھونمین حیا
بیوفا تو ہے کبھی کی بقول رعنا | دلمین دل ڈالکے دل لیتے ہین دلدار ہنسا

حسن رخسار پریرو کا جو آجاوے خیال | شوق سے دیکھ لو دل بھر کے سو بہ کمال
لب شیرین پہ جو تیکی بت چینی کی رال | کیا شکر یوسف مصری کی ہو جو ہوا دسکا گال

جنے تسلیم کیا سلک گہر ہین دندان
جوہری کی نہین کم کان جواہر سے دکان

گو دہن غنچہ سی کان ہو کی گل تو کیا | باغ عالم مین نہین غنچہ و گل کا توڑا
گل مین بو غنچے مین گا یا نگ نہین ہے گویا | مارے پندار کے گیا غنچے مین بت بی پروا

ایسے مجبول صفا توں سے بھلا یارانہ
کیسے عاشق کو کرے مار سے بادیوانہ

شمع رویون کا نمود دیکھ ولا پروانہ | قیس و فرہاد کا مذکور سنا ہے یا نہ
نے کرامت لکھا عشق کا خوب افسانہ | کام مردان عشقان سے کیا مردانہ

حسن محبوب کا ہی صورت برق روشن
پھونک دیتا ہی دل و دین کو بیک چشم زدن

چیتا [illegible] ہوا لکھا گیا ایسا واسوخت | ہو گیا عشق کا دستور عمل یا واسوخت
واہ کیا خوب لکھا آپ نے رعنا واسوخت | ضبط عشق آہ یہ در پردہ گویا واسوخت

آفت عشق سے اللہ بچائے آمین
پھر قیامت دل دشمن پہ نہ آئے آمین

تمام ہوا
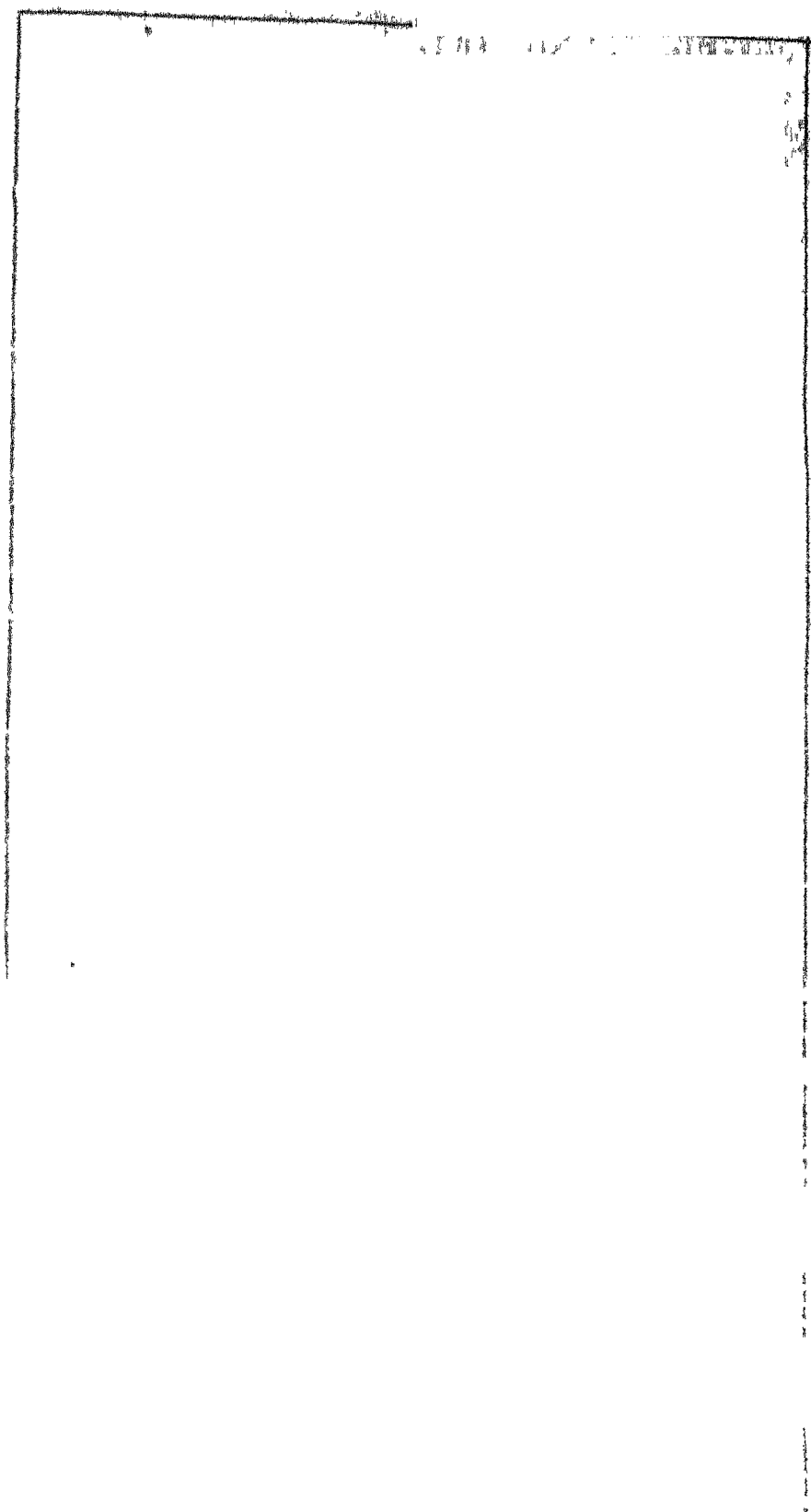
زند

تخلص ہے جناب نواب سید محمد خان بہادر
مرحوم کا خلف الرشید ہین نواب سراج الدولہ
غیاث الدین محمد خان بہادر نصرت جنگ
نیشاپوری کے نواسی ہین نواب نجف خان
بہادر کے باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ
تھے صاحب دیوان ہین ارشد تلامذۂ
خواجہ حیدر علی آتش مرحوم سے ہین
فی الواقع دیوان انکا قابل ملاحظہ ہے
طبیعت عاشقانہ رکھتے تھے فقط

| ۳۹۵ | ربط اب کسے کہاں اب وہ ملاقات کہاں<br>ہم تم اک جا بھی اگر ہونگے تو وہ بات کہاں | |
|---|---|---|

| دوستی بندہ کو صاحب سے نہیں اب منظور<br>گرچہ بدوضع ہے یہ رند جہاں میں مشہور | رکھیے تکلیف ملاقات سے مجکو معذور<br>پر زمانے نے یہ بھی ظاہر جو مرا ہے دستور |
|---|---|

| | عمر بھر منہ زبان سے کبھی اقرار کیا<br>جب کسی بات کا ناچیز نے انکار کیا | |
|---|---|---|

تمام ہوا



# رقت

تخلص ہے مرزا قاسم علی مرحوم کا بزرگ ان کے
قدیم الایام سے متوطن خطۂ جنت نظیر کشمیر تھی مگر
مولد او مسکن مرزا صاحب مرحوم کا دہلی ہے مقیم
لکھنو تھے صاحب دیوان ہیں شاگرد تھے میاں
قلندر بخش جرات مغفور کے کوئی کلام انکا سوا اس
واسوخت کے جو شامل مجموعہ ہذا ہے نظر سے
نہیں گذرا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر اچھے
تھے باقی حال دریافت نہیں ہوا فقط

## واسوخت رقت

دوستو حال سنو بون کا مری افسانہ سنو — ہمدمو سنج فزون کا مری افسانہ سنو
صاحبو سوز دروں کا مری افسانہ سنو — قصہ کوتاہ جنون کا مری افسانہ سنو

ایکمدت تلک اک شخص تی صحبت تہی مجھے
مجھے الفت تہی اوسی اوسے محبت تہی مجھے

رات دن ہم وہ رہا کرتی ستہے باہم دونوں — اور پہرا کرتے تہے ہر ایک طرف ہم دونوں
ست عشرت ہی بیا کرتے ستہے ہم دونوں — وصل میں کہتے تہے ہستی کا سا عالم دونوں

ہم وہ اوس شکل ہر اک آن ملی رہتے ستہے
ایک جان اور دو قالب میں سب کہتے تہی

شمع و پروانہ کو تہا اپنی ملاقات سے رشک — گل و بلبل کو ستہا اپنی ہر اک بات پہ رشک
قمری و سرو کا تہا اپنی ملاقات پہ رشک — دشمنی کہاتی ستی باہم سے مدارات پہ رشک

نہ بناوٹ نہ لگاوٹ نہ تکلف باہم
بے تکلف ستے ہر اک آن تلطف باہم

اپنے وہ بیٹھیں تھی اور ہم تھی اوٹھیں کے لیئیں
امتحان کو بھی نہ اوٹھتے تھے وہ ہم آپہین
دوستی کی بھی عجب ہوتی ہین اپنی رسمیں
نہ خفا ہوکی ہم کہاتی تہے اپنی قسمین

عہد و پیمان یہی دن رات بندہا کرتے تہے
وعدے ہوتی تہے جو لیتین وفا کرتی تہی

تہا نہ مطلب مجھے گلگشت چمن سی سرکار
گل کی عارض سے نہ غنچے کی دہن سی سرکار
تہے غرض سرو کچہ اور نہ سمن سی سرکار
کبک کی چال سی مطلب نہ چلن سی سرو کار

عارض و قد پہ کسیکی تہا مرا دہیان سدا
کہ دل اوسی میں کیا کرتا تہا قربان سدا

گلہ کرتے تہے ہم شکوۂ اغیار کبھی
اپنے پہلو سے ہٹاتا تہا وہ دلدار کبھی
مدعی سی بھی نہ تہا ہمکو سروکار کبھی
نہ ہمیں دیتا تہا آزار دل ازار کبھی

تہا نہ دنیا ہے کا غم اور نہ عقبا کی فکر
اپنے صحبت میں سدا عیش کا رہتا تہا ذکر

کیا کہیں ہجر کی ہم نام سی واقف بہی نہ تہے
عیش تہا اور کسی کام سی واقف ہی نہ تہے
وصل تہا لذت پیغام سے واقف ہی نہ تہے
کچہ ہم آغاز اور انجام سے واقف ہی نہ تہے

یہ سمجھتے تہے کہ اوقات یونہیں گذری گی
جسطرح گذرے ہی دن رات یونہیں گذری گی

شکوۂ چرخ زبان پر نہ کبہی آتا تہا
نہ کبہی نحس ستاروں میں جھنجلاتا تہا
دیکھ میں سوی فلک بھی نہ کبہی جاتا تہا
نہ کبہی گردش گردون سی میں گھبراتا تہا

تہا جب اوس ماہ سی کا شانہ منور اپنا
ہائی کیا اوج پہ تہا بخت کا اختر اپنا

نہ مری ہاتہ کو تہا میری گریبان سی ربط
نہ غم و رنج و الم کو دل شاد و انسی ربط
نہ مری بخت جگر کو مری دامان سی ربط
اور نہ کام و زبان کو مری افغان سی ربط

مانو کہنے کو ہماری جو کہین بات کرو
کسی صورت سے تم اب فکر ملاقات کرو

مہربانی کرو تشریف یہان لاؤ تم — کہول آغوش گلے آکی لپٹ جاؤ تم
جو جو شکوے کرین ہم اوسپہ قسم کہاؤ تم — کچہ کہین ہم تمہین اور کچہ ہمین فرماؤ تم
پہر اوسی شکل سے آپس مین ملاقاتین ہون
دن سے جیسے ہون وہی شغل وہی باتین ہون

دوست سب شاد ہون اور ہون غمین دشمن سارے — جیجے یار کرین غیرت کچہ دم مارے
عیش و عشرت کرین اس وضع سے ہم تم پیارے — کہ غم و رنج و الم دور ہون سب کہہ مارے
کہے ہر ایک کہ رفعت کی پہری سب جیسے دن
جو جو مہجور ہین اونکے سبہی پہرین ویسے دن

تمام ہوا

## راحت

تخلص ہے مرزا محمود بیگ صاحب دہلوی کا
معلوم نہین کہ شاگرد کس کے ہین
اور حالات انکے معلوم ہوئے مگر اس
واسوخت سے جو اس مجموعہ مین شامل
کیا گیا ہے دریافت ہوتا ہے کہ کلام
بہت متین ہے اور شاعر
خوشگو اور سخندان خوش فکر
سے ہیں باقی العلم عند اللہ فقط

# واسوخت راحت

ایکدن وہ تھا کہ الفت سے ہم آگاہ نہ تھے — عشق کے نام کو سنتے بھی کبھی راہ نہ تھے
ان ستمگاروں کو ہم جانتے بھی آہ نہ تھے — واقف رنج و الم بھی کبھی واللہ نہ تھے

غنچہ کی طرح دل اس ذکر سے تنگ آتا تھا
پاس ناموس تھا کچھ عشق سے ننگ آتا تھا

واقف لذت تیر نگہ یار نہ تھے — تشنۂ آب دم خنجر خونخوار نہ تھے
آہ اس درد جدائی میں گرفتار نہ تھے — رہی کچھ دن تھی کہ الفت سے خبردار نہ تھے

کھلتے رہتے تھے سدا ہم گل خنداں کی طرح
رونی صورت نہ تھی یوں بلبل نالاں کی طرح

کچھ عجب جوش پہ تھی فصل جوانی کی بہار — چہچہے یار دہیں رہتے تھے سدا لیل و نہار
یا کہ دریا پہ ہیں یا کرتے ہیں سیر [illegible] — سیر سے کوچے کا صبا کی بھی نہ دیکھا تھا غبار

ہمت خندہ گلہائے دل احباب
گلشن عیش میں رکھتے تھے ہمیشہ شاداب

جب نہ تھے [illegible] کہتے ہیں کسے غمزہ و ناز — یہ سمجھتے بھی نہ تھے کیا ہے ادا [illegible] انداز
[illegible] سنتے تھے دے آواز — پوچھتے یہ سے تھے [illegible] مطلب ساز

[illegible]
مصرع موزوں بھی [illegible] پڑھ جاتا تھا

سامنا گر ہیگا مرا کوئی بدخواہ ++
آپ بہی اور بچہوڑینگے رقیبوں نسے یہ راہ

اور نظر ہی نہیں آئیگا کوئی شام و پگاہ
خوب یہ دلمین سمجہہ رکہیے ہی اللہ گواہ

شعلہ رو ڈہونڈ کی ایسا مین کوئی یار کرون
پہر تصور بہی نہ تیرا کبہی زنہار کرون

ف ۲۵

جانتے ہو کہ مرض یہ کبہی جانیکا نہیں
دیکہہ لینا کہ غم ہجر مین کہانیکا نہیں

دل لگی بن کبہی آرام یہ پانیکا نہیں
آنکہہ مین بہی کبہی آنسو مری آنیکا نہیں

ضد سی تیری کوئی وہ ماہ لقا لاؤنگا ++
ذکر بہولے سے بہی ہرگز نہ ترا لاؤنگا

ف ۲۶

ہووے وہ رشک پری ماہ لقا غیرت حور
آنکہہ اوٹہا تیری طرف دیکہے اگر وہ مغرور

شعلہ طور رکہے کوئی اوسے عالم نور
رنگ اوڑ جای ترے چہرہ کا جیسے کافور

ہوش اوڑ جائیں ترے غش کی سی حالت ہووے
نفرت آنے لگے ہر اک کو یہ صورت ہووے

ف ۳۰

لمعہ ناصیہ ہو گیسووں سے ایسا عیان
اور بہوین ایسی ہون کافر کی کہ جیسے کہ کمان

لغفت مہتاب تہ ابر ہو جسطرح نہان
اصفہانی ہو کہی یا کہیں تیغ برّان

دیکہکر اوسکی بہوین بہون یہ چیّانی بہولو
ایسی چہپکلیاں نسے کاجل کی بنانی بہولو

ف ۳۱

ہون فسون ساز وہ کافر کی بلا چشم سیاہ
ہووے وہ عابد صد سالہ فریب اوسکی نگاہ

ایک چشمک سی ہون سب ساحر بنگالہ تباہ
دیکہکر مانگے فرشتے بہی جسے دلمین پناہ

خود بخود اشک ندامت مین یہ ڈہیلے کہل جائین
ہووے وہ آنکہہ کہ جس سی تری آنکہیں کہل جائیں

ف ۳۲

ہووے ... خونریزی عاشق مژگان
پنجہ دست قضا اوسکو کہین اہل زبان

جان عشاق ہو اوس تیر قضا کی قربان
فتنہ حشر ہو ہر جنبش پنہان سے عیان

پہلے جیسے ہوں سدا ویسا ہو جو بہار
رتھ میں وہ بیٹھے ہوں اور گھوڑی پہ ہم ہوں سوار
جا کے پردیس میں جا نکلتی جاویں ہر بار
ہوں اشارے نہیں وہ باتیں کہ سمجھیں اغیار

دیکھ یہہ ربط بہم سینہ ترا چھن جاوے
جی یہہ چاہے کہ کسی طرح سے یہہ من جاوے

سمجھیں اور لوگ نہیں یہ کچھ ربط وفا ہو باہم
وہ مرے نام کا عاشق ہوں میں اوسکا ہمدم
رنجش تفرقہ پردازئ اغیار کا غم
ہوویں سرشار مئے ناب محبت میں بہم

اوسکو لپٹا کے گلے لطف اوٹھاؤں کیا کیا
کوفت جو دل نے اوٹھائی ہے مٹاؤں کیا کیا

باغ میں ساتھ کبھی اپنے اوسے لیجاؤں
نغمۂ بلبل و طوطی میں اوسے سنواؤں
فرش گل کر کے خیابان میں اوسے بٹھلاؤں
لب جو بادۂ گلرنگ اوسے پلواؤں

باہم ایسا ہی دو آتشہ کا دور چلے
گھر میں تو آتش اندوہ میں گھٹ گھٹ کے جلے

بزم احباب میں جاؤں جو بتقریب کہیں
آدمی ساتھ ہو اونکا یہ ممکن ہی نہیں
قاصدان پانو نکالیں پھر دوسرے لیے بھیجے وہیں
ورد گھر کیں یہ پیام آئے رہو شب کو وہیں

روٹھ جاویں جو لگے دیر مجھے محفل میں
منتیں کر کے مناؤں اونہیں کس مشکل میں

جی میں آتا ہے کہ ہنسنے سے قسم کھاؤں تری
ہوری بتلائیں چین تو ہی گھر آؤں مرے
سوتے میں بھی نکروں گھر کی طرف پاؤں مرے
ہے یہی شرط اوسی ضد سے ابھی لاؤں ترے

دم پھڑک جائیگا واللہ جو وہ آ نہ سکینگے
منہ چھپا لوگے جو شکل اپنی وہ دکھلا نہ سکینگے

بیٹھے پھر عہد وفا جس سے کیا اوس سے کیا
مجھسا عاشق نہیں ملنے کا نہیں ملنے کا
ہے یہی وقت جو کچھ ہو گا ابھی ہو لیگا
دی دغا تو نے مجھے پھر نہ فرمائیے گا

| | |
|---|---|
| ہو یہی تمکو مناسب کہ ابھی سب جاؤ | جیسے دن تمکو ہو دیوی جو اگر فرماؤ |
| رنج بیجا کی شکایت نہ زبان پر لاؤ | جس طرح آئے تھے گھر اپنا سمجھ کر آؤ |

شہرہ شہر دوبارہ مری چاہت ہووے
وہی تم ہو وہی گھر وہی راحت ہووے

تمام ہوا!

## سودا

تخلص ہے ملک الشعرا طوطی ہند سخنور نامی شاعر گرامی مرزا محمد رفیع
مغفور کا خلف الرشید تھے مرزا محمد شفیع باشندہ دہلی کے مقیم لکھنؤ
تھے صاحب دیوان ہندی فارسی ہیں قصائد اور ہجو انکی نہایت
شہرت سے محتاج تحریر اور تقریر کی نہیں مدح و قدح کے
بادشاہ تھے اول شاگرد تھے سلیمان قلیخان وداد کے بعد
شیخ ظہور الدین عرف شاہ حاتم کے شاگرد ہوئے عہد نواب
آصف الدولہ بہادر انار اللہ برہانہ میں معصر تھے بلبل ہند
ملک الشعرا جناب سید محمد تقی صاحب میر کے فقط

تجھ سے ہی غیر تغافل کو نہیں دیکھتے ہم / تجھ بنا باغ کی جا گل کو نہیں دیکھتے ہم

دل نالاں بنا بلبل کو نہیں دیکھتے ہم / غیر تجھ زلف کے سنبل کو نہیں دیکھتے ہم

چھٹ تری منہ کو کبھی مل کو نہیں دیکھتے ہم / غرض اب جزو کو اور کل کو نہیں دیکھتے ہم

انچہ سنبلے روئے تو منظور نظر داشتہ ام
آتشین است کہ بر دیدہ تر داشتہ ام

سودا

اسقدر کیوں بہا بیزاری ہی مجھ زار ستی / مت چھپا منہ کو صنم اپنے خریدار ستے

چشم پوشی نکر اس عاشق بیمار ستے / ہو نہ مایوس یہ سودا تری دیدار ستے

سنکے یہ بات میاں اسنے گرفتار ستے / دیکھ ایدھر بھی کبھو ایک نظر پیار ستے

خوش کنی خاطر وحشی بہ نگاہی سہل ست
سوی اوگوشہ چشمے زتو گاہی سہل ست

تمام ہوا

# سحر

تخلص ہی شیخ امانعلی مرحوم کا خلف الرشید شیخ

محمد امین باشندہ لکھنو کے ہیں اور صاحب دیوان

ہین شاگرد ہین بخشی الملک فتح الدولہ مرزا محمد رضا خان

برق کے انکی طبیعت کا رنگ سب سی علحدہ ہی کلام

نمکین طبیعت رنگین ہی تا حیات اپنی ایک وضع

اور نہایت آن بان سی بسر کی یہ تین واسوخت

جو شامل مجموعہ ہذا ہین انہین مرحوم کے

نتیجہ طبع وقاد اور ذہن نقاد ہین فقط

آخر اس ضعف نی یہ شکل بنائی میری
نبض چلتی ہے تو لیتی ہے کلائی میری
اب یقینی ہے قضا ہجر مین آئی میرے
تم کو منظور ہوئی دل سے جدائی میرے
حشر کے دن پہ گئے اب تو صفائی میری
جیتے جی اب نہین ممکن ہے رسائی میری

شہ
فارغ از عاشق جانباز نمی باید بود
جان من این ہمہ بیباک نمی باید بود

غم نہین ہجر مین جینا سے گذر جاؤن گا
آپکے عاشقون مین نام تو کر جاؤن گا
اب نہ اس کوچے سے اٹھونگا گذر جاؤن گا
مین وہ عاشق نہین ہون سر سے جو ڈر جاؤنگا
ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اتر جاؤنگا
دیکھ لینا کہ گلا کاٹ کے مر جاؤن گا

شہ
من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی نیست
موجب شہرت بیباکی و خودکامی نیست

سنے خبر مجھی ہو تم خاک بسر ہو میرے
مر بہی جاؤن تو مہینون مین خبر ہو میری
زہر کہانے پہ نہ کیون مد نظر ہو میری
یہ دعا کیون نہ بہلا آٹھ پہر ہو میرے
آج مر جاؤن مین کل موت اگر ہو میرے
آپ فرمایئے کس طرح بسر ہو میرے

شہ
شرح درماندگی خود بہ کہ گفت بیرکنم
عاشقم چارہ من چیست چہ تدبیر کنم

ہجر مین جینا نہین ہنسی ہے کوئی بات مجھی
وصل کا دہیان رہا کرتا ہے دن رات مجھی
ہر مہینا مرے رونے سے ہی برسات مجھی
وصل ہونی کی نہ بتاؤ تو کوئی گھات مجھی

شہ
دست تے بست کہ حیرانم و دلبندیم نیست
عاشق سے سر بہ ماتم و دلبندیم نیست

جسنے کہائی تہی ہو تو کی چہری آج تلک
یہ مصیبت نہین والد پہ پڑی آج تلک
نہ سہی تہی تجھ الفتی گہٹے آج تلک
نہ لگائی تہی پسا اون کی چہری آج تلک
رات فرقت کی نہ دیکھی تہی پڑی آج تلک
رو کی گائی نہی ایک ایک گہڑی آج تلک

یاد آتی ہیں وہ دن جبکہ اکثر ہم کو
جانا ملتا تھا نہ گھر سے کبھی باہر ہمکو
ایک بوسہ نہیں ہوتا ہے میسر ہمکو
رات دن وصل سے مہلت نہ تھی دم بھر ہمکو
اب نئی رنگ دکھاتا ہے ستمگر ہمکو
گالیاں ملتی ہیں غیروں کے برابر ہمکو

۱۳ھ
چیست تو یار تو یار کہن سر و بکیست
غیرت مدعی و حرمت من بر و بکیست

تیری خوبی نہ تھی آگاہ غلط سمجھے تھے
دے دیا مفت ہیں دل آہ غلط سمجھے تھے
اب نہیں جانینگے اوس راہ غلط سمجھے تھے
باوفا تم کو سمجھتے تھے واللہ غلط سمجھے
کیا برے چیز ہے یہ چاہ غلط سمجھے تھے
خیر قصہ ہوا کوتاہ غلط سمجھے تھے

۱۵ھ
جان من سنگدلی دل بتو دادن غلط است
چشم امید بہ روے تو کشادن غلط است

رونے کے ظلم سہون جان کہانتک کب تک
دل کو وحشت سے بھی آرام کہانتک کب تک
ایسی چاہت کے بھی قربان کہانتک کب تک
وصل کے رآنکا ارمان کہانتک کب تک
پھرون گلیوں میں پریشان کہان تک کب تک
صاحب اللہ نگہبان کہان تک کب تک

۱۶ھ
چون چنین است بے کار دگر باشم بہ
چند روزے پے دلدار دگر باشم

خوبصورت ہیں بانکین ہزاروں تمسے
کج طبیعت ہیں زمانے میں ہزاروں تمسے
بےمروت ہیں زمانے میں ہزاروں تمسے
صاف رنگت ہیں زمانے میں ہزاروں تمسے
لوگ آفت ہیں زمانے میں ہزاروں تمسے
لے محبت ہیں زمانے میں ہزاروں تمسے

۱۷ھ
نخل نوخیز گلستان جہان بسیار است
گل درین باغ بسے سرو روان بسیار است

یہ تو فرمائیے صاحب کہ حقیقت کیا ہے
جو کچھ حال ہوا اوسکی محبت کیا ہے
آپ کیا مال ہیں وہ آپ کی صورت کیا ہے
بےمروت سے گلا کیا ہے شکایت کیا ہے

ای سحر اسکے سوا اب کوئی تدبیر نہین — اس سے بہتر کوئی معشوق کی تعزیر نہین

دل لگا لو کہین لازم تمہین تاخیر نہین — صاف باتین ہین یہ کچھ پیچ کے تقریر نہین

حال جو اپنا ہے قابل تحریر نہین — اوسکے تقصیر ہے کچھ آپ کی تقصیر نہین

این ندانست کہ قدر ہمہ یکسان نبود
زاغ را مرتبہ مرغ خوش الحان نبود

تمام ہوا

۵۵

ایسا جو جانتی تو ملاقات کرتے ہم
دنکو بلاتی جاتی اگر رات کرتے ہم
ایسی ہی بات تھی کہ کبھی بات کرتی ہم
ہی لطیفوں ہی کیوں بسر اوقات کرتی ہم

کہنی کی جا نہیں ہی نہ کچھ پوچھو کیا ہوا
جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا سب بجا ہوا

۵۶

ان روز دن نام عشق سی کچھ جی ہی گھٹ گیا
او چھلا کلیجہ زخم کا انگور پھٹ گیا
صدمی فراق کی نہ اوٹھی دل اولٹ گیا
گیسو کی یاد میں تن زار اور لٹ گیا

ہم اور عشق وہم ہیں بیجا گمان ہیں ٭
دل ہو چکا ضعیف بظاہر جوان ہیں ٭

۵۷

خود آپ مر رہی ہیں کسی پر مرنگی کیا
بیدم ہیں آپ ورکا دم ہم بھرینگی کیا
دل تک نہیں ہی پاس محبت کرینگی کیا
دہٹر کا تھا ہجر کا وہ ہوا اب ڈرینگی کیا

زنجیر پہنی پانوں میں کیا کیا کڑی سے
انکی اذیت شب فرقت بڑی سے

۵۸

کیوں جان بیچکر ہوں خریدار گوں نہیں
ایسا ہی ہو گیا کبھی ہر بار گوں نہیں
دین وضع ہاتھ سی سر بازار گوں نہیں
یوسف ہی ہو تو ہمکو تو ای یار گوں نہیں

گذری ہم ایسی عشق سی چاہت سی باز آئی
گھر میں اکیلے بیٹھیں گی صحبت سی باز آئی

۵۹

بیٹھی بٹھای مفت میں بدنام کون ہو
کب پوچھتا ہی یار گل اندام کون ہو
یوں بیقصور مورد الزام کون ہو
جاتی بلا سحر ہو کہ تم شام کون ہو

شاعر ہولا جواب اگر اپنے واسطے
علم اپنی واسطے ہی ہنر اپنے واسطے

۱۰

بسمل وہی نظیر جو تم ہو سکو کیا
اپنی ایسی اسیر جو تم ہو سکو کیا
پوچھی ہوئی فقیر جو تم ہو سکو کیا
ایک زلف کی اسیر جو تم ہو سکو کیا

۱۶

قابل ہی سننی کی شب وصلت کی گفتگو
آٹھون پہر ہی عشق و محبت کی گفتگو
باتین فری لی اور ہی رغبت کی گفتگو
دل پر ہی نقش آج کی صحبت کی گفتگو

مین کہہ رہا ہون پیاری جنت کی حور ہو
ملتا ہی یہ جواب کہ سونی دو دور ہو

۱۷

باتین غضب کی یاد ہین فقری غضب کے ہین
ہر دل عزیز کیون نہو معشوق سبکی ہین
یہ لوگ اس مانی کی ہین اور ڈہب کے ہین
بانی مبانی محفل عیش و طرب کی ہین

ہر دم رہیگا وصل یہ ثابت ہی ڈہنگ سے
نازک یہ ہین اوتر نہین سکتے پلنگ سی

۱۸

پریان نہونگی قاف مین ایسی یقین ہے
یہ اپنے لکھنؤ کی ہی کیا سرزمین ہے
واللہ آدمی تو نہایت حسین ہے
زیب النسا سی نور جہان سی ذہین ہے

خود صاحب سخن ہی بہت شعر فہم ہی
لیکن کمال عاشق صادق سی وہم ہے

۱۹

ایسا ہی آدمی نہین دیکھا ہی آج تک
ایسا نہین کہ چاند سا چہرہ ہو بی نمک
آنکھون مین وہ دل مین چبھتی ہی وہ نوک پلک
کوٹھی پہ رکھیی پاؤن تو یاد آتا ہی فلک

جلتی ہین پر فرشتون کی کہتا ہی اب فضول
انسان کی دعا بہی نہین ہوتی ہی قبول

۲۰

تلوار کی ہی چال زمانہ ہی نیمجان
کہتی ہین یہ چہری نہ بچی کوئی نوجوان
کشتون کی کشتی ہوگئی رکھا قدم جہان
جوتی کی گہنگرو اور ملاتی ہین ہان نہین ہان

غل پائنچون کا ہی کہ ذرا کہڑ کہڑائیے
چلیی وہ چال کبک سی خود لوٹ جائیی

۲۱

دونون کا جوڑ خوب ہی کیا اوسکی شان ہی
کچھ پوچھیی نہ حال بڑی داستان ہی
ہم ہین نحیف و زار تو وہ دہان پان ہی
کیا کام آپ کو کہین اونکا مکان ہے

۵۱۴

قاضی ہیں آپ شہر کی یا کوتوال ہیں
کچہ اور ہی ارادہ تو بیجا خیال ہیں

۵۲۲

حدسی سوا مزاج میں لاف و گزاف ہے
جو بات ہے وہ ساری جہاں کی خلاف ہے
شہرہ خدا کی فضل سے تا کوہ قاف ہے
مذہب وہ ہے کہ خون ابا معاف ہے

تلوار سی کلائی صفائی میں کم نہیں
انگڑائی میں جو ہاتہ اوٹہا تجہی سم نہیں

۵۲۳

اس جستجو کی وجہ سبب تہا غرض
ہمسی نہیں ملاقہ تو الوسی ہی کیا غرض
جو کچہ کہا تہا ہمنی وہی سب ہوا غرض
یہ بات اس عشق کی تہی انتہا غرض

بت ہو گیا ہوا انکا گہر دیر ہو گیا
شکر خدا کہ خاتمہ بالخیر ہو گیا

۵۲۴

فرمائی مزاج مبارک کا حال کچہ
سنتی ہیں اب تو کم ہی وہ دہر کا خیال کچہ
کچہ بات وہ ہی تہی ہوا احتمال کچہ
بندی کو تو پسند نہ آئی یہ چال کچہ

ہم کیا بدل گئی کہ زمانا بدل گیا
کیا وقتہ مزاج تمہارا بدل گیا

۵۲۵

صحبت کا رنگ اور ہی کچہ طور اور ہیں
کوئی قدیمیوں میں نہیں اور اور ہیں
یعنی وہ اب زمانہ نہیں دور اور ہیں
ان وزدوں مورد ستم و جور اور ہیں

رنج فراق کی متحمل نہیں ہیں ہم
پہلو میں بیٹہنی کی ہی قابل نہیں ہیں ہم

۵۲۶

بیٹہی ہیں چار چار پہر کی نشست ہے
صحبت میں کوئی مست کوئی فاقہ مست ہے
ہم لوگ آنی پاتی نہیں بند و بست ہے
ہم کیا کریں مزاج ہی پاجی پرست ہے

دو بار جسنی لائی دیئے باغ باغ ہو
اتنا تو ہم کہیں گی کہ عالی دماغ ہو

۲۷

جو اوست آپ میں ہی بھلی ہو تو لی
آٹھ آٹھ آنسو عشق میں اسطرح رو تو لی
حیثیت اور کی نہ انسان کھو تو لے
سچ ہے کہ عمر بھر کی کوئی یوں ڈبو تو لے
مردم شناس ایسی بھی ہوتی ہیں واہ جی
حاجت روی کی ہو تو بڑی کیا ہیں سیاہ جی

۲۸

لیکن یہ اختلاط کہاں گفتگو کہاں
دلکو لسے یہ پوری مجبوری کی بو کہاں
یہ خوش مزاجیاں یہ نفاست یہ خو کہاں
عطر حنا یہ باتو نہیں ای ماہرو کہاں
زر چیز کچھ نہیں ہی محبت ہی چیز ہے
اسکا جسے مزہ نہیں وہ بی تمیز ہے

۲۹

اب صاف صاف کہتے ہیں ایسا نہ سمجھی تھی
آگے تو اپنے زعم میں کیا کیا نہ سمجھی تھے
معشوق سمجھی تھی تمہیں شیدا نہ سمجھی تھے
ایسا مزاج ہوگا یہ اصلا نہ سمجھی تھے
اپنی خطا نہیں یہ سمجھ کا قصور تھا
کیا دخل بندوں میں تمہیں ای حضور تھا

۳۰

صحبت جمالی کی سے کیا اور گھر نہ تھا
سب پر نظر تھی دہیان ہمارا کدھر نہ تھا
پریوں کا اور کوٹھی پہ شاید گذر نہ تھا
بیخوف تھی کچھ ایسا تمہارا بھی ڈر نہ تھا
جی چاہتا تو ہم پہونچتی وہاں تلک
انسان تو وہ ہی کہ گیا آسمان تلک ✤

۳۱

واقف ابھی نہیں ہے ہمارے مزاج سے
کچھ بات اور پائی گئی امتزاج سے
بدلیں کلاہ کو نہ سلیمان کی تاج سے
کافر ہوں اس گلی میں بھی ہم آج آج سے
اپنی جگہہ یہ دیکھ سکیں گی نہ غیر کو
جاوینگی چوک وری رستہ سے سیر کو

۳۲

مشتاق ہیں ہمیں بندی جمال کے
تیور ہی اور ہوتی ہیں اہل کمال کے
اوٹھی نظر تو مینک ہیں پتلی نکال کے
آنکھیں نکالیں گا ذرا دیکھ بھال کے

نوکر کسیکو رکھ لو ستانے کے واسطے
مزدور ڈھونڈھو ناز اوٹھانے کے واسطے

۳۳
ناز ک مزاج قابل جور و ستم نہین
فقرہ نہین ہے جور نہین ہی یہ دم نہین
تمکو نہین ہی رنج تو ہمکو بھی غم نہین
وہ ڈہی پڑ رہین اور کوئی اودہم نہین

جو ہون گری پڑی وہی گھر مین پڑی رہین
شامت ہماری ہم جو گلی مین اڑی رہین

۳۴
ان ٹھنڈی گرمیون سے ہی نفرت الگ الگ
مہکی ہی جو گلشن جنت الگ الگ
ہرجائیون کی کچھ نہین صحبت الگ الگ
ہر ایک سے نہی ہی طرز محبت الگ الگ

ہمکو کسیطرح یہ دو عملہ نہ بھائیگا
یکتا جو کوئی ہوگا وہ کاہے کو آئیگا +

۳۵
یارون کی یہ بھی ایک جگت تھی کہان کا عشق
پیری مین بھی ہوا ہی کہین نوجوان کا عشق
وارفتہ کر چکا کئی سرو روان کا عشق
دنیا کا یون تو شوق ہی سارے جہان کا عشق

پابندِ آدمی مقید پرے سے کے ہین
اچھا مکان بھی ہو تو عاشق وہی سکے ہین

۳۶
حد سی سوا کچھ ایسی طبیعت نہ آئی تھی
پہلی ہمین پسند یہ صحبت نہ آئی تھی
قامت کی عشق مین تو قیامت نہ آئی تھی
بیمار پڑ گئے او ٹھی تھی طاقت نہ آئی تھی

انسان ہی تو ہی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
فصدین بھی کھلتی ہین کبھی سودا بھی ہوتا ہے

۳۷
فرہاد کا نہ نام لو قرآن درمیان
شیرین سے بھی زیادہ ہی شیرین ہماری جان
پتھر ہٹا کی وہی ڈھونڈی خدا کی شان
قربان ایسی عشق کی یہ کیسا امتحان

خود بھی ذلیل عاشق غمخوار بھی ذلیل
گل بھی ذلیل بلبل گلزار بھی ذلیل

۳۸

ہمسا تو آدمی تمہین ملنا محال ہے
بیجا ہی اور کا جو پری رو خیال ہے
صورت کا ایک رنگ ہی کیا مجال ہی
ہر آفتاب حسن کو آخر زوال ہے

ادنی بہی ہو تو آپ سی بہتر ہی چاہیئے
ذرہ بہی ہو تو مہر منور ہی چاہیئے

۳۹

اب کیا بہت دنونسے طبیعت اوچاٹ ہے
تلخی مرگ آج کل افیون کی چاٹ ہی
کشتی عمر تیغ تغافل کی گہاٹ ہے
تمسی جدا کیا ہمین کیا خوب کاٹ ہے

دشمن ہوا اک جہان کے تم دوست کسکے ہو
تلوار ہو اوسیکی ہو قبضہ مین جسکے ہو

۴۰

ایک دن وہ تہا کہ رہتی تہی آٹہون پہر سحر
منہ دیکہنے کو اوٹہتی تہی وقت سحر سحر
چارون طرف تہا گہر مین تمہاری سحر سحر
اندہیری کہ اب نہین آتی نظر سحر

جاگے جو وصل یار مین تقدیر سو گئے
اپنی تو ہر طرح سی غرض صبح ہو گئے

تمام ہوا

## واسوخت سوم

۱

نئی انداز کا واسوخت سناتی ہین تمہین
گرما گرمی پہ طبیعت کی دکھاتے ہین ہمین
جسقدر ہمکو ستایا ہی ستاتی ہین تمہین
دیکھنا بات تو ہمین کیا تھی بتاتی ہین تمہین
صحبتین گرم رہین جشن ہوا کرتا تھا اب
ضبط کی تاب نہین چپ ہین کب تک صاحب

۲

دل سی بیزار ہین غصہ مین بھری بیٹھی ہین
اب تلک آپکی باتون سی تو دق بیٹھی ہین
وہین بیٹھی ہین جہان بکھری بیٹھی ہین
اپنی دانست مین سب جی سے مری بیٹھی ہین
دیکھنا کاٹ سر وہی کا دکھا دین گے ہم
لال کوٹھی تیری گھری کو بنا دین گے ہم

۳

ہین بہت سچ ہین دو چار کہ بانکے ہین ہم
جتنا غصہ ہے [illegible] اتارین گے ہم
آپ کیا آپکے گھر سے بھی نہ ہارین گے ہم
گالیان کھا کے بھی سبکو پکارین گے ہم
پاس بیٹھو نہ لگاوٹ سے بس دور رہو
دور ہو سامنے سی دور ہی سے دور رہو

۴

لاج سی بات نکرنا یہ کہی دیتی ہین
بات کرتی ہوئی شرماتی [illegible] دیتی ہین
دم محبت کا نہ بھرنا یہ کہی دیتی ہین
اب وہ نہین لوگون پہ مرتی [illegible] ہین
خوب صحبت ہی نہین واہ اسی قابل ہو
اپنے قابل نہین واللہ اسی قابل ہو

ش ۱۶

خود پری تھی بخدا تمکو سمجھتی کیا تھے
کچھ نہ تھا رنج کا غم تمکو سمجھتی کیا تھے
سیکڑوں دیتی تھی دم تمکو سمجھتی کیا تھی
روز کرتی تھی ستم تمکو سمجھتی کیا تھے

رات بھر وصل مین رکھتی تھی لڑائی تمسے
چھین لیتی تھی خفا ہو کی رضائی تمسے

ش ۱۷

جاڑا اون روزون کا کہانا تو ذرا یاد کرو
رات بھر میرا ستانا تو ذرا یاد کرو
نئی غزلین مری گانا تو ذرا یاد کرو
صبح تک پانوٗن دبانا تو ذرا یاد کرو

یہ تو کچھ بات نہین بات کوئی یاد نہو
اور یہی کبھی کہ جوان پاتو نہین استاد نہو

ش ۱۸

پائینتی رات کا سونا بھی تمہین بھول گیا
منہ لپیٹی ہوی رونا بھی تمہین بھول گیا
وہ دوپٹی کا بھگونا بھی تمہین بھول گیا
کیا مسہری کا بھگونا بھی تمہین بھول گیا

کیا ہوا غیر کی الفت مین جو بیہوش ہو تم
خود فراموش نہین وعدہ فراموش ہو تم

ش ۱۹

اگلی باتون کو ذرا یاد کرو یاد کرو
ترک منظور ہو بالکل تو وہ ارشاد کرو
سنفت برسون کی ملاقات نہ برباد کرو
پھر نہین ملنی کی ہم رو کے کہ فریاد کرو

حشر تک پھر نہ ملین گی جو خفا ہونگے ہم
وصل ہوگا نہ کبھی ایسی جدا ہونگے ہم

ش ۲۰

جھوٹ سچ جھوٹ ہی ای جو تمہین چھیڑتے ہین
عاشقون کا ہی یہ دستور تمہین چھیڑتے ہین
اپنی صورت پہ ہو مغرور تمہین چھیڑتے ہین
ترک بالکل نہین منظور تمہین چھیڑتی ہین

اب بھی کچھ بات نہین ہی جو منا لو ہمکو
ہمنی جو باتین سنائی ہین سنا لو ہمکو

ش ۲۱

سنکے جلسی کی خبر آئی تھی سرشار تھی ہم
کیا ہوا مار کے پر غیرون کی طیار تھی ہم
غصہ اسطرح کا تھا جان سے بیزار تھی ہم
آپ ہی کا ہی کو تھے رشک سے زار تھے ہم

شکل

خوب واسوخت کہا آپنے واللہ سحر | اپنے غصہ سی کیا خوب اپنے ہیں آگاہ سحر
اونسی ملنی کی نکالی یہ نئی راہ سحر | توڑ کی بند کہی صل علی واہ سحر

دل جلانے کی یہ تدبیر نکالی تمنے
مار رکھنے کی یہ تقدیر نکالی تمنے

تمام ہوا

# سیر

تخلص ہے مرزا محمد عباس عرف چھوٹے مرزا صاحب کا

خلف الرشید ہین مرزا بندہ حسین خانصاحب

کے شاگرد رشید ہین سید آغا حسین مرزا صاحب

عشق کے ساکن ہین کشمیری محلہ منحلات شہر لکھنؤ

کے شاعر خوش فکر نازک خیال صاحب طبع وقاد وذہن

نقاد ہین یہ واسوخت جو شامل مجموعۂ ہذا کیا گیا ہے

انہین کا طبعزاد ہے فقط

۵۵
فرد پر صاد کیا رقعۂ شادی پڑھ کر
مین ہوا جانے کی سامان مین مصروف ادہر

لیکے انعام وہ نوکر تو گیا اپنے گھر
بخت برگشتہ کی پر ہاے نہ تہی مجھکو خبر

صورت شمع مین اوس بزم مین گریان ہونگا
ایک گل دیکھتے ہی چاک گریبان ہونگا

۵۶
کم ہوا اتنے مین دن شام کا آیا ہنگام
اب چلین آپ وہان بزم مرتب ہے تمام

پہر اوسی آدمی نے آکے دیا مجھکو پیام
ناچنی آیا ہے اک زہرہ جبین گل اندام

مثل اوسکا نہ جہان مین کہین پیدا ہو گا
چشم اختر سے فلک نے بہی نہ دیکھا ہو گا

۵۷
شاد و خرم مین چلا گھر سے یہ سنتے ہی خبر
چاندنی چٹکی تہی روشن تہا مکان سرتاسر

تہا قریب اونکا مکان جلد مین پہونچا جاکر
تازے بیٹھا تہا ایک ایک حسین رشک قمر

اونکی رخسار کی ضو تا بہ فلک جاتی تہے
شرم سے آنکھ ستارونکی جہپک جاتی تہی

۵۸
بھینی بھینی وہ ہوا اور چمن کی وہ بہار
ہو نسیم سحری جیسے دل و جان سے نثار

اور پہولونکی وہ اولٹونکی ہر اک سمت قطار
نور کی بزم تہی روشن تہی کنول لوڈ دار

تہی چنگیرون مین کہین ہار کہین گلدستے
تہی کہین جام بلوری کہین کنٹرے کی

۵۹
یہ سمان دیکھکی فرحت ہوی جیسے کہ کمال
ہمسنو نسے کیا مینے یہ اوسیوقت سوال

رقص کا اوس گل خوبی کی مجہی آیا خیال
کون ہے رقص کو آیا ہے جو زہرہ تمثال

دیکھین ہم ہو کہ وہ رشک قمر کیسا ہے
جس کو کہتے ہین پری سب وہ بشر کیسا ہے

۶۰
بولی احباب کہ بے پردہ نشین وہ دلبر
خانہ جنگی دل عشاق سے ہے مدنظر

سر بازار نہین اتا وہ گھر سے باہر
بیٹھتا مثل طوائف وہ نہین گھر گھر

دونون رخسار تھی مانند قمر جلوہ کنان — جنکی ضو سے مرا دل ٹکڑے ہی مانند کتان
ناک سی اوسکی ہے نسبت گل شبو کو کہان — تھی ذقن ایسی کہ جھکوائی جو یوسف کو کنوان

برگ گل سی بھی تھے نازک لب خندان اوسکے
پانی پانی ہو گہر صاف یہ دندان اوسکے

زلف و پیشانی و ابرو کا مجھی ہی سودا — سنبل و بدر و مہ نو سے ہین تشبیہ دون کیا
چشم و بینی و لب و زنخ کی ہے منظور ثنا — نرگس و شبو و سوسن نہ گل تر پاندا

یاد دندان مین لگا تار ہون جھڑی اشکون کے
سلک گوہر کی مقابل ہے لڑی اشکون کے

نوش کا طوق مین منت کی وہ پیاری گردن — سینہ صاف پہ وہ سونی کی ہیکل کی پھبن
چاندسی بانہو نمین اوسکی جڑاو جوشن — پیرہن مین یہ چمک جاتا تہا کندن سا بدن

جان عاشق کی لیی برق سراپا تہا وہ
حسن دل سیب کا خود محو تماشا تہا وہ

دیکہکر اوسکی کلائی کو کل آئی نہ کبھی — شاخ صندل سی جو تشبیہ دون کیا اصل اوسکے
یہ نہین پرچہ الماس مین ہی شفافی — صاف تو یہ ہی کہ وہ برق کو تھی شرماتے

دونون ہاتہو نمین جو مہندی کو ملا تہا اوسنے
خون عشاق سر دست کیا تہا اوسنے

وہ چھریرا بدن اور وہ سج وہ بانکی بانکی — [illegible] الی کی وہ پھنی ہوی کرتی بہاری
پہ پھبن جسم مین پوشاک کی دیکہی نہ سنی — پریان قربان ہوئین اوسکی جو صورت دیکھی

سب ہی یوسف پہ پشیمان جہان ہو رہے ہین
سب زلیخا کی طرح جان فدا کرتے ہین

دام گیسو مین غرض دل کو پھنسایا اوسنے — سکہ داغ جنون دل پہ بٹھایا اوسنے
جلوہ عارض تابان جو دکہایا اوسنے — صورت آئینہ حیران بنایا اوسنے

۲۷

ٹھان کر دل مین یہ پہلی تو ہوئی کچھ برہم
کانسی عطر کی روئی کو نکالا اوس دم

پھر یہ سوجھی کہین بدنام نہ ہو جائین ہم
عطر رومال مین مل مل کے سنگھایا پیہم

جسم محبوب کی خوشبو سے یہ فرحت پائی
تن بیجان مین میری جان دوبارا آئی

۲۸

کھول کر آنکھ جو دیکھا تو وہ بیٹھی تھی قرین
اور کہا تم پہ تصدق ہے میری جان حزین

کانپتی ہاتھوں سی جھٹ لیتی بلائین لے لین
ایسی شفقت نہین فرماتی ہین معشوق کہین

اپنا رومال سنگھا کر عجب احسان کیا
کام عیسے سے بھی سوا تمنے میری جان کیا

۲۹

ہوش مین دیکھ کے مجھکو وہ غضب شرمائی
سر جو زانو پہ رکھا مینے تو وہ جھنجلائی

چار آنکھین بھی نہ کین سر کو رہی نہوڑائی
بولے کیا خوب بہت نام خدا اترائے

گانا سنیے اجی آپ ہوش مین بس آئی آپ
عشق کے فقرے لیے ذرا سکو نہ گھبرائی آپ

۳۰

گو نہ طاقت تھی پر اوٹھ بیٹھا سنبھالی ہوئی دل
متوجہ ہوا گانے پہ وہ ماہ کامل

پھر تب اوسکی صورت ہوئی ساری محفل
جانکر مجھکو وہ شمشیر ادا کا بسمل

میری ہی سمت ہر ایک بہاو بتاتا تھا وہ
جو غزل گاتا تھا پر درد ہی گاتا تھا وہ

۳۱

تھوڑی راحت بھی فلک دیکھ سکا میری آہ
دیکھتا کیا ہون سو چرخ جو کی مینی نگاہ

دی موذن نی اذان مرغ بھی بولا ناگاہ
ماہ ہمراہ لیے جاتا ہے انجم کی سپاہ

جھلملانی لگی مہتاب کی شمع روشن
ہو گیا چاک گریبان سحر تا دامن

۳۲

نور کا وقت وہ پھولونکی چمن مین وہ بہار
اور چلنا وہ نسیم سحری کا ہر بار

نغمہ مرغ نوا سنج وہ لطف گلزار
شبنم سے اوتری ہوئی لالہ رخونکی وہ عذار

لاکھ سمجھاتا تھا پر دل نہ ٹھہراتا تھا
اپنی بیگانے کو اوس وقت نہ پہچانتا تھا

زہر کھا لیجے گر جیل کے بھی ٹھانتا تھا
مثل تابوت مین اوس وقت نہیں جانتا تھا

گھر جو پہونچا تو اوتروا انیکو آئے سب لوگ
تا بہ بستر مجھی تھا بنے ہوئی لا ئے سب لوگ

جو کوئی پوچھتا تھا حال ہے کیا بتلاؤ
مین یہ کہتا تھا کہ اچھا ہون نہ تم گھبراؤ

دل اوڑتا ہے مرا طبیب یہان سے جاؤ
کچھہ مین لکھون گا دوات اور قلم لے آؤ

مدت تک عارض جانانہ مین مصروف ہوا
خفقان مجھکو جو شدت سی تھا موقوف ہوا

اس بہانے سی غرض لوگونکو میں ٹالا
منہہ لپیٹے ہوئے بستر پہ پڑا تھا تہا

وصل دلدار کے تدبیرین نہ کیا کیا سوچا
پہ جو اسی سے مگر کچھہ نہ مجھے بن آیا

دل سے کہتا تھا کہ وہان جاؤنگا کیونکر گھر سے
کہ نکلنا بھی ملتا نہین باہر گھر سے

صحبت رقص مین نوکر جو گیا تھا ہمراہ
حال درد دل بیتاب سی وہ تھا آگاہ

پاؤن پر گر کے کہا او سنے کہ اوٹھیے للہ
آپ غم کھاتی ہین خادم ہوا جاتا ہی تباہ

آپ کے نامہ و پیغام کو پہچاؤن گا
اونکو لے آؤن گا یا آپ کو لیجاؤن گا

سن کے یہ بات ہوا چین دل مضطر کو
پاس بٹھلا کے بہت خوش کیا اوس نوکر کو

اور کہا اوس سی کہ جا ڈھونڈہ ور دلبر کو
تاب بے دیکھے نہین اب مری چشم تر کو

درد دل اپنا کہون گا مین زبانی اوس سے
مجھکو تسکین ہو جو پاتہ آئے نشانی اوس سے

بولا وہ جاتا ہون مین آپ نہ گھبرائین حضور
دو پہر ڈھل گئی اب خاصی کو منگوائین حضور

تو تناول کرین اور لوگون کو کھلوائین حضور
گھر مین سب چھوٹی بڑی روتی ہین گھبرائین حضور

۷۱

شام ہونے کو ہے بس جاؤ اب اپنے گھر — کہیں ہمسائے کے لوگون کو نہ ہو جائے خبر
آبرو کا بھی رہتا ہے خیال آٹھ پہر — مجرے میں جانے کو ہون اب نہیں فرصت مجھکو

دیر سے آئے ہو کیا اب بھی نہ گھر جاؤ گے
کچھ قبالہ تو مرے گھر کا نہ لکھواؤ گے

۷۲

یہ سخن سنکے جواب اوسکو نہ کچھ مین نے دیا — ڈال کر باہون کو گردن مین گلی اوسکی ملا
چٹکیان لینے لگے گال کو میرے کاٹا — پھر دوبارا چولیا اوسکے لبون کا بوسا

تھی طبیعت جو مزیدار مزا پاتے تھے
گدگداتے تھے کبھی گاہ لپٹ جاتی تھے

۷۳

سسکیان بھرکے لپٹنا کبھی شرما جانا — اور مطلب کی سناکر وہ کبھی مکرانا
آپ ہی آپ کبھی جیب کے سر موڑانا — صورت زلف تراکت سے کبھی بل کھانا

جبکہ اس رنگ پہ اوس شوخ کو پایا مین نے
جو ڈر کرنا تھا یہ منت سے سنایا مین نے

۷۴

جان جان وصل کی اب جلد نکالو صورت — مجھ پہ کیا کیا نہین فرقت مین پڑی ہے آفت
مغتنم جور فلک سے ہے یہ اپنی صحبت — چلو کمرے مین بہم گرم ہو بزم خلوت

کوئی مہمان کی یون دل شکنی کرتا ہے
عاشقون سے بھی معشوقون کا کیا شیوہ ہے

۷۵

سنکے یہ بات چلی جانب کمرہ وہ پری — کیا کہون فرط خوشی سے جو میری نوبت تھی
لیتا جاتا تھا مین ہر گام بلائین اوسکی — اتنی مین پانؤن کی آہٹ مجھے معلوم ہوئی

دیکھتا کیا ہون کہ کھڑکی کا کیواڑ کھٹکا
دل بیتاب کو میری ہوا پیدا کھٹکا

۷۶

جبکہ ست آکے یہ ماما نے کہا گھبرا کر — اماجان آپ کی یہان جھانک گئین ہین آکر
مجھسے کہتی ہین وہ پھر یار بھی جھنجلا کر — شام کیوقت وہ کیون باغ مین بیٹھین جا کر

شعر

اک ذرا آؤ الگ تمکو بتائیں تدبیر
کسی صورت سے مگا دینگی ہم اونکی تصویر

اتنی سی بات پہ برہتی ہو عبث تم دلگیر
نقش جب لکہو کرو وہ رنگ پری ہو تسخیر

آپ کی وصل کا اب رنگ جماتی ہین ہم
اونکو مجرے کے بہانے سے بلاتے ہین ہم

شعر

مجھکو اون دوست کا ارشاد بہت خوش آیا
رنج دوری سے میرا دل جو بہت گھبرایا

اک مصور سے سراپے صنم کھنچوایا
صحبت رقص مین اون دوست کی گھر بلوایا

آرزوی دل ناکام نہ کچھہ بر آئے
مان بہی اوس حور کے ہمراہ برابر آئے

شعر

وصل اوس ماہ لقا سے ہو میسر کیونکر
ساتھہ ہر وقت رہا کرتی ہے وہ آٹھہ پہر

سایہ سان چھوڑتی اکدم نہین اوسکی مادر
سیر کا حال نہ اس غم سی ہو کیون [illegible]

روح کو چین نہین جان کو آرام نہین
صدمہ ہجر سی بس ہین دل ناکام نہین

**تمام ہوا**
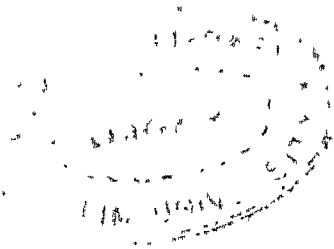
# نواب مرزا شوق

تخلص ہے حکیم تصدق حسین عرف نواب مرزا خلف

حکیم آغا علیخان ہین مولد اور مسکن انکا لکھنو ہے کلام مین

نہایت صفائی ہے طبیعت عاشقانہ پائی ہے زبان

شستہ و رفتہ محاورات خوب کلام دلچسپ ہے شاگرد اوستاد

عدیم المثال یگانہ روزگار آتش بیان خواجہ حیدر علی آتش

کے ہین مثنوی بہار عشق اور زہر عشق اور فریب عشق

کہ جو مشہور فی الآفاق ہے اور یہ واسوخت جو شامل اس

مجموعہ بنظیر کے کیا گیا ہے ان سے یادگار ہے فقط

یاد ہی اپنے ہونٹو لگا وہ تمکو نہار ناک مین نیم کا وہ تنکا وہ جوبن کا ابہار
آستینونکی پہنسی کرتی وہ بازو طپار بی سے ملے مسی لگے وہ انت وہ آغاز بہار

وہ ہر اک باتمین اٹہلانا وہ البیلا پن
وہ دبی بات وہ سجیائی تمہاری چتون

دیکہنے والی ہین ہم ہی تو تری اوس سنکی ایکٹ وہین کبہی چار آنکہ نہ تم کرتی تہی
شوخ چشمی تہی طبیعت مین مگر پہلے سے چشم بد دور یہو خلقی تہی یہی تہی کہتے

جان عشاق پہ شوخی تری آفت ہوگئے
اب تو فتنہ ہی کوئی دن مین قیامت ہوگی

دل عاشق کو نہ اسطرح لگا لیتی تہے یون زبان دانت کی نیچی نہ دبا لیتی تہے
دیکہتا تہا جو کوئی تیوری چڑہا لیتی تہے شرم آجاتی تہی آنکہونکو جہکا لیتی تہے

رعد جسوقت گرجتا تہا تو گہبرا لیتے تہے
بجلی جب کوندتی تہی ڈر کی چمٹ جاتی تہے

چنچل تہی ٹہمرتی تہی گہڑی بہر یک جا کہیل اور کود مین رہتا تہا تو اے ماہ لقا
رشک سیارہ تہا تعویذ ہر اک ہیکل کا طوق گردن مین رہا کرتا تہا منت کا پڑا

ٹہڑی پہنی ہوئی چپا گل کی چہڑی پہرتی تہی
پانیچی پکڑی ہوئی دوڑی پڑی پہرتی تہی

ناز و انداز و ادا آپکو آتی کب تہے میٹہی چتونکی اشارونسی بلاتی کب تہے
پانیچی نازسی چلنی مین اوٹہاتی کب تہے کبک و طاؤس کی رفتار کہاتی کب تہے

چالین وہ سیکہین کہ سبکو کیا پامال تہے
ہیسی عشاق کی مہندی کیطرح دل تہے

یاد ہی شرم و حیا یہ تمہارا تہا حال بدمزہ ہوتی تہی شوخی یہی جو کرتا تہا اِل
تہا نہ چوٹی کو ضرور کی چلتی تہی چال ورد سر تہا تہا ہوتی تہی جو مہندی پامال

اپنی تعریف پہ اتنا نہ اکڑتے تھے تم
باتین کوئی جو بناتا تھا بگڑتے تھے تم

آگی ہر بات مین اسطرح کی چالاک نتھے
حسن تھا طالب آرایش پوشاک نتھے
صید دل اتنی تری بستۂ فتراک نتھے
شرم ہر بات مین آجاتی تھی بیباک نتھے

عطر دولہن کا نہ اسطرح سے ملے رہتے تھے
بند محرم کی نہ یون آگی کھلے رہتے تھے

۱۲ سالہ

آگی پٹی کبھی یون تمنی نکالی کب تھے
صدف گوش مین موتی کی جھالی کب تھی
چاند سی چہری پہ یون کیسو کی ہالی کب تھے
تندی اسطرح کبھی کانومین ڈالی کب تھی

آگی بالی مین نہ مچھلے کو لٹکتے دیکھا
برق کیطرح نہ بجلے کو چمکتے دیکھا

۱۳ سالہ

گورا پنڈا تھا پہنتی تھی نہ پھولونکی ہار
چاند سورج شب گیسو مین نتھی لیل و نہار
عطر ملنے کا نہ تھا اذن بدن مین زنہار
سادگی وضع مین تھی تھی نہ یہ طرز رفتار

چال سیدہی کی سوا ٹیڑہی نہ چل سکتی تھی
حکم مسّی کا نتھا مہندی نہ مل سکتی تھے

۱۴ سالہ

چشم بد دور تری چشم غزالی کب تھی
آڑہی ہیکل توگلی مین کبھی ڈالی کب تھی
ٹیڑہی بہون رہتی تھی پر اتنی ہلالی کب تھی
تنی یہ شوخی یہ طراری نکالی کب تھی

سر عشاق پہ نازل یہ بلا کسدن تھے
پاؤن تک آپ کی یہ زلف رسا کسدن تھے

آگی پہ رہی تری کمر کی گلابی کب تھے
آگی ڈورے تری آنکھونکی شہابی کب تھی
جمع یون آٹھ پہر آگی خرابی کب تھے
آگی عشاق کی معروف خرابی کب تھی

چلمنین گھرکیون مین کی نگاہین کب تہین
آنکھین سے سپردہ چقیون سی لڑائین کب تہین

کوئی بد وضع نہ صحبت مین بٹھاتی تہی تم
گر سیان غیر و نسی کر کی نکلاتی تہی تم
وہ پیشانی پہ افشان نہ لگاتی تہی تم
لب گلبرگ پہ لاکھا نہ جماتی ستہے تم
مستی اور پان سی رغبت تمہین نہ تہار تہی
شعلہ رو آگی تو یہ گرمے بازار نتہے

۱۷

آئینہ دیکھا تہا کس روز بہن کر پوشاک
نہ یہ طراری تہی آگی نہ تہی اتنی چالاک
بال کہولی ہوئی پہرتی تہی نہ اتنی بیباک
نہ زبان قینچی سی چلتی تہی نہ ان تہا چاک
سینہ کیسا کبہی عریان نہ گلا رہتا تہا
اتنا شانے سے دوپٹہ نہ ڈہلا رہتا تہا

۱۸

بی حجابی کا نہ تہا مہر کی صورت دستور
دن کو ہوتی تہی نقاب رخ پر نور نہ دور
کبہی آتی ہی نہ تہی دیکہنی والونکے حضور
چشم مردم سی نہان رہتی تہی تم صورت حور
تم پر بیزاد سے تہا تمکو گوارا پردہ
پردہ قاف تہا مشہور تمہارا پردہ

۱۹

یون ہر اک شخص سی آنکہون کا لڑانا کب تہا
یون ہر اک بائین پا پوش دکہانا کب تہا
کبک طاؤس کو یون چال بتانا کب تہا
بال کہولی ہوئی ہر دم نکل آنا کب تہا
چال اٹہکیلی سے چلتی تہی پہ یہ ڈہنگ نتہی
لاکہا ہونٹون پہ جماتے تہی پہ یہ رنگ نتہی

۲۰

ڈہنگ دلجوئی کی ہرگز نہ تمہین آتی تہی
غرض مطلب پہ نہ اسطرحسی بہلاتی تہی
بند محرم کی جو کہلتی تہی تو شرماتی تہے
دو نون لغاف نہین تمہین داب کی جگہ تہی
قسمین دیتے تہے کہ پیرامواہ دو دیکہے
آنکہین پہوٹین جو ہماری تمہین ننگا دیکہے

۲۱

اب تو کچہ نام خدا سیکہے نئے ہین انداز
سحر آنکہون مین بہرا ہے تو لبون مین اعجاز
نئی دہب نئی اخلاص نئے راز و نیاز
نیا غمزہ نئی شوخی نئی گرمی نئے ناز

خبر جو کچھ ہوا اسکا نہین صاحب ہے گلا — نہین تقصیر تمہاری ہی فقط اپنی خطا
کیون یہ ہم جیتی نہوتی جو تمہاری شیدا — خستگی دل عاشق کی نہین کیا پروا

۲۸
کیا خبر تمکو بہلا دل کی لگاوٹ کی ہو
ہووی معلوم طبیعت جو کہین اٹکی ہو

ساری دنیا سے کیے ڈہنگ نرالے تمنے — ابتو کچھ اور ہی اطوار نکالے تمنے
ہاتھ پاؤن جو مری جان سنبھالی تمنے — اور پیدا کیے اب چاہنے والی تمنے

۲۹
سیکھتین غیرون سی ہین کرتی ہو طرارئی
نذر بہنس رہتے ہین سن [illegible] خریدارئی

ابتو ہی اور ہی کچھ چہرۂ زیبا کی بہار — دیکھین آرایش تن ہونی لگی سو سو بار
جنبش ابرو پہ چل جاتی ہی دم مین تلوار — گرتی ہین پہول سی رخسارۂ عشاق ہزار

۳۰
ڈاک کی طرح سے رخسار جو ضو دیتی ہین
عکس پٹی کی گہر کان مین لو دیتی ہین

چشم دکھلا کی کسیکی تئین بیمار کیا — دام گیسو مین کسی دل کو گرفتار کیا
چل کے سودائی کسیکو سر بازار کیا — کسی حیرت زدہ کو نقش بدیوار کیا

۳۱
خون عالم کیا خون ریزیون مین طاق ہوئے
ماشاء اللہ سے اب شہرۂ آفاق ہوئے

نقشہ لوگون نی بگاڑا ہی تری صحبت کا — تاک مین تیری ہین ڈالا ہی [illegible] کا مزا
دن لگی تمکو بہی چل نکلی ہو اب حد سی سوا — چاندنی رات کو اب ہوتی ہی سیر دریا

۳۲
سیکھی ہین ابتو چلن سب سی نرالی تمنے
پیٹ سی نام خدا پاؤن نکالی تمنے

اب نہ پردہ ہی نہ چوری ہی نہ شرم [illegible] — جی جہان چاہتا ہی آپ چلی جاتی ہین
جب [illegible] ل آتا ہی گہر سے [illegible] — اور جو کچھ کہو [illegible] اٹہا [illegible] فرماتی ہین

ہان جی ہان غیر سی کی ہمنی محبت تمہین کیا
اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمہین کیا

اور جو کہتا ہون کہ شکوہ ہی مجہی پیش حضور
پیار کیا تمکو کیا ہمنی کیا کوئی قصور

پاس میرا نہین کرتی ہو مروتی ہی دور
ہنس کی فرماتی ہین چاہت پہ تو نازاں مجکو

کیا تمہین سمجھی ہی زمانے مین الوکہا چاہا
سیکڑون مرتے ہین ایک تمہی بہی چاہا چاہا

لاکہون اس وضع کی ہوتے ہین ہماری بیجان
حور غلمان ہو فرشتہ ہو پری یا انسان

آتی ہی دیکہنی سی سیکڑونکی جانین جان
سب کی سب مثل سلیمان ہین بزیر فرمان

سنگ پانی ہو اگر ہم کوئی تقریر کرین
آدمی کیا ہی پریزاد کو تسخیر کرین

بندہ پرور جو کچہ آپ نی فرمایا بجا
پر یہ غمزہ یہ لگاوٹ یہ سجاوٹ یہ ادا

حسن ہے جتنا غرور آپ کرین ہی زیبا
جتنا کچہ تم مین ہے سب ہے یہ ہمارا صدقا

میری الفت کی سبب حسن کے مغرور ہوے
اک میری چاہ سے خلق مین مشہور ہوے

دلربا یہ کا چلن سارا سکہایا مین نے
ہان مگر سچ ہی کہ اپنا کیا پایا مین نے

ہو کی دیوانہ پریزاد بنایا مین نے
ایکدن بہی نہ مزا اسکا اوٹہایا مین نے

دہیان رہ رہ کی یہی آتا ہی ہم کیا سمجھے
ہو دی اس دل کا برا آپ کو اچہا سمجھے

اب یہ ڈر ہی کہ جہا نہین کہین بدنام ہنو
بی مروت ہنو بی دید ہنو یون دیکہو

خود غرض عہد شکن لوگ نہ سمجہین تمکو
بی سبب ہنسی نہ تم ترک ملاقات کرو

ہوگا دشوار بہت منہ کا دکہانا تمکو
کیا کہے گا یہ بتاؤ تو زمانا تمکو

اتنا مغرور نہو حسن دو روزہ پہ صنم — ہین حسین آپ تو بندہ بھی نہین آپ سے کم
سیکڑون چاہتی ہین سیکڑون کا جاتا ہی دم — کبھی گذری ہوئی عالم پہ بھی یہ ہے عالم

سیکڑون مرتے ہین اس بات پہ بات کری
سیکڑون چاہتے ہین ہمسے ملاقات کری

۵۳۹

پھر یہ للّٰہ بتادی تو مجھی ای مری جان — جن ہی تو یا ہی پری یا ہی ملک یا انسان
تیری الفت نی کیا ہی مجھی ایسا حیران — کہ کسی طرح سے بچتی نظر آتی نہین جان

ہی دہوان سا لس مین کیا خیر جلادی تو نی
نہین معلوم کہان اگ لگادی تو نے

۵۴۰

اب طبیعت نی اوٹھایا ہی وہ صدمہ جانکاہ — جان بچتی نظر آتی نہین ای غیرت ماہ
شکوہ کرتا نہین اس سے سی ترا مین واللہ — کوئی کہتا ہی تو کہتا ہون کہ کیا اوسکا گناہ

ہو نہ غیبت یہ مناسب نہین کہنا مجکو
اونکا شکوہ کسی سی نہین کہنا مجکو

۵۴۱

اونکو منظور اگر غیر و نسی ہی انس و وفا — اونسی ملنا نہین منظور ہمین ہی حاشا
گو کہ مشہور زمانی مین وہ ہین مہرلقا — اپنی مطلب کی نہین ورنہ جلی کسکی بلا

کسکو مطلب ہی کہ اب اونسی ملاقات کری
ایسے خود غرضون سے یا ہوش مری بات کری

تمام ہوا

# شوق

یہ بزرگ سوا ے حکیم نواب مرزا شوق ہین
نام ان کا معلوم نہین اور مولد اور مسکن بھی
ان کا دریافت نہین اور یہ بھی نہین معلوم
کہ یہ کس کے شاگرد ہین سوا ے اس
واسوخت کے جو درج صحیفۂ مجموعۂ بی مثال
کے ہے اور کچھ کلام ان کا نہ دیکھا نہ سنا
مگر طرز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر اچھے
ہین باقی العلم عند اللہ فقط

# واسوخت شوق

۱

پیشتر ازین غیر تہا بزم مین آیا کوئی
محرم راز تہا واقف اسرار کوئی
غمگساری تری کرتا تہا غمخوار کوئی
گرم بازاری نکرتا تہا خریدار کوئی

دلربائی کا چلن سارا بتایا مین نے
بخدا تجکو پریزاد بنایا مین نے

۲

دل عاشق کا پہسانا نہ تمہین آتا تہا
کرنا عاشق سے بہانا نہ تمہین آتا تہا
پیچ یا زلف مین شانا نہ تمہین آتا تہا
روتی صورت کو ہنسانا نہ تمہین آتا تہا

مردمی جی اوٹھتے تہی قہر کی صدا آگے
خون عشاق نہوتی سے تہے خاسی آگے

۳

آگے ستے تہے گبر و مسلمان سبی نہ ہرگز نازش
آتش حسن اب ایسی ہی ہوئی ہی سرکش
کوئی کرتا تہا اسطرح تمہاری نالش
خرمن عاشق پی ننگ کی دی ہی آتش

بات کرتے ہین فرشتی کی بہی پر جلتے ہین
سیکڑون شعلہ آواز گہر سے جلتے ہین

۴

تجہسے الفت ہی مجہے مجہسے محبت تجکو
صحبت بد سے رہا کرتے ستہے نفرت تجکو
مین سمجہتا تہا سبان اہل مروت تجکو
خوش نہ آتی تہی کسی شخص کی صحبت تجکو

دام گیسو تری چہری پہ نہ ورزیدہ تہا
تو گل اندام تہا مین بلبل شوریدہ تہا

کوئی ہشیار پہ پروانہ دیوانہ تہا
شمع رخ کا ترے آگی کوئی پروانہ تہا
اسطرح غیر و نسی آگے نہ تجہے یارانہ تہا
پنجۂ غیر ترے گیسوؤں کا شانہ تہا

سر سو خواب میں بہی ہوتی نتہی وحشت دل
منتشر ہوش نرہتی تہے نہ یہ کلفت دل

قدم غیر نہ آتے تہے کبہی خلوت مین
جن دنون اپنی رسائی تہے تری خلوت مین
اپنی ملت سے نجاتی تہے کسی ملت مین
رنج کا دخل نتہا انجمن راحت میں

شربت وصل شب روز پیا کرتی تہی
مصحف رخ کی تلاوت تو کیا کرتی تہی

عیش باغ آپ جو جاتی تہی کبہی میلی مین
بہولتے تہی نہ کبہی یاد مری میلے مین
بن مرے آپکا لگتا نتہا جی میلے مین
رنج سے کرتے تہی تبدیل خوشی میلے مین

قاصد باد صبا سے جو مین سن پاتا تہا
نکہت گل کیطرح دوڑا ہوا جاتا تہا

دیکہکر غیر مجہے گہر کو پلٹ جاتے تہے
دوڑکر تم بہی گلے میری سمٹ جاتی تہی
خار کہا کر وہ مرے رشک سے ہٹ جاتی تہی
عشق پیچے کیطرح مجہسے لپٹ جاتی تہی

بادہ پیتی تہے مری ہاتہ سے جلتے تہے غیر
مین یہ کہتا تہا خدا اسکا ہوا انجام بخیر

کم سخن ایسی تہی سنتا تہا نہ کوئی آواز
یہ بیان ہم خدا تمنے نکالا انداز
جان دیتی تہے اس انداز پہ لاکہون جانباز
خلل انداز کوئی شہر کی ہین محرم راز

کردیا ہائے سخن سازون نے سر پانکا فرق
ہوگیا اب جو ملاقات مین دنرات کا فرق

آپ اغیارون کو ہمراہ لیے پہرتی ہین
صاف تمکو ہم بازار لیے پہرتی ہین
ہاتہ مین اپنے وہ تلوار لیے پہرتی ہین
ہم بہی سر ہاتہ مین اپنی یار لیے پہرتی ہین

ابھی ہشیار ہین جس روز جنون ہوویگا
اک نہ اک روز ترے کوچہین خون ہوویگا

ا
ھ

واسطے تیرے زمانے ہین ہین کہلا یا بد
تیری اس دعوۂ باطل کو کردنگا ہین رد

خوب اس بات سے واقف ہی خداوند احد
داغ دل بس ہی میان چشم خلائق کو سند

گالی منظور گوارا کی رو کہا ہی ہین سنے
سنگ طفلان کی اذیت ہی اوٹھائی ہین نے

۱۲
ھ

کونسی ایسی خطا مجسی ہوئے سے ہے صادر
نہین منظور نظر آپ کو میرے خاطر

جسکا احوال نہین ہوتا ہے بالکل ظاہر
در دولت پہ جو ہوتا ہون کسیدن حاضر

ہنستے ہین سب مری احوال پہ اندر باہر
داربان تک مجہی کہتی ہین کہ باہر باہر

۱۳
ھ

یہ غلط سمجہے ہو تم مجسا طرحدار نہین
کوئی اب آپکا ہوویگا خریدار نہین

کیا کوئی اور زمانے مین خوش اطوار نہین
لکہنو ہے یہ میان مصر کا بازار نہین

اک زلیخا تھی وہان لاکہون خریدار ہین یہان
ایک یوسف تہا وہان سیکڑون دلدار ہین یہان

۱۴
ھ

روز و شب کی یہ لڑائی تو میان خوب نہین
تیرا طالب مین نہین تو مرا مطلوب نہین

دوستی تجسے ستمگر کی کسی اسلوب نہین
صبر کیونکہ مین کرون حضرت ایوب نہین

صلح با غیر بما جنگ مبارک باشد
صحبت بادۂ گلرنگ مبارک باشد

۱۵
ھ

ایسا خالق نے دیا ہی صنم خوش اسلوب
بہولی یوسف کو اگر دیکہہ لے اوسکو یعقوب

جسکو ہر طور سے ہو دوستی مجسی مطلوب
ہووی تو اصل حقیقت مین سراپا محبوب

نکہت گل کیطرح ہوش اڑا دی بالکل
سنبلین لٹ کی بو سونگہ کے کہا دو سنبل

وہی تم یار وہی طالب دیدار ہیں ہم
وہی تم گل ہو وہی بلبل گلزار ہیں ہم

۵۲۲

خفگی سے بھی اگر اب لوں کسی معشوق کا نام
شوق واللہ دل و جان سے ہی تیرا غلام
سر بازار مجھے دیجیے لاکھوں دشنام
نام پر تیرے یہ دل سوختہ کو کرتا ہی تمام

کب سکی ہی مجھے جلوہ گری سے مطلب
حور سی مجکو غرض ہی نہ پری سے مطلب

تمام ہوا

## شایان

تخلص ہے منشی طوطا رام صاحب کا خلف الرشید

ہین منشی آتمارام ولد لالہ مہنسکھ رائے ابن رای

منسارام بخشی الملک قوم کایتھ سری باستم ملقب

بکالی ڈہال کہ جد امجد اُنکے رای تلسی رام حقہ ولد

نواب آصف الدولہ بہادر سے مخاطب بخطاب رای

ہوئے اور مہر نگین زمرد خطاب مذکور کی عطا ہوئے

اور عہد یمین الدولہ نواب سعادت علیخان بہادر

جنت آرامگاہ مین عہدہ بخشیگری فوج پر ممتاز ہوئے فقط

# واسوخت تنایان

۱
آج کھولے پر پرواز ہی عنقای قلم
جب سرِ لوح پڑے دیدۂ بینای قلم
کنگر عرش معلی ہے تہ پای قلم
واقفِ راز ہوے چشم تماشای قلم
یک قلم حسن کے مضمون رقم تہے اوسپر
قصۂ عشق ہے سب نے بہ قلم تہے اوسپر

۲
ہر روش رنگ محبت سی ہی گلشن معمور
طوق قمری نی کیا سرو کے خاطر منظور
ابہی گلزار کی گلچین ہین گدا و فغفور
قدر گل جانسی بڑہکر ہوئی بلبل کی حضور
زلف کی طرح سے سنبل کو پریشان دیکہا
صورت آئینہ نرگس کو ہے حیران دیکہا

۳
مائل حسن ازل سی تہا دل عشق پسند
ہی کہلی بات رقیبو لگا ہی تہا رستہ بند
عشقبازی مین عجب حوصلی تہی دل کی بلند
وصل سی ماہ رخون کی ستے طبیعت خرسند
شمع پر صورت پروانہ فدا رہتے تہے
دل کی مانند نہ پہلو سے جدا رہتے تہے

۴
لیکن آغاز سی تہا مجکو خیال انجام
حرف آئی مین جو دل وجانسے نہیں جا کلام
یہ کتاب آہ محبت کی ہوئی کس سی تمام
اس سبق کو نہ پڑہی لی نہ بہی اسکا نام؛
یار کے روی کتابی کو نہ قرآن سمجہے
زلف شب رنگ کو اوراق پریشان سمجہے

رام سب طرح کیا دلکو بتوں نے جسدم — رہ الفت سی ہوئے نام خدا عجب ہم
اور صورت کا نظر آیا پھر اونکا عالم — پھر گئی شکل نظر دیدۂ حیران کی قسم

طرفہ آہ دل سوزان نے شرر باری کے
دھوم دوزخ مین ہے اس آگ کی چنگاری کی

جو یقین تھا نہ بتوں سے وہ خدا ساز ہوا — عارضی حسن پہ اسطرح اونہین ناز ہوا
بانی ظلم ہر اک عہد بد پرداز ہوا — وصل مین ہجر غرض تفرقہ انداز ہوا

ماہرویوں کو یہ دل داغ سی بڑھکر سمجھا
تھی جو خوش لہجہ اونہین زاغ سی بڑھکر سمجھا

پھر گئی عشق کی صورت سی طبیعت ایکبار — دل کی دستے مین کیا ماہ رخونسی انکار
عہد و پیمان تھی یہی دل سے یہی تھا اقرار — عمر بھر نام محبت کا نہ لینگے زنہار

دل مین سمجھین گے ہم اب غول بیابان اونکو
تو تصور نکرینگے کبھی انسان اونکو

سچ ہی محبوبونکی الفت ہی خرابی کا سبب — عشق مین کچھ نہین حاصل ہی بجز رنج و تعب
اس سی حاصل تری چشم ہی یا خشکی لب — شعلہ رو سینہ عشاق جلاتی ہین غضب

جسم داغوں سے بنی سرو چراغان کیطرح
استخوان جلتی ہین سب مشعل سوزان کیطرح

آتش عشق کی خورشید بھی چنگاری ہے — یاد اسی گرمی محشر کی شرر باری ہے
اسکی ہاتھوں سی جہنم کا بھی دل عاری ہے — جی فرشتونکا بچی چاہ مین دشواری ہے

آتش عشق سے کیا دلکی جلانی والی
کوئی بدلی نہین یہ آگ بجھانے والے

عشق وہ آتش سوزان ہی سمندر جل جائے — صورت کاہ پڑی اسمین تو پتھر جل جائے
بھڑکی یہ آگ جو گلشن مین گل تر جلجائے — ایک ساعت مین تر و خشک برابر جلجائے

سرد ہی آتش گل اسکی شرر باری سے
آگ پانی مین لگی ہے اسی چنگاری سے

۱۱

یہ وہ قلزم ہی کہ ہی موج زن آتش اسمین
مثل موسی ہو براہیم کو بھی غش اسمین
جل بجھی خود جو سمندر ہو فروکش اسمین
غرق ماہی کیطرح ہو گئی مہوش اسمین

خاک اسی کوچہ گرداب مین اوڑتی دیکھی
گرد ہمنی اسی سیلاب مین اوڑتی دیکھی

۱۲

عشق وہ دیو ہی سائی تھی رہی جسکی پری
وہ سیانا ہی نظر جو نہ پریخوان پہ کرے
دل نہ دیوانہ ہو پہ یونکا نہ دم انکا بھرے
قاف کی ذکر کو بھی طاق پہ سیانی دھرے

جن یہ یہ بھوت چڑھا جان پر آیا آسیب
نقش و تعویذ و دعائی نہ مٹا یا آسیب

۱۳

یہ وہ دریا ہی کہ ہی موج مین تلوار کی چال
تیغ غم سی دل عشاق ہین ساحل پہ نڈھال
آشنا ہوتی ہین ماہی کیطرح اسمین جلال
آبرو کا نہین انسان کہ رہتا ہی خیال

یہ بھنور پیچ کا ہی اس سے نکلنا معلوم
ڈوب کر اسمین سے تا حشر اوچھلنا معلوم

۱۴

یہ شجر وہ ہی کہ پہل اسکی ہین اندوہ و الم
اشک گلرنگ کیا کرتی ہین نثار شبنم
گل کہلاتا ہے نیا دہ زیر نخل ماتم
شاخ نیزہ پہ کہلاتی ہی آرائی میوہ شہید کا دم

دامن خم پہ شہیدا ہی گلستان کی بہار
جسم پر داغ مین ہے سرو چراغان کی بہار

۱۵

یہ وہ شمشیر ہی رکھتی نہین جسمہ زنہار
ایکدم مین صف عشاق کو کر دی فی النار
روک سکتی ہین کہان خود و سپر اسکی وار
خرمن جان پہ ہی بجلی کیطرح آتش بار

گرمی جو قیامت ہے چمک مین اسکی
کیا قیامت کی حرارت ہی چمک مین اسکی

صف کری صاف یہ وہ تیغ صفاہانی ہے
کاٹ سی تیغ قضا کو بہی پشیمانی ہے
عاشقونکی نہ بجہی پیاس یہ وہ پانی ہے
چشم جوہر ہے کہ آئینہ حیرانی ہے
یہ پہرے جسپہ وہ مجروح نہ مانگے پانی
پہونچی کوثر پہ اگر روح نہ مانگے پانی

تیز ہے تیغ اجل سی بہی کہین اسکی چال
شوق سی ہوتی ہین ایک بار مین عشاق حلال
کہین صفین اسنی سر دست ہزارون پامال
کیا جگر سینہ سپر اسکی ہو فولاد کی ڈہال
کاٹ سے اسکے دکہاتے وہ بلا سکے جوہر
دم ہوے بند کہلے تیغ قضا کے جوہر

شہر آباد ہوے ظلم سی اسکے ویران
نام عشاق مٹی اور حسینونکی نشان
کی جدہر گرم نظر خاک ہوا وہ ایوان
ایک جا بہر نہوا ہاتہ سی اسکی انسان
چراغ اسنے کئی نور کی گہر دنیا مین
شعلہ زن اس سی ہوئی داغ جگر دنیا مین

یہ وہ دستہ ہی کہ ہین سیکڑون ہیرن اسمین
سیر مقتل کی ہی اور نہ ہت گلشن اسمین
پہرتی ہین تیغ بکف جان کی دشمن اسمین
شمع کی طرح سی دل ہتی ہین دشمن اسمین
ذرہ ہر ایک یہان شعلۂ جوالہ ہے
جو غبار اوٹہتا ہے آتش کا وہ پرکالہ ہے

یہ وہ یوسف ہی غضب گرم ہی جسکا بازار
اسکے ہاتہونسی سر قیس پر آیا ادبار
نقد جان دے نہ خریدار ہو اسکا زنہار
جان شیرین ہوئی فرہاد کی الفت مین نثار
صدمے وامق کی ہین کیا کیا نہین جی پہ گذری
نل پہ گذرا ہے جو کچہ وہ نہ کسی پہ گذری

یہ وہ گلشن ہے کہ جز خار نہین اسمین گل
زلف سے بڑہ کی پریشان ہی حال سنبل
آشیان خالی ہے عنقا ہین نشان بلبل
آکے ویران کیا ہاتہ خزان نے بالکل

نخل ماتم نظر آتے ہین شجر گلشن مین
خاک اوڑا کرتی ہے ہر شام و سحر گلشن مین

یہ شجر وہ ہے کہ ہر شاخ ہی شمشیر اجل
پہول جو ہمین سپر کی ہین تو شمشیر کے پہل
ذایقہ جسکو ملا اوسکی گئی جان نکل
اسکی سایہ مین ہی آسیب کا رہتا ہی خلل

آب خنجر سے اسی سینچا ہی جلادون نے
کام اس پہل سی لیا تیغ کا جلادون نے

جس سے عاجز ہی مسیحا وہ تپ فرقت ہی
خضر جسمین ہی بہٹکتا وہ رہ الفت ہے
صبر کی حضرت ایوب کو کب طاقت ہے
چشم یعقوب کو رونی سی کہان فرصت ہے

دم فرشتونکے ہوئی بند یہ وہ زہرہ ہے
چاہ بابل کا اسی وجہ سے اک شہرہ ہے

یہ مرض وہ ہی کہ ہی جسکی تڑپ مین آرام
اسکا بیمار شفا کا نہ زبان سی لے نام
بلکہ تشخیص مسیحا مین ہی سے جای کلام
ایک اس تپ مین ہزارونکا ہوا کام تمام

سب حکیمون کو کف دست ہی ملتے دیکہا
کچہ مسیحا کا یہان زور نہ چلتے دیکہا

یہ وہ نشتر ہی کہ پیدا نہین جسکا منتر
نیش سی اسکی نہین ہوتا ہی کوئی جانبر
مر گئے کر سی عشاق تڑپ کر اکثر
ہر رگ جان کی لیے ہے یہ قضا کا نشتر

اسکی کاوش سی ہین عشاق کی سینے چہلنی
اسکی کینی سی ہین آفاق کے سینے چہلنی

دی نہ دشمن کو بہی تا زیست خدا یہ آزار
ہو مسیحا بہی نہ اس درد کا ہرگز بیمار
خضر پی موت ہی مر جائے جو آئی یہ بخار
ہی علاج اسکا عبث اور دوائین بیکار

یہ مرض سے وہ قوی زور کسیکا نہ چلے
لغو تشخیص ہو تدبیر اطبا نہ چلے

۱۲۸
یہ وہ ہی شمع کہ ہر خانۂ دل ہی روشن
یہ وہ ہی داغ کہ ہر سینہ ہے جس سے گلشن
یہ وہ ہی آتش سوزان کہ جگر ہی گلخن
یہ وہ ہی دست کہ انسان کا ہے جانی دشمن

یہ وہ آفت ہی غضب ٹل سکے جو سر پہ گذر کر
وامق و کوہکن خستہ جگر پہ گذرے

۱۲۹
یہ وہ بیمہر ہی بد خلق و وفا اسمین نہین
جسکو کہتی ہین مروت وہ ذرا اسمین نہین
دشمن جان ہی محبت بخدا اسمین نہین
آہ جز رنج و غم و ایذا کے سوا اسمین نہین

قول شایان ہی کہ مر جاے محبت نکرے
زندہ در گور ہو لیکن کبھی الفت نکرے

۱۳۰
دی جگہ خانۂ دل مین نہ بتون کو واللہ
کور وہ چشم کری اپنے جو الفت کی نگاہ
پاؤن وہ شل ہون چلین ہو لگی جو انکی راہ
ہاتھ ٹوٹین جو بڑہین پیار کو قصہ کوتاہ

سر جو سجدی کو سب جہکے کہینچ کی پتہر مارے
دل جو پہلو مین ہو بیچین تو خنجر مارے

۱۳۱
پرزی پرزی ہو دل زار گریبان کی صفت
پنجۂ غم سی جگر چاک ہو دامان صفت
آستین جوش سے اشکونکی ہو طوفان کی صفت
بیکلی دلکو رہے نرگس حیران کی صفت

جامہ زیبی پہ حسینونکے نظر بند نہو
چشم سوزن کو بہی اس رشتی سی پیوند نہو

۱۳۲
منہ لگائی نہ کبھی ماہ وشونکو زنہار
عشق کا مول نہ لی مفت بہی کوئی آزار
نرگسی چشم کی ہرگز نہون آنکھین بیمار
بت پرستی نہ کری توڑ کی پہینکے زنار

چشم الفت نکرے دل سی نظاری انکو
بلکہ صدقے کیطرح سر سے اوتاری انکو

۱۳۳
حسین بات ہی کرنیکے نہین ہین قابل
ہاتھ لی کہینچ سر جائنی ندی ان کو دل
انسی ہوتا نہین جز رنج کبہی کچھ حاصل
شامت آجائی جو انسان ہی انسی غافل

دلمین وحشت رہی سائی سے پریزادونکے
بہاگی تا کوہی عدم کوچی سے جلادونکے

۳۳
کوچۂ زلف پریشانکی نہو دل کو چاہ
جائے بہولے سی بہی اسمین نکوئی بخت سیاہ
بڑہ کے تاریک ہی ظلمات لحدسی یہ راہ
چشم دزدیدہ نظر سے نکری اسپہ نگاہ

دل وہ دیوانہ ہی جو اسمین پریشان رہے
سخت چکرائی جو اس پیچ مین انسان رہے

۳۴
پیچ اوٹہائی نکری زلف پریشان پہ نظر
مول لے پیچ کی جی کوچۂ زنجیر مین گہر
سانپ کی ساتہ کوئی عیش سی باہم مین بسر
آنکہ ڈالے نہ گلستان مین رخ سنبل پر

جو پہنسا جال مین اس زلف کی شامت آئے
سر پہ اسکے بلا آئی قیامت آئے

۳۵
مثل ابرو کو تصور کرے تلوار کا پہل
عشق پیچان کیطرح دلمین ہی زلف سی بل
گلشن حسن کہ سمجہے ہر شخص اجل
ہاتہ اوٹہی پنجۂ مژگان پہ تو بازو ہون شل

سلسلہ دل کو نہین موے کمر سے اچہا
چشم سمجہے نہ اسی تار نظر سے اچہا

۳۶
ابرو چاہے تو ابرو کی محبت نکرے
خنجر تیز دو دم شوق سے گردن پہ دہرے
گرسنہ ہوے تو تیغ سے پہل کہائی مرے
جب تلک دم ہی نہ دے اسکی محبت کا بہرے

بت کافر نظر ایمان پہ اصلا نہ کرے
ہو جو محراب حرم بہول کے سجدہ نکرے

۳۷
ہاتہ ڈالے نہ سر پنجۂ مژگان پہ کبہی
دل تصدق نہو اس ناوک و پیکان پہ کبہی
پاؤن ہی رکہی نہ اس خار مغیلان پہ کبہی
ہوچکے نشتر بران نہ دل جان پہ کبہی

آبداری مین کٹاری سے فزون تر سمجہے
نیزہ و تیر و سنان موت کا خنجر سمجہے

[illegible]
تیر اس جنبش مژگان سی جگر پر کہائے
نشتر اس خار مغیلان سی جگر پر کہائے
زخم اس ناوک بران سی جگر پر کہائے
نیزے اس کاوش پیکان سی جگر پر کہائے

دیکہکر دیدۂ میگون کو ہرن ہوش ہوئے
چوکڑی بہول گئی سحر فراموش ہوئے
۵۰

خندۂ برق کی دکہلائی تبسم نی بہار
دل پہ پیتغ ہوئی برق صفت آتشبار
موج دریا سی لطافت پہ لگائی تلوار
خرمن صبر جلا اور پہکی کشت قرار

کس غضب کی تہی ہنسی جسنی قیامت کر دی
خندۂ گل سنے عجب رنگ کی آفت کر دی
۵۱

پیچ سی مانگ لیا دل کو سیہ گیسو نے
کہا لیا تیر جگر دور نگہ پہلو نے
دم بہرا تیغ دو پیکر کا خم ابرو نے
آنکہہ وہ آنکہہ کہ رخ چہوڑ دیا جادو نے

رنگ ہی لعل بدخشان کا لب گلگون پر
مصرعۂ سرو کی پہبتی ہے قد موزون پر
۵۲

قصہ کوتاہ وہ گل رنگ اداد کہلا کر
پردۂ چشم مین دی بیٹہی جگہہ شکل نظر
صورت کبک قدم زن جو ہوا رستی پر
نام کا اوسکی نشان گہر کی نہ اصلا تہی خبر

نقش دیوار جو حیرت سنے بنایا مجکو
آئینہ لاکے تحیر نے دکہایا مجکو
۵۳

دلمین یہ آتش الفت جو شرربار ہوئے
ابر نیسان کی طرح چشم گہربار ہوئے
کشت سرسبز جو تہی صبر کی فی النار ہوئے
وحشت دل بہی کمر باندہ کی تیار ہوئے

ہاتہ جانی لگی ہیہات گریبان کیطرف
پاؤن بہی چاک نی پہیلائی دامان کیطرف
۵۴

بیقراری سی ہوا یہ دل مضطر بیتاب
چشم نرگس کیطرح صاف وہ آنکہہ سے خواب
آتشی شیشے مین ہو آگ پہ جیسے سیماب
مردم دیدہ ستارونکی رہی محو حساب

پالنسہ پلٹا جب پہری اوسکی نگاہ الفت
جیتی بازی تہی کہ ہاری تہی نہ اصلا ہمت
دل کی چوسر پہ نہ قابو تہا مگر تہی جرأت
او نہ کئی نرد وفا جیسی بساط نفرت

رنگ صحبت نہ جما جک کی طرح پہوٹ گئے
اوس دغلباز کی سے چکے بجدا چھوٹ گئے

[illegible]ھ

مین بہی شاطر تہا مجہی آئی نہ یہ چال پسند
آمد و شد کا کہلا تہا جو ہوا رستہ بند
صاف صاف اوس سے مکدر رہے ہو طبع خرسند
حوصلہ پست ہوئے شعلہ صفت تہی جو بلند

بڑہ گیا بات مین منظور جو تہا شر اوس کو
دہر لیا مینی سر تیغ زبان پر اوس کو

[illegible]ھ

تہا یہ منظور کہ معشوق بنائین تجہکو
زیور حسن وادا خوب پہنائین تجہکو
پردہ چشم کرین فرش بٹہائین تجہکو
پاکبازی کا مزا لطف دکہائین تجہکو

بی سبب روٹہہ گیا دل سے نہ نکلی ارمان
سستے چہوٹی ابہی سودا نہوا تہا ایجان

[illegible]ھ

بدگہر اصل مین تہا وضع و شرافت کیسی
تو تو بہ جای تہا پہر مہر و مروت کیسی
آشنا بجز غرض کا تہا محبت کیسی
ترک کی آپ ملاقات کدورت کیسی

جو رہی بنکے جو تو آئے بہ نفرت دیکہون
پہیر لون منہ کو سر راہ نہ صورت دیکہون

[illegible]ھ

آئینہ لیکی ذرا دیکہئے صورت اپنی
وجہ شہرت کی ہوئی شہر مین چاہت اپنی
سوچئے دلمین تو کچہہ اصل و حقیقت اپنی
دی جگہہ دلمین تمہین تہی یہ حماقت اپنی

آبرو خاک نہ تہی لائق نفرت تم سے
صاف جاروب کش کوچہ ذلت تم تہے

[illegible]ھ

آدمی زاد تو تہا حور بنایا ہم نے
تہا گدا غیرت فغفور بنایا ہم نے
خاک سی پاک کیا نور بنایا ہم نے
اپنی ہاتون تجہی مغرور بنایا ہم نے

گر نہ کعبہ و بتخانہ ہوا ہم سی ہوا — غیرت بزم عروسانہ ہوا ہمسے ہوا
اسکا مشہور جو افسانہ ہوا ہمسی ہوا — تہا یہ آباد جو ویرانہ ہوا ہمسے ہوا

می روم از در تو باز بتو رو نکنم ✣
گر در ت کعبہ شود سجدہ بآن سو نکنم ✣
[illegible]

منہ لگانی کی نہ قابل تہی ابہی تم کل تک — بات کرتی ہوئی آتی تہی خجالت بیشک
چار ہوتی نہیں جو آنکہیں تو جہپکتی تہی پلک — کہوٹی داموں بہی نہتا آئیگا کوئی گاہک

کوئی بہی زلف کے سودیکا خریدار نہتا
گرم دیوانوں سی اسطرحکا بازار نہتا ✣
[illegible]

بیوفا ہوتی ہین دلدار مگر تم سی کم — ملتی ہین دل دم رفتار مگر تم سی کم
جی کی ہوتی ہین خریدار مگر تم سی کم — رکہتی ہین دہشت اغیار مگر تم سی کم

دم رقیبوں کا نہ اسطرح کبہی بہرتی ہین
ترک عاشق کی ملاقات نہین کرتی ہین
[illegible]

شانہ ہین آپکی عادت دم رفتار نہتی — بو می نخوت بہی گل طبع مین زنہار نہتی
چشم یون رشک دہ نرگس بیمار نہتی — چشم بد دور یہ سرمی کی طلبگار نہتی

اب نکاسے ہین یہ انداز نرالی تمنے
لیکے دل ہاتہ مین کیا پاؤن نکالی تمنے
[illegible]

آبرو چاہ سی اپنی ہوئی اس ابرو کی — پہونچی تاتار مین بو اپنی سبب گیسو کی
نرگسی چشم کو سکہلائی روش آہو کی — راہ پر دیکہین دکہائی ہی نہین جادو کی

زلف شب رنگ مین شانیکو جگہہ ہم سی ملی
دلکو اس راہ مین جانیکو جگہہ ہمسی ملی
[illegible]

یاد ابرو مین گلا کاٹ کی مرنا بہتر — سانسین ٹہنڈی نہ شمشیر کی بہرنا بہتر
خنجر صبر دل زار پہ دہرنا بہتر ✣ — چشم جوہر پہ نظر اسکے نہ کرنا بہتر ✣

دہوپ مین مہر قیامت کی بصد شوق چلون
تیغ ابرو کی کبہی سایے مین ہو کر نہ چلون

رخ کرین جانب مژگان نہ کبہی خواب مین ہم
خار کیون آئین نظر دیدۂ احباب مین ہم

دین جگہ تکیونہ ہرگز دل بیتاب مین ہم
مضطرب دل ہو تو کو دین چہر سیماب مین ہم

یاد آجاے جو بیتی کی فراموش کرین
جل اوٹہی شمع اگر دلمین یہ خاموش کرین

خندۂ گل کا تبسم مین نہ تہا کچہہ انداز +
چشم چالاک نہ اسطرحسی تہی تیر انداز

لب و کہاتی تہی مسیحا کا نہ ہرگز اعجاز
یہہ کرشمہ تہا نہ عشوہ تہا نہ یہہ ناز و نیاز

حشر کب یہہ دم رفتار بپا ہوتا تہا
تشنۂ خون نہ کبہی رنگ حنا ہوتا تہا

سرخی پان سہی شفق پہولی نہ تہی وا اتنی پہر
غیرت لعل بدخشان نہ بنی سے تہے گوہر

تیغ لب سی نہ کہلی رنگ مسی سے جوہر
تہا خود آرائی کی صورتسی تنفر اکثر

دہیان ہر ہفت کا اب اٹہہ پہر رہتا ہے
آئینہ پیش نظر شام و سحر رہتا ہے +

اب تو صورتسی تیری سخت ہی نفرت مجکو
دل نہین صاف وہ حاصل ہی کدورت مجکو

بس ہٹو دور یہہ کچہہ بہی نہین الفت مجکو
نام کو دلمین نہین پاس مروت مجکو

بیوفائی کی سبے چاراہ یہہ یاد رہے
رشک یوسف ہی بہت چوک یہ آباد رہے

پالبازی پہ یہین ناز تہا اپنی ہیہات
وضع تہی نیک پیدا ہوئی یہہ کوئی بات

دل سی منظور اطاعت تہی تمہاری ہر رات
خوش گذرتی تہی مری عیش و طرب مین اوقات

یہہ نہ سمجہی سے تہی فلک ٹوٹ پڑی گا سر پہ
خنجر دست غضب چہوٹ پڑی گا سر پہ

دشمنی رکہتی سے تہے نہان تم جو کدورت ہے — پہر گئی مثل نظر صاف طبیعت سے

گہٹ گیا بڑہ کے یہ دریا ہی محبت اسے — آشنا بنکے تمہی کی یہ عداوت ہے

اب بہرے کان رقیبون نے خدا خیر کرے
تم نی کی ہے وہ میری ساتھہ نہ جو غیر کرے

۹۴

ابتک آنکہونمین تہا کچہ نور محبت باقی — تہی وفادار ہم اسوجہ تہی الفت باقی

کچہ عنایت کی نظر ہی نہ وہ شفقت باقی — تجہ مین رکہین گے نہ اب نام کو نخوت باقی

اب وہ دغا دینگے تمہین ہم بہی خبردار رہو
بیوفائی پہ کمر باندہی ہین ہشیار رہو

۹۵

لو مبارک ہو رقیبوں سے ملاقات کرو — اونہی اب شوق سی تم لطف و عنایات کرو

ہم سی انکار ہی جس باتکا وہ بات کرو — دور نظروں سے ہو اب تلخ نہ اوقات کرو

کہاؤن تلوار کا پہل جو سوی ابرو دیکہون
پیچ چوٹی کا پڑے دل پہ جو گیسو دیکہون

۹۶

کل تک آتا تہا نہ کوچی مین رقیب ایک نظر — جادۂ راہ نہ ڈس کہاتی تہی افعی بنکر

آنکہین دکہلاتی نہ تہی نقش قدم ہی دلبر — آج ہی چار و نظر ہنسی یہ بلا عاشق پر

آنچہ از ماست ہم از ماست چہ حاجت بیان
خوش کسی گفت کہ خود کردہ ندارد درمان

۹۷

روکش گل تو ہی پر بوی وفا تجہمین نہین — نام لینی کو مروت بہی ذرا تجہمین نہین

جو کہ منظور مجہی تہا سجدہ تجہمین نہین — آدمیت کی روش جور لقا تجہمین نہین

سکۂ قلب کا ہوتا نہین زنہار رواج
بی نمک چیز ہی جو ہی وہ مزکی محتاج

۹۸

عشق مین اپنی دیا ہے وہ خدائی اعجاز — جسکو جی چاہی بنادین وہی ہم صاحب ناز

دلربائی کے سکہادین وہ نرالی انداز — طائر ہوش ہون معشوق جہانکی پروانہ

پہر آجائے طبیعت وہ پریزاد بنے
جسکا دل قمری ہو وہ غیرت شمشاد بنے

مہربان پاس سخن کا ہی محبت یہ ہے
عاشقی مین نہ لگی داغ مروت یہ ہے

جھیلے منہ سی جو نکلی ہی مصیبت یہ ہے
صاف ہونیکا نہیں شیشہ کدورت یہ ہے

دل سی اس بانکا ہی قول نہ اب بات کرون
تیری ہمسا یون سی ہی ترک ملاقات کرون

میری فرقت سی پریشان ہے تیرا حال
دل رہی تیغ جدائی سی شب و روز نڈہال

روبرو سی نہ ٹلی ایک گھڑی شکل ملال
خواب و خور عیش و طرب سیر و تماشا ہو وبال

بستر خواب پہ بسمل کیطرح تڑپے تو
نیند آئے نہ مری دل کیطرح تڑپے تو

داغ فرقت سی مری سینہ ہو تیرا گلزار
سرو دریا کی پسند آئی نہ گلشن نہ بہار

دل بہی دکہلائی تجہی سرو چرا غانکی بہار
بیکلی ہجر مین ہو خوب دل زار کو خار

یاد مین میری نہ راتون کو تجہے خواب آئے
تیری قابو مین نہ دم بہر دل بیتاب آئے

کانہین تیرے یہ ہوکا تہا فرشتہ پیکر
ماہ کنعان تہا تیرا ایک غلام کمتر

تجہسا دنیا مین نہین کوئی پریوش دلبر
نخوت اسوا ہوئی تجہپہ یہ باتین سنکر

آگیا تو بہی ہوا مین وہ شگوفہ چہوڑا
گل کہلا تازہ ملاقات کا رستا چہوڑا

ہمکو آغاز مین ثابت تہا پشیمانی ہے
دل بہی دینا بت ہرجائی کو نادانی ہے

کہی قسمت مین پس وصل پریشانی ہے
وہ رہی عقل بہی اس بانکی دیوانی ہے

آنکہین یہ کہتی نہین پریزادے در پہ وہ بہار
دکہو تہا غیرت شمشاد سے در پہ دکہاؤ

قطعہ

بس ہو دو بدر ہو بات نہ تم ہمسے کرو — پاس اب آو ملاقات نہ تم ہمسے کرو
جاؤ بھی ذکر عنایات نہ تم ہمسے کرو — کاوش اسطرحکی دن رات نہ تم ہمسے کرو

ناز و غمزہ یہ رقیبون کو دکہاؤ جاکر
سر کو قدمون پہ دہر دو انکو مناؤ جاکر

ایک معشوق کا مجکو تہا ستانا منظور — بیوفا تہا وہ ہوا حسن پہ اپنے مغرور
سچ ہے خودساختہ کی قدر ہو کیا اسکے حضور — تیری الفت مین بھی آیا ہے پڑا وہ بھی فتور

گر میان یہ نہین فقط اوسکے دکہانیکے لیے
شعلہ رو مجکو بنا تہا جلانیکے لیے

آپ ہی دلمین سمجتی تہی پریزاد ہین ہم — روکش سروچمن غیرت شمشاد ہین ہم
تیغ ابرو سے کرین ذبح وہ جلاد ہین ہم — بلبل و گل پہنسالینی مین صیاد ہین ہم

خواب غفلت سے کہلی آنکہہ یہ پہنچا خیال
مشتری چاہیے ہین سیکڑون زہرہ تمثال

تم یہ سمجہو سے تہے کہ ہمسا نہین دلبر کوئی — ہو مقابل وہ نہین روی زمین پر کوئی
تیغ ابرو مین نہین رکہتا ہے جوہر کوئی — ہاتہہ آئیگا نہ رشک مہ انور کوئی

یہ تصور ہے غلط دیکہو تو کیا کرتی ہین
وسکے دل اور کو ہم حشر بپا کرتی ہین

چشم بد دور دہ معشوق کیا ہی پیدا — حور کیا شمس و قمر رخ پہ ہین اوسکے شیدا
ہین ڈہلی نور کے سانچی مین سراپا اعضا — ہر قدم پر سر رفتار کرے حشر بپا

برق دم سیف زبان تیغ ابرو ہے
عین جادو کا گہر آنکہین ہین بلا گیسو ہے

کوچہ زلف مسلسل کی دکہائی جو بیاں — بال کہولے سے ہو سو لہکی تن لاغر و زار
پہر نہ سلجہی کبہی دل تیرا او لجہکر زنہار — بلائین بجذا شوق سے تو سویا

زلف سے بڑھ کے رہی حال پریشان تیرا
آئینہ خانہ بنے دیدۂ حیران تیرا

روکش مہر ہی اوس ماہ کا روئی روشن
مشرق ہو رہی صاف بیاض گردن
قد وہ بوٹا سا کہ حیرت میں ہی سرو گلشن
منہ پہ غنچے کے نہ بات آئی دم صفت دہن

عکس افگن دم خندہ لب گلنار ہین صاف
غیرت لعل بدخشان در شہوار ہین صاف

چشم سیگون میں ہے سرمیکی وہ قاتل تحریر
جسطرح دست شرابمین ہو عریان شمشیر
نور کے مردم دیدہ ہین سراپا تصویر
عین جادو کی ہے اوسکے منظر مین تاثیر

بل جو ابرو مین پڑے تیغ پہ خنجر چل جائے
سے بلے مژگان تو رگ تیر پہ نشتر چل جائے

موج دریا سے لطافت ہی جبین پر نور
سینۂ ماہ مین ہی شرم سی داغ ناسور
سے خگے خورشید مقابل ہو نہین یہ مقدور
رو برو اوسکی قمر ذرہ ہی اک ای مغرور

آنکھ پڑ جائے جو پردیکھین ہی حیرانی سے
آب خجلت ہو روان چشمۂ پیشانی سے

تیغ ابرو کو دی ہین وہ خدائی جوہر
جسکی قبضے مین ہی آب دم شمشیر ظفر
وصف برش مین ہو کٹے بند زبان خنجر
برق سی ٹوٹ کی گرتی ہی وہ جلاد نظر

دل ہو چور نک جو دیکھو وہ خمیدہ ابرو
نیش عقرب کا کرے کام کشیدہ ابرو

آبرو اپنی مٹا دو جو وہ ابرو دیکھو
ہو خیال ایسا کہ تم خواب مین بچھو دیکھو
ماہچوکی کی پڑے دل پہ جو گیسو دیکھو
اپنی بالون کیطرف پھر نہ سر مو دیکھو

پیچ پر پیچ پڑین زلف پریشان کیطرح +
جنبا ف حیرت رہے آئینۂ حیران کیطرح

۱۱۵ه

چشم بد دور وہ آنکھین ہین سراپا جادو
کھینچ لی عین غضب مین جو وہ تیغ ابرو

رو برو جنکی حیا سی ہین پکاری آہو
سامری تھوک کی مرجای خجالت سی لہو

نشہ ہو صاف ہرن تم جو ملاؤ آنکھین
شرم وہ کہاؤ کہ پردی مین چراؤ آنکھین

۱۱۶ه

دل ہین عشاق کی جو رنگ صف مژگان پر
تیر آتی ہین ہا خس و خاشاک نظر

پانی پانی دم برش ہی حیا سے خنجر
ہی ہر اک خار مژہ نوک سنان سی بڑکر

تو گلا کاٹے جو وہ خنجر بران دکھلاکر
تو سے ہاتہ جو وہ خنجر مژگان دکھلاکر

۱۱۷ه

صاف عارض ہین کہین رو کے قمر سی پرنور
آئینہ رو برو آئے یہ کہان ہی مقدور

شمس قرصی بھی کم قدر ہین جیسے اونکی حضور
مشعل طور حیا سی ہے چراغ معمور

تم جو دیکھو تو خجالت سے پشیمان ہو
شکل آئینہ بہت شرم سی حیران ہو

۱۱۸ه

خواب آئے نہ جو وہ زلف پریشان دیکھو
باولی عقل ہو گر چاہ زنخدان دیکھو

داغ دل کہاؤ اگر خال درخشان دیکھو
آبرو جائے اگر گوہر دندان دیکھو

بیکلی دلکو ہو غنچہ جو دہن کا دکھلائے
زرد چہرہ ہو اگر باغ سخن کا دکھلائے

۱۱۹ه

پست ہو حوصلۂ دل جو وہ سینہ دیکھو
ناف دکھلائی تو گرداب کا چکر سمجھو

آئینہ سا جو شکم آئے نظر حیرت ہو
ہاتہ آئے نہ اگر موی کمر کو ڈہونڈہو

صاف زانو کے تصور مین پریشان رہو
آئینہ دیکھو کف پا کا تو حیران رہو

۱۲۰ه

وہ گل اندام اگر برق تبسم چمکائے
نخل قامت دم رفتار جو انداز دکھائے

نہ من ماہ پرکاہ کی کیصورت جلجائے
سرو گلشن مین نہ سرباد خجالت سی اوٹھائے

۱۲۱

غمزہ و ناز و ادا سے ہے قیامت پیدا
شوخیون سے ہے نئی طرز شرارت پیدا

پیار سے مجکو وہ آغوش مین لے دیکھی تو
صحبت وصل بہم خوب سے بنے دیکھی تو
بوسہ عارض کے مجھی شوق سے دے دیکھی تو
دل کی مانند وہ پہلو مین رہے دیکھی تو

۱۲۲

طاق پر تمنے سر دست مروت رکھدی
دل پہر لے تمسے تو چہیر یہ محبت رکہدے

یاد رکھنا جو کف دست نہ ملتی گذری
خون کی مانند یہ جوبن تیرا ڈھلتی گذرے
شمع سان آتش حسرت مین جلتی گذرے
بگڑی ایسا کہ مہینون ہی سنبھلتے گذرے

۱۲۳

مشرق مہر جو مغرب ہو تو آسان ہے یہ
مجسا عاشق ملے تجکو نہین امکان ہے یہ

دور رہو پاس سے احسان نہ ہمپر رکھو
گر ہے منظور ملاقات قسم پر رکھو
اب سے ہرگز رقیبون کے قدم پر رکھو +
سب چلکے درگاہ مین ہم ہاتھ علم پر رکھو +

۱۲۴

اب رقیبون سے نہ ہم ہاتھ کرینگے زنہار
زندگی بہر نہ ملاقات کرینگے زنہار

الغرض تیغ زبان سے یہ و کہا جو
یہ قسم کہائی د ہرا ہاتھ سر ابرو پہ
منہ پہ منہ رکھدیا او بس ہاتھ لقائی آکر
اب نہین ہونگی اطاعت سے تمہاری باہر

۱۲۵

صلح منظور ہے گر جنگ کی باتین نکرو
ہوش مین آؤ اب اس ڈہنگ کی باتین نکرو

بات بیہودہ نہ اب منہ سے نکالو دیکھو
تیغ بڑھ جائیگا اب تو نکو ٹالو دیکھو
شر نہ پیدا ہو زبان اپنی سنبھالو دیکھو
آستین مین یہ نیا سانپ نہ پالو دیکھو

پاس کرتی ہین بہت طرح دبے جاتی ہین
او سبہی نام حریف آپ سے جاتی ہین

[illegible]

گرمیان دور کرو پھر عذا ٹھنڈی ہو — آگ پانی مین لگاؤ نہ ذرا ٹھنڈی ہو

کیون نہین سر پہ اوٹھاتی ہی بھلا ٹھنڈی ہو — سرد مہری نکرو کھاؤ ہوا ٹھنڈی ہو

خنجر تیغ زبان خوب سنبھالا ہم پر
آج دل کھول کے غصہ یہ نکالا ہم پر

۱۲۷

ہو چکی جنگ رکی تیغ زبان آج شایان — بھاگی اغیار رہا ہاتھ تمہاری میدان

کھو دیا اوسکی طبیعت سے بھی نخوت کا نشان — تازہ معشوق چھٹی اب نہین ہی امکان

اوس سے بڑھکر کہین ہر وضع مین پایا اوسکو
عاشق زار تھے معشوق بنایا اوسکو

۱۲۸

آگئی اوس ہی سر بزم جو برد و تکرار — دور ہو دلسی ملال اسکا بہت ہے دشوار

پھر مزا مہر و محبت مین نہین ہے زنہار — اب رہی وہ نہ زبان ملنی مین فخر انکار

بی وفاون سے وفا ہو کے اصلا نکرے
چھوڑی معشوق سے ملنے کے تمنا نکرے

۱۲۹

یہ دیا ہی جو عوض اوسکے خدا نے دلبر — نقش ہی حال طبیعت سر او سکے و لیپر

پھر گیی بات مین طوطی کی روش چشم نظر — باعث وصل ہوا ترک ملاقات کا ڈر

شب فرقت سے پچھے روز کا جھگڑا چھوٹا
شکر خالق کا ہو شایان کہ مین اچھا چھوٹا

**تمام ہوا**

## شکوه

تخلص ہے آغا محمد حسین صاحب کا صاحب
دیوان ہیں شاعر عالی فکر نازک خیال ہیں شاگرد
ہیں مرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی کے
قدیم سے باشندۂ لکھنؤ ہیں مگر فی الحال
کلکتہ میں تشریف رکھتے ہیں یہ واسوخت
جو مندرج مجموعۂ ہذا ہے انہیں کا نتیجۂ
فکر رسا ہے ارباب ذوق ملاحظہ فرمائیں
اور لطف کلام رنگین اوٹھائیں فقط

# شکوہ واسوخت

۱

شکرِ خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے
فکرِ رقیب ہی نہ کسی سی ملال ہے
رنج فراق ہی نہ خیالِ وصال ہے
اگلی خطاؤن کا مگر انفعال ہے

کہتا ہی جب کوئی کہ مزاج اب بجا ہوا
ہوتا ہی جی ذلیل کہ یہ ہمسے کیا ہوا

۲

ہوتے نہین ہی آنکھ عزیزون سی چار اب
جھکتا ہی سر لحاظ سے کچھ بار بار اب
آتا ہی اور دھیان جو ہنستے ہین یار اب
اون اگلی گریون کی کیا شرمسار اب

احباب جب کسی کے لیے جان کھوتی ہین
ہم اپنی جی مین خوب ہی شرمندہ ہوتی ہین

۳

آتی ہی اب یہ شرم کہ کیون اشکبار تھا
کرتا ہون دل سے تو بہ بڑا ہوشیار تھا
نادم ہون دم بدم کہ یہ کیا حال زار تھا
دیتا ہی دل جواب مین بی اختیار تھا

مضطر تھا بیقرار تھا سچ ہی حیا نہ تھی
تقدیر کا قصور تھا میری خطا نہ تھی

بیتاب ہو کے صبر سی کرتا ہون گر خطاب — تو تہا کہان کہ مجکو تہا اسقدر اضطراب
تجہپر تو مجکو ناز تہا او خانمان خراب — مجبور ہو کے وہ بہی دیتا ہی یہ جواب

جب پاس آپ کی نہ دل ناتوان رہے
کہیے مکان نہو تو مکین پہر کہان رہے

دیکہا نگاہ یاس سے بالای آسمان — پہر کر اک آہ سرد کہا او عدو جان
یون چاہیے تہا درد رسیدہ کا امتحان — ہو لا ابہی سے یہ فلک دشمن جہان

اب اوس گذشتہ خواب کا تمکو خیال ہے
جب ہوش مین ہوی تو غشی کا ملال ہے

اسوقت کا نہ دہیان تہا ایسی تہی بیخبر — ہنستے تہے حال عاشق شیدا پہ بیخطر
کیا یہ نجانتے تہے کہ مجبور ہی بشر — غرہ تہا انتہا کا تمہین اپنے صبر پر

مغرور کو ذلیل ہی ہونا ضرور ہے
اوسکے یہی سزا ہی کہ جسکو غرور ہے

چلتے تہے روز چوک مین بنکر قدم قدم — گہر سی نکہر نکہر کے نکلتے تہے باحشم
عالم سنور سنور کے دکہاتی تہی دم بدم — تن تن کے کیون اوبہرتی تہی اتنا ہوئی جو خم

کس پہ پڑی ہی آنکہہ کہ شرمای جاتی ہو
کیسے سنبہلنے لگے ہی جو آنکہین چراتے ہو

کیا کیا بناو ٹون ہی نکلتی تہی رات دن — تیور رنگا ڈہنگون ہی بدلتی تہی رات دن
اٹہلا کی چال ناز سی چلتی تہی رات دن — ہی ہوشون کی تہم نہ بہلتی تہی رات دن

یہ کیا ہوا کہ چوک بہی جاتی نہین کبہے
ملنا تو کیا کہ آنکہہ ملاتے نہین کبہے

سن سنکی یہ جواب فلک پہر ہی تاب — آیا عرق جبین پہ زیادہ ہوا حجاب
ہمت ہی نہ ضبط کی جینا ہوا عذاب — اغلب تہا ہو نہین بجز ندامت مین غرقاب

اک دن اسی طرح سے پی تفریح وقت شام — چند آشنا بھی ساتھ کہ عادت تھی یہ مدام
دل مین مری زبان پہ کچھ لطف کی کلام — باہم مذاق رنجش دنیا سے شاد کام
آکر زمین چوک کو گلزار کر دیا
شله — سب لالہ زار کو چمن بازار کر دیا

گھرون کو دیکھتے ہوئے نشادان ادہر ادہر — اٹھکھیلیان مزاج مین جوبن عروج پر
سب دوست محو تھی کہ پرستان تھا جلوہ گر — ناگاہ ایک حور پہ میری پڑے نظر
چشمک نی میری رنگ صبا کا دکھا دیا
شله — ہر چند غنچہ لب تھی مگر مسکرا دیا

پھر سیر چوک کی ہوئی جی کھول کھول کر — آخر قریب شام پھری اپنی اپنی گھر
دیکھا تو سامنے سے وہی غیرت قمر — جھرمٹ مین مہوشون کی خراماں ہی کچھ ادہر
رتبہ نہیں ہی اوس سہی سلیمان کی جاہ کو
شله — گویا لیا ہی گود مین تارون نی ماہ کو

حیران مین دیکھتا تھا کہ اوسکی نظر پڑی — باہم نگہ نگہ سے مگر رہ جو پھر لڑی
عاشق مزاج ہو کی طبیعت کی تھی کڑی — سکتا ہوا بڑھی نہ قدم رہ گئی کھڑی
بولا مین اس پری کو نہین جانتی ہین ہم
شله — اک دوست مسکرا کی کہ پہچانتی ہین ہم

ہم اوسطرف بڑہی وہ روانہ ہوئی ادہر — سب متفق ہو ساتھ پھری اپنی اپنی گھر
وہ دوست اوس پری سی جو واقف تھی خوب تر — ٹھہری وہ چوک مین اونہیں کچھ کام تھا مگر
ہم اپنی گھر جب آئی تو پھر تکتے رہے
شله — ہر روز کی طرح سے وہی قہقہے رہے

کچھ دیر مین وہ دوست بھی آئی ہماری گھر — پوچھا کہاں یہ دیر کی تمکو اس قدر
ہنسکر کہا اونہون نی کہ جاتی تھی ہم کدہر — دیکھا پہ کچھ اور راہ مین سامان جلوہ گر

اوٹھی برای سیر عجب آن بان سے
سج بنا سنوار کے چمن مکان سے

ہٹنے لگا جو شوق ملاقات دم بدم
آسکے قریب خانۂ دلدار جبکہ ہم
پوہنچے میان چوک خرامان قدم قدم
دیکھا کہ انتظار مین بیٹھا ہی وہ صنم

پر کچھ ادہر ادہر نگران بار بار ہی
ثابت یہ ہی کسیکا اسی انتظار ہی

یہ دھیان تھا کہ دیکھ لیا اوسنی ناگہان
قسمین ہزارون اپنی دلائین کہ آؤ یان
پھولون نہ وہ سمائی ہوئی ایسی شادمان
جانا پڑا کہ تھا قدم دوست درمیان

پونہچی جو بام پہ تو مزاج اپنا اور تھا
الفت کی سلطنت تھی محبت کا دور تھا

پونہچی قریب یار پری او جاگی جب
بولا یہ مسکرا کے وہ مشتاق با ادب
احباب دوست بیٹھ گئی پاس آ کی جب
فرمایئے مزاج مبارک کا حال اب

کیا شغل ہین حضور کو کس شی کا شوق ہے
مین نے کہا کہ مجکو محبت کا ذوق ہے

بولی خلاف اسکی تو مین خوب سا ہنسا
یہ تو وہ شوق ہی کہ نہین جسکے انتہا
پوچھا سبب ہنسی کا تو مین نے بیان کیا
اس درد لا علاج کے پیدا نہین دوا

مجکو تو شوق اسکے سوا دوسرا نہین
ہنسکر کہا چھپانے سے کچھ فائدہ نہین

مجکو تو کچھ حضور کے معلوم حال ہین
گانے مین کچھ ستار مین بھی بے مثال ہین
مشہور ہی کہ شاعر نازک خیال ہین
مین سن چکی ہون آپ بھی صاحب کمال ہین

رکھتی ہون التماس اگر جی بدست ہو
مشتاق مین بھی ہون جو طبیعت بدست ہو

۴۳
بگڑی کو ئی بنائے یہ بیجا خیال ہے
تقدیر کے لکھے کو مٹانا محال ہے

کھلتا نہین یہ بھید کہ تقصیر کیا ہوئی
پونہچا کسی ملال جو مجھپر جفا ہوئی
کیون مبتلای صدمۂ رنج و بلا ہوئی
کیا مفت جان دی کہ نہ ثابت خطا ہوئی

۴۴
توبہ ہزار بار کرون التجا کرون
اور اسپہ بھی جو رحم نہ آئی تو کیا کرون

کہنے کے نام سے تو قسم تک حرام ہے
رسوا کہین نہ ہون یہ قلق صبح و شام ہے
ہنسنا کہان نصیب مین رونا مدام ہے
انجام گریہ ہے تو قصہ تمام ہے

۴۵
بیتابیان ہیین مین وحشت کا جوش ہے
جینے کے آرزو ہے نہ مرنے کا ہوش ہے

بیتابیون کے ہاتھ سے ضبط جفا کہان
دشمن ہے خلق بر سر بیداد آسمان
بدنامیون کا پاس ہے کیونکر کرون فغان
اللہ ہی بچائے کہ ہے سخت امتحان

۴۶
ثابت نہین کہ کون سی تقصیر ہو گئے
کیا جاگ جاگ کر مری تقدیر سو گئے

مضطر ہون کیا بیان کرون ہیجان دل
ویران مثال وحشت پڑا ہے مکان دل
منظور چرخ پیر کو ہے امتحان دل
پہلو مین وہ پھر سے نہین ہے گمان دل

۴۷
اوس خانمان خراب و پریشان کو کیا ہوا
ثابت نہین مجھی مری نادان کو کیا ہوا

کس حد تک تو میرے آپ سُنی نالہای دل
[illegible] برای دل
یہ کیا ہوا کہ اب نہین آتی صدای دل
کہتی ہون کچھ پہ منہ سی نکلتا ہے ہای دل

ارمان ہے کہ وصل ہو اوس غمگسار سے
اللہ تو ملا دل سے [illegible] سے

ش

کرتی ہون جب مین چار طرف جستجوی دل
مجکو تو پہلہ حضور سی آتی ہی بوی دل
ہو ہای اب کہلا کہ یہ تہی آرزوی دل
للہ کیجیے گا ذرا آبروے دل

مین چاہتی ہون رنج مین یہ مبتلا نہو
نازک مزاج ہی کوئی اسیر جفا نہو

ش۴۹

خوگر نہین یہ ظلم کا عادی ہی عیش کا
پونہچی نہ کوئی رنج کہ ہی راحت آشنا
للہ دیجیے گا نہ تکلیف کچھہ ذرا
مین اسپہ شیفتہ ہون یہ ہی آپ پہ فدا

دلجوئی بیکسون کی تو دن رات چاہیے
مشتاق کی تو اسنے مدارات چاہیے

ش۵۰

بس اب مین خوش ہوئی تیری قربان ایخدا
کیا خوب غمگسار کا میری پتا لگا
کل تک تو جانتی تہی کہ نزدیک ہی قضا
ہان کچھہ امید زیست ہوئی اب تو ذرا

کیونکر سہے ملال خیال دغا نہین
دل اوس سی آشنا ہی کہ جو بیوفا نہین

ش۵۱

جب اوس پری نی درد دل اپنا کیا بیان
اٹہی وہ سنتو تاب ہی پہر سے وہان
چاہا ہزار ضبط کرون نالہ وفغان
پر کیا کرون کہ آنکھہ سی آنسو ہوئی روان

تسکین پہ دی ملال نہ کرنا ذرا کبہی
کہائی قسم کہ مجہہ سی نہ ہوگی خطا کبہی

ش۵۲

اب آپ اپنی دل کو خدا را سنبہالیی
میری طرف گمان جو بد ہو نکالیی
للہ ضبط کیجیے روے کو ٹالیی
وہ اور لوگ ہین کہ جو ہوتی ہین چالیی

جو باوفا ہی اوسکو اطاعت سی کام ہی
بندہ خدا کی فضل سے ہر دم غلام ہی

ش۵۳

ہوتا اگر فریب تو کہاتی قسم بہلا
دیتی خدا رسول کو ضامن ہی ہم بہلا
تسکین ہی کرتی پیار سی [illegible] بہلا
بیٹہا ہیون کا آپ کی ہوتا ہی غم بہلا

روتے نہ کچھ غرض کہ ہم وہ حسین ہین
رستے ہین جبین فدا از مین ہین

دیکھا جب اوس پری نے کہ ہی عاشق وفا | بیچین ہو کے مجکو گلے سے لگا لیا
بولی کہ مین نثار ہون الفت کا ذکر کیا | اپنا مطیع حکم بھی ناسیے خدا

کرنا خلاف عہد تو اورون کا کام ہی
مین نے کہا کہ یہ تو ہمارا کلام ہی

نواب رو کنا تمہین اللہ کے قسم | گھبرا رہے ہین دیر سی احباب صبحدم
کہتے ہین لوگ رات ہی اب نصف سی ہی کم | آئین گے قریب شام جو زندہ رہے ہم

خاموش کیون ہو آنے کا وعدہ تو کر گیا
پھر عارضون پہ گیسو پیچان نے بل کیا

رو کر کہا کہ آپ کا احسان جو آئیے | ایسے کہان نصیب جو تشریف لائیے
انصاف شرط ہی یہ خدارا بتائیے | کیونکر مین اپنے منہ سی کہون کہ جائیے

آرام کیجیے تو عنایت کمال ہے
بولا مین ہنس کی آج تو رہنا محال ہے

رخصت ہوئی وہان پھری شاد اپنی گھر | ہوتی ہی صبح جشن کا سامان تھا جلوہ گر
فکر رقیب تھی نہ کسے مدعی کا ڈر | باہم کمال عیش سی ہونے لگی بسر

دم بھر بھی اونکی پاس سے اوٹھنا محال تھا
ہر وقت شغل عیش تھا لطف وصال تھا

القصہ ہوا کسنے جو صحبت کا تذکرا | اور آ گیا زبان پہ تمہین نام جمہر کا
کچھ جی مین سوچ سوچ کی اوس نے لی رو دیا | گھبرا کے پھر کہا کہ بچانا مری خدا

سنتی ہو تمہین کہ زیست جدائی مین شاق ہی
شاید جہان مین نام اجل کا فراق ہی

کیون جی خدا نخواستہ گر تم ہوے خفا | کس طرح سہی کٹین کی جدائی کی دن بھلا
کیونکر جیین گے جلد بتا دیجیے خدا | توبہ اوسٹے کی ہمسی مصیبت بحال کیا

تڑپین گی جب بہت دل مضطر ستائی گا
پہر تمکو بھی نہ ہمپہ ذرا رحم آئیگا ۶۰

لو ہاتھ جوڑتے ہین اگر ہمسے ہو خطا | تم صاحب وفا ہو نہ ہو ناسکے خفا
ہم شاد ہین کہ شوق ہی دینا ہمین سزا | پر ترک اتحاد نکرنا لیے خدا

حسرت بہری کو شکل دکہانا نہ چہوڑنا
آنا نہ یان تو چوک کا آنا نہ چہوڑنا ۶۱

سن سنکی اوس پری سی محبت کے یہ کلام | سنتے ہی دل نے رم ہوئی تا زندگی غلام
چہوٹے عزیز ترک احبا ہوئی تمام | ہونے لگی بسر وہین اوقات صبح و شام

راحت مزاج رنج و مصیبت مین پڑ گئے
بن بن کی کیا نصیب ہماری بگڑ گئے ۶۲

اس عقل پہ غرور کہ سمجھے نہ یہ ذرا | ناوان کی دوستی کا بھلا اعتبار کیا
ہرچند لطف ہجر بہی واقف مزاج تہا | لیکن خطا خطا پہ اوٹہائی یہ کی خطا

وان سلسلہ تہا عشق کا الفت کا جوش تہا
یان خاتمہ بخیر کہ باقی نہ ہوش تہا ۶۳

جب کم ہوئی خیال دغا حوصلا بڑہا | زائل گمان بد ہوئی پاس وفا بڑہا
ہٹنے لگا حجاب تو سودا سوا بڑہا | آتا ہی آسمان کو بہی کتنا گہٹا بڑہا

بگڑی بنی بنائی برا حال ہوگیا
جاگے نصیب ہجر کی اقبال سو گیا ۶۴

ظاہر ہوا کچھ اوسپہ مری لو لگا حال | سمجھی کہ انکو ہمسے محبت ہی بیکمال
آ اغرور حسن ہوئی اور کچھ خیال | گہٹنی لگا جو لطف تو ہونی لگا ملال

نقشے ہی فریب کے ڈہنگ اور ہو گئے
دور دو زمین مزاج کی رنگ اور ہو گئے ۵۵

پوچھے خوشامدی جو نہایت تھے بدخصال
دوڑی رقیب پیٹ کا کرتی ہوی سوال
چھپے عدوی خشک پشیمان تباہ حال
پوچھا ادہر مزاج تو تا کا ادہر کو مال

بڑہتی تہی جب ہوس ترنایاب کی طرف
حسرت سی دیکہہ لیتی تہی اسباب کی طرف ملله

کرتے تہے ہونٹوں سی خوشامد بہری کلام
جیسی ہی پرورش نہیں فقط آپ کی مدام
کہتی تہی سب کہ جو تو نمک خوار ہیں تمام
اک نی کہا کہ اس سی تو واقف ہیں خاص عام

ہمت وہ حق نی دی ہی کہ دنیا میں نام ہی
حاتم تو اک حضور کا ادنی غلام ہی شله

واللہ اس طرح کی تو ہمت نہیں سنی
پیر چشمیاں یہ مروت نہیں سنی
حاتم کی ہی تو ایسی سخاوت نہیں سنی
سب کچھہ لیکہ دی کی محبت نہیں سنی

کیونکر کہیں یہ صاحب جود و کرم نہیں
جو چاہا جس نی چہین لیا انکو غم نہیں شله

غربت زدون کی حال پہ رحمت کی ہی نظر
یہ ہیں رفیق دوست تو واللہ اس قدر
عادت ہی انکی سوز لٹاتی ہیں مال و زر
کہاتی نہیں ہیں آپ کہلاتی ہیں بیشتر

کیسی فراسی چیز ہو سبکا خیال ہی
پہلی ہماری نوش کریں کیا مجال ہی ملله

کہیا پہ ور ترہی جس کی محبت بہی ور رکی
حاجت روا انہیں جو میں بہر رکی
آیا جو وہ تو اوسکی ہی خاطر ضرور رکی
واللہ کیا سخی ہی طبیعت حضور کی

خالی نہیں ہیں ہیں جو محتاج آتی ہیں
لاکہوں کی یہ سدا نہیں ہاتہوں سی لاتی ہیں

جب اوس پری نے کی یہ رقیبوں نے گفتگو | اور سن چکی بیان سب اونکا وہ خوبرو
باقی رہی نہ دل میں محبت کی آرزو | جاتی رہی دماغ سے بالکل وفا کی بو

غصہ جو آیا راز نہاں کو عیاں کیا
نادان تھی سب سے ماجرائے محبت بیان کیا

سن سنکی اوسکی بات رقیبوں نی یہ کہا | بولی فریب سے کہ تمہاری نہیں خطا
مشہور ہو جہان میں تم صاحب وفا | بی بی یہ لکھنؤ ہی یہاں ہی بڑی دغا

یہ لوگ کہا تھی ہین مروت نہیں انہیں
مکار ہین کسی کی محبت نہیں انہیں

سنا ہین انکو بلاسے بالتجا | اور اوسپہ بھی یہ ناز کرین شان کبریا
کیسا غضب ہی ترک ملاقات بیجا | بیٹھا پہر او جلد اب اپنا بنی خدا

بھولی سی بھی کر انکی فریبوں مین آؤ گی
یہ سچ کیا ہی خوب مصیبت اوٹھاؤ گی

اب فکر مین ہی کون گرفتار تم کہ ہم | کرتا ہی کون شکوۂ بیکار تم کہ ہم
بیٹھا ہی کون بیکس و ناچار تم کہ ہم | روتا ہی کون پیٹ سے ہر بار تم کہ ہم

ہی کون اپنی جان ہی عاری بتائیے
کرتا ہی کون گریہ و زاری بتائیے

اچھا کرو نہ ترک ملاقات ہمکو کیا | بدنامیاں کرے گا وہ بد ذات ہمکو کیا
جینکو گی تم نصیب کی وہ برات ہمکو کیا | تمہا سہین گی جو ہوگی اہانت ہمکو کیا

جانی در سے بھی ہوتا ابھی ہی نہ کم کرو
کچھ اونکا امتحان محبت تو تم کرو

بولی وہ نازنین کہ سب نے سچ کہا | اسد جانتا ہی کہ میری نہیں خطا
واللہ گر وہ آپ کرین گی نہ التجا | مین لیسے پر نہ اونسی ملونگی ہون خفا

مضطر ہوئی وہ لوگ جو ہنسی تہی بیقرار — گہبرائی وہ مزاج کہ جسکو تہا انتشار
اوبہین وہ جستریں جو سدا تہین قصو وار — ٹوٹی وہ آس جسکو کسی کا تہا انتظار

تڑپا وہ دل کہ غم سی کبہی آشنا نہ تہا
گہٹنی لگا وہ دم جو اکیلا رہا نہ تہا ۵۲

وہ خوف رات کا وہ سیاہی کہ الحذر — وہ صدمۂ فراق کہ جس سی نہین مفر
وہ بیکسی وہ دیکہنا حسرت سی سوئی — وہ اضطراب لگا وہ پہرنا ادہر ادہر

وہ غم کہ جو بیان کی قابل ذرا نہین
وہ درد لاعلاج کہ جسکی دوا نہین ۵۳

ہر بار دیکہنا سوی افلاک یاس سے — آہستہ آہ سرد وہ بہرنا ہراس سے
وہ چپکے چپکے رونا عزیزونکی پاس سے — باتین بنا بنا کے وہ کرنا حواس سے

یون ٹالنا ملال کو غصہ ذرا نہین
وہ نالۂ خموش کہ مطلق صدا نہین ۵۴

گنتا وہ اضطراب مین تارونکا بار بار — گہڑیال کی صدا کا وہ کانون کو انتظار
وہ ناامیدیان وہ طبیعت کا انتشار — وہ عالم سکوت کہ جیسے گناہگار

یہ اضطراب تہا کہ ترستی تہی بات کو
خالق نہ اب دکہائی جدائی کی رات کو ۵۵

سکتا تہا مجکو آپ کہ کٹتی نہین یہ رات — پہلے ہی کسقدر کہ سمٹتی نہین یہ رات
کیسی اڑی ہوئی ہی کہ ہٹتی نہین یہ رات — بڑہتی ہی جہوم جہوم کی گہٹتی نہین یہ رات

کٹتا نہین فنا کا طبیعت سلیم ہے
جب دیکہتا ہون اپنی جگہہ پہ مقیم ہے ۵۶

پایا نہ چین ہجر مین دم بہر تمام رات — تڑپا ہی پاس ہی دل مضطر تمام رات
بیتابیان رہی ہین برابر تمام رات — کاٹی ہی کروٹونکو بدل کر تمام رات

۹۲

بھر آئی اشک دیکھکی اپنا تباہ حال
ٹیسون سی درد دل کی ہوا اور بہی نڈھال

بڑھ بڑھ کی کاہشون نی کیا صورت ہلال
اقبال گھٹ گیا تو پھر آئی لگا زوال

برہم مزاجیان جو نہان تھین عیان ہوئین
آخر کو اضطراب سی سوائیان ہوئین

۹۳

احباب سی کسی نی یہ جاکر بیان کیا
آغا شکوہ کی بھی خبر ہی تھین ذرا

مہمان چند دم ہی وہ آفت کا مبتلا
ملنا ہو زندگی مین تو جاؤ ہلی خدا

تیر بلای عشق سے سینہ فگار ہے
ہچکی لگی ہے موت کا امیدوار ہے

۹۴

احباب دوڑتی ہوئی آئی برہنہ پا
دیکھا تو واقعی جو سُنا تہا وہ ہی بجا

گھبرا گیا کوئی تو کوئی مضطرب ہوا
روکر کہا کسی نی بچانا مری خدا

ہان اک نگاہ لطف و کرم تو کریم ہی
اللہ تیری ذات غفور الرحیم ہی

۹۵

اک دوست تہی کہ اونکو بہت تہا مرا خیال
بولی کہ کچھ بیان کرو درد دل کا حال

ہم جانتی ہین یہ کہ تمہین رنج ہی کمال
پر کیا کرین کہ بس نہین اپنا بجز ملال

کام آئی گر تو جان تک اسمین نثار ہی
لیکن کسی کی دل پہ نہین اختیار ہی

۹۶

پر ایک ہی ہماری نصیحت جو مان لو
دیکھو ابھی تو رنج و بلا سی نجات ہو

مین نی کہا بتاؤ وہ بولی دعا کرو
لیکن بہلا کے قلب سی رنج و غرور کو

جب درد دل مین ہو تو کہو اضطراب سی
یارب بچا تو عشق کی رنج و عذاب سی

۹۷

اون دوست سی یہ مژدہ بیان بخش جو سنا
بیتاب ہو کی ہاتھ اوٹھائی لی دعا

بڑھ کی کی جناب خدا مین یہ التجا
یارب بچائیو کہ ہی الفت بڑی بلا

مطلب ہوئی جو ختم دل بیقرار سے
آئین کی دوستون کی صدا دی پکار کے

قدرت خدا کی ہو گئی مقبول التجا
غفلت سے آنکھ کھل گئی بس ہوش آگیا
جاتا رہا خیال تک اون شکساہ کا
کچھ عشق سے فزون ہوا نفرت کا مرتبا

ایسی دعای زود اثر کام کر گئے
یہ بھی نہ کچھ کھلا وہ محبت کدھر گئے

خالق کی شان ہان ہوا موقوف انتشار
اور وان اوسے تھا میری بنائی کا انتظار
گذری جو دن بہت تو ہوئی اور شرمسار
بی اختیار تھی نہ رہا دل پہ اختیار

جو بات ناگوار تھے منظور ہو گئے
اس عشق کا برا ہو کہ مجبور ہو گئے

ہمت سے بھی نہ ضبط کی ہونی لگی اداس
بیتابیون کی ہاتہ سے جاتی رہی حواس
ٹوٹی جو آس ولگی بندہی اور شکل یاس
بولی یہ آدمی ہی کہ جا جلد اونکی پاس

کتنا خطا معاف خبر کو مین آیا ہون
اور اوس بلانصیب کا پیغام لایا ہون

آیا وہ آدمے جو بنا تھا پیام بر
جھک کر کیا سلام تو میری پڑی نظر
غصہ بھرا تھا ہو نہ سکی مجھسے درگذر
باتین وہ سخت سست سنائین کہ الحذر

پھر یہ کہا کہ مجکو نہین اوسسے کام ہے
جا تک دوستی ہوئی قصہ تمام ہے

ششدر ہوا وہ اور یہ سخن ناگہان
جا کر وہان بیان کیا جو سنا تہا یان
گھبرائی پھر تو اور زیادہ دو نیم جان
بھڑکی تپ فراق تو اوٹھنے لگا دھوان

نادم ہوئی کہ ہای مین ناحق خفا ہوئے
اونکا قصور کیا ہی مجھی سے خطا ہوئے

بولا وہ آدمی کہ بس اب آپ جائیے | عذر گناہ کیجیے قسمیں دلائیے
سو بار ہاتھ جوڑتے اونکو منائیے | جس طرح بن پڑے انہیں یاں لیکے آئیے

اور آپ سے وہ آئیں یہ بیجا خیال ہے
بی بی ذرا نباہ کا کرنا محال ہے

بولی کہ ہائے آپ سے جاتا تو ہی ستم | پھر کیا کریں منگاؤ سواری چلیں گے ہم
آئی نفس سوار ہوئی وہ اسیر غم | گھر جیہ بلا نصیب کے رنجیہ کیا قدم

دیکھا تو درد دل کا نہ درمان نظر پڑا
کچھ ترک اتحاد کا سامان نظر پڑا

بیٹھی ادب سے سامنے آکر وہ مہ لقا | پوچھا مزاج شرم سے گردن جھکا جھکا
اللہ ری انفعال پسینا تھا آگیا | کلتی تھی بات بات میں اسدرجہ تھی حیا

پیش نظر جو اپنے ندامت کا حال تھا
نیچی تھے آنکھ عفو خطا کا سوال تھا

کہتی تھی بار بار تمہاری نہیں خطا | ہوں منفعل میں آپ کہ ناحق ہوئی خفا
خالق کرے جہان میں اونکا بہت برا | موجد جو اس فساد کے ہیں بانی جفا

پھکا کے رنج و غم میں مجھے مبتلا کیا
میں آپ منفعل ہوں کہ میں نے یہ کیا کیا

بولا میں سچ ہے صاف تمہاری نہیں خطا | پر کیا کروں کہ ابتو قسم میں بھی کھا چکا
جانا خلاف عہد ہے ملنے کا ذکر کیا | مجبور ہوں میں اس میں جو اللہ کی رضا

اب اور کو سے بہر خدا ڈھونڈھ لیجیے
میں بیوفا ہوں اہل وفا ڈھونڈھ لیجیے

ن اب خطا معاف نہ کھلوا او منہ مرا | آخر کچھ انتہا بھی کروں صبر تابکجا
دوں گا صاف صاف تو ہو جاؤ گی خفا | میں تم سے اتحاد کروں قدرت خدا

یارب بچا کیو یہ بڑا مکر انجمن ہر
بس اسکا نام چال ہی دیکھو ذرا ادہر

اللہ رے فریب کہ مطلق نہین خطر
کرتے ہین وہ دغا پہ نتیجہ کچہ نہین خبر

۱۱۵
نازان ہوا اونکی فعل پہ دم اونکا بہرتے ہو
مرتی ہین وہ تو ہو کسی تم اون پہ مرتے ہو

قابل تم اونکی اور وہ لائق تمہاری ہین
جو مستحق ہین اونپہ حقائق تمہاری ہین

مشتاق اونکی تم ہو وہ شائق تمہاری ہین
وہ لوگ بہترین خلائق تمہاری ہین

۱۱۶
اور ہین تو اک غریب ہین کیا مجسی کام ہی
اب اونسی عیش کیجیے میرا سلام ہی

ہین کی گہری لڑین بہلا یہ دل و جگر
دو دن تو خاطرین ہین مگر پہر نہین خبر

پہلی تو اتحاد ہین اور بعد شور و شر
سچ تو یہ ہی کہ اب نہین بندی کو در گذر

۱۱۷
جی ہٹ گیا وہ لطف و وجاہت نہین رہے
اوصاف تو یہ ہی وہ طبیعت نہین رہے

کہائی یہ غم وہی جسی کہاتا ہو مال و زر
دب کر کری وہ بات جسی ہو کسی کا ڈر

برداشت وہ کری کہ جو تاسکے ادہر ادہر
جہپکی اوسی کی آنکہ کہ جسکے ہو بد نظر

۱۱۸
کم زور وہ رہے نہ ذرا جسمین زور ہو
چپ کر وہ آئی جائی کہ جی جسکا چور ہو

وہ آشنا ہین اور ابہی اونکی ہم نہین
وہ پر دغا ہین اور ابہی اونکی ہم نہین

وہ کج ادا ہین اور ابہی اونکی ہم نہین
وہ بیوفا ہین اور ابہی اونکی ہم نہین

۱۱۹
وہ اور ہین جو آپ کی ٹکڑی پہ جا پڑے
یان پاون ہی پڑو تو نہ ہرگز بلا پڑے

شکر خدا کہ جوش جنون ہی فراغ ہی
فصل بہار آئی ہی گل باغ باغ ہی

پہولون کی بو پسند ہی نازک دماغ ہی
لالہ کہلا ہوا ہی کہ سینی کا داغ ہی

۱۲۵

قمری سی جو کہتی نہیں عادت ہی انکی چال ۔۔۔ مر مر کی مار ڈالتی ہیں واہ ری کمال
مذہب میں انکی خون مسلمان تو ہی حلال ۔۔۔ دی انکو جس طرح سے بنی صدمہ و ملال

واللہ انکے نام پہ لعنت سدا کرے
پر سر پہ قہر عشق ہو نازل تو کیا کرے

۱۲۶

ای دوستو یہ عشق ہی ظالم بُری بلا ۔۔۔ اسکے ستم سے سبکو بچائی سدا خدا
عادت ہی اسکی ظلم تو خلقت میں ہی جفا ۔۔۔ اس کج ادا سے چین کسیکو نہیں ملا

عاشق ہی اس سے حق میں نہیں معشوق شاد ہین
اس بانی فساد کے کیا کیا فساد ہین

۱۲۷

لیلی کی شکل بن کی ستاتا ہی قیس کو ۔۔۔ لی کوہکن کی جان کہ شیرین کو رنج ہو
یوسف کا سانحہ تو زلیخا مین دیکھ لو ۔۔۔ وامق کو یہ سکھایا کہ عذرا کا ساتھ دو

ہی دوست یہ کسیکا نہ دشمن کسیکا ہی
خلقت ہی اسکی ظلم یہ عادی اسیکا ہی

۱۲۸

ہر شخص کو یہ رنج مین کرتا ہی مبتلا ۔۔۔ معشوق کو ہی اسکی نصیحت پی جفا
عاشق کو ہی یہ پند کہ رسوا ہو خوب سا ۔۔۔ ناصح کو ڈانٹتا ہی کہ بک بک کرو ذرا

مردون کو قبر تک نہیں زندی کو گھر نہیں
یہ وہ بلا ہی جس سے کسی کو مفر نہیں

۱۲۹

صرصر چمن مین باغمین گلچین گلو نہیں خار ۔۔۔ صیاد بلبلون مین خزان ہی پی بہار
راحت مین رنج نور کی ہو گئی مین لطف نار ۔۔۔ وصلت مین ہجر دیدہ حیرت مین انتظار

کل ہمارشو مین موت و داؤن مین زہر ہی
آفت ہی بد بلا ہی قیامت ہی قہر ہی

۱۳۰

قمری کو سرو کی یہ بتاتا ہی جستجو ۔۔۔ بلبل کی ہوش اڑاتا ہی مین سنگ گلو کی تو
چاہت مین عاشقون کی گنوائی ہی آبرو ۔۔۔ مجنون بنا بنا کی پھراتا ہی کو بکو

١٣١

مکر و فریب اسکو زمانے کا یاد ہے
شاگرد اسکا یہ فلک کج نہاد ہے

یہ رنج وہ ہی جسنی ہزارون کی جان لی
یہ وہ مزا ہی جس سی ہی دشوار زندگی

یہ وہ بلا ہی جسنی نہ فرصت کسیکو دی
یہ وہ اجل ہی دیکھہ نچھوڑی گی جو کبھی

١٣٢

بیمار اس مرض کا تو ہرگز بچا نہین
اس درد کی تو موت سی بہتر دوا نہین

یہ وہ کڑی جگہہ ہی کہ مجبور ہی بشر
یہ وہ مقام ہی کہ جہان سیکڑون ہین ڈر

یہ جا وہ سخت جا ہی کہ جسمین نہین گذر
یہ اوسکی ابتدا ہی کہ جسکی نہین خبر

١٣٣

اس راستی مین پائی ہین رہزن ہزارہا
اس دوستی مین دوست ہین دشمن ہزارہا

اس امر کی سدا ہی پشیمان آرزو
اس ڈر کی پیروی مین گنوائی ہی آبرو

اس بات کی جہان مین ہی بیکار جستجو
اس گلشن وفا مین نہین ہی وفا کی بو

١٣٤

اس لطف بی مذاق مین کچھہ فائدہ نہین
واللہ اس نبات مین مطلق مزا نہین

یہ فکر وہ ہی جسمین کہ ہوتا ہی دل اوداس
منزل ہی بیکڑی ہی نہ کس طرح ہراس

یہ غم وہ غم ہی جس سی کہ رہتی نہین حواس
آغاز اسکا آس ہی انجام اسکا یاس

١٣٥

کیا کیا نہ دل پہ عشق مین بار و تھی نہین
بگڑی رہی سدا کبھی اسکی بنی نہین

انجام کار عشق ہی کیفیت فراق
کیا منہ جو مین بیان کرون حالت فراق

ہی روز حشر سی بھی فزون شدت فراق
ای دوستو دکھائی نہ حق صورت فراق

١٣٦

کچھہ دل ہی خوب جانتا ہی اسکی حال کو
کیا کوئی لکھہ سکی گا بھلا اس ملال کو

انسان کیا سکے گا فسانہ فراق کا
جرات مین ہو وہ رستم و سہراب و سرا
ایوب کا سا صبر عنایت کری خدا
دل اسقدر ہو سخت کہ پتھر سی بہی سوا
رعشہ ہو پہر بہی جسم مین لکنت زبان کری
کیا منہ جو ایک حرف جدائی بیان کری

بس بس شکوہ لاف بیانی سی کیا حصول
بس بس شکوہ سمع خراشی کو دو نہ طول
بس بس شکوہ چرب زبانی یہ کیون فضول
بس بس شکوہ غزہ بیجا نہین قبول
بس بس شکوہ کبر و تعلی کو کم کرو
بس بس شکوہ اب سر تسلیم خم کرو

**تمام ہوا**
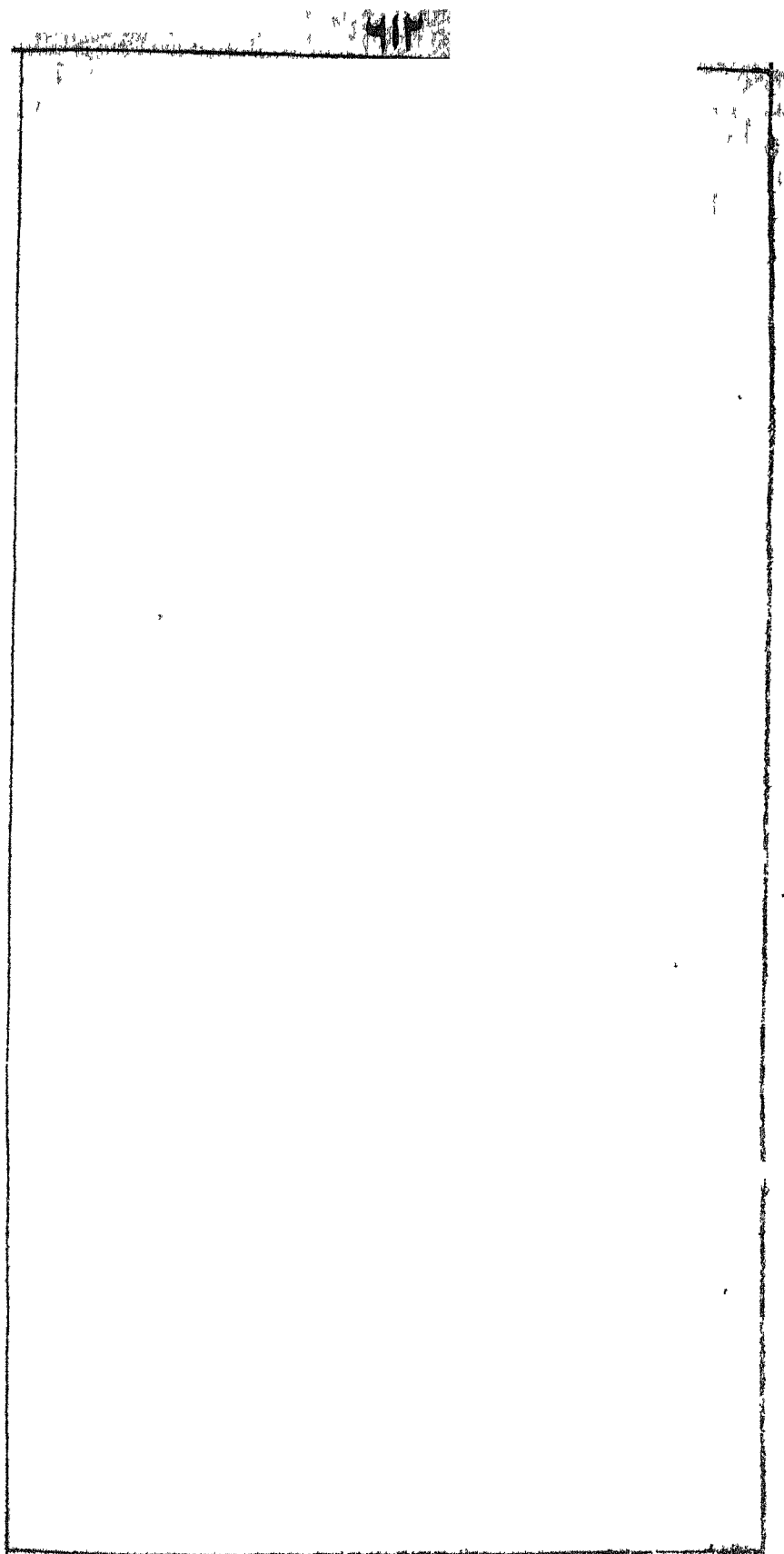
# شیدا

تخلص ہے نواب مرزا علیخان صاحب خلف الرشید
نواب رمضان علیخان بہادر کا جو برادر نسبتی
تھے یمین الدولہ نواب سعادت علی خان بہادر
جنت آرامگاہ کے صاحب دیوان ہیں شاگرد
ہیں خواجہ حیدر علی آتش مغفور کے چنانچہ یہ فرد نخست
جو درج مجموعہ ہذا ہے خواجہ صاحب مرحوم کے نام سے
مشہور ہے مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے بہر حال یہ واجست
نواب صاحب ممدوح کا تصنیف فرمایا ہوا ہے فقط

## واسوخت شیدا

آگی اک بار نہ تہا یار تری یار تہی ہم — ہمدم و ہم سخن و مونس و غمخوار تہی ہم
لطف و اشفاق و عنایت کی سزاوار تہی ہم — مدعی اب جو ہین مجبور تہی مختار تہی ہم

چین جبین پر نہ تہی رنجش کی نہ یہ باتین تہین
مہربانی تہی شب و روز ملاقاتین تہین

انس تہا ہم سی تمہین ہم تہی تمہاری مائل — عشق تہا حسن خداداد سی ہمکو حاصل
غم و اندوہ جدائی سی نہ واقف تہا دل — باغ عالم مین مرادین تہین ہماری حاصل

سرو قد قمری بے صبر و تحمل ہم تہے
گل تہا رخ گلرنگ تہا بلبل ہم تہے

گوش زد یار تری نام نہ تہا غیر و نکا — لا نہ پاتا کوئی پیغام نہ تہا غیر و نکا
خلوت و بزم مین کچہ کام نہ تہا غیر و نکا — گرد حلقہ سحر و شام نہ تہا غیر و نکا

دامن پاک سی گرد نجس آگاہ نہ تہے
کوچہ گردون کو طبیعت مین تری راہ نہ تہے

خود فروشی کے مقید تہی نہ خودکامی کے — پختہ کاری تہی چلن چلتی نہ تہی خامی کے
ہونٹ سلوا تی تہے دستار و کی بینامی کے — ننگ آتا تہا تمہین نام سی بدنامی کے

پری رو سی بہی حسن پہ مغرور تہے تم
[illegible] انگ کا تہا سست و دور تہے تم

جو لڑائی کرتی تھی ہم تپ ادسی سہتی تھے
رونے لگتے تھے نہ یوں پہوٹ نہ یوں ہنستے تھے
سخت کہتی تھی تو سنکر ادسی چپ رہتی تھے
اس مروت پہ تمہاری ہی یہی ہم کہتے تھے
اسکی قربان رہین گی اسی چاہین گی ہم
منہ سی نکلا ہی جو کچہہ اسکو نباہین گی ہم

۵۳

کوئی آسکتا نہ تہا اپنی سوا صحبت مین
مختصر قصہ ہمین ہم تہی ہر اک حالت مین
دوسری کی نہ رسائی تہی تری خدمت تیز
انجمن مین ہمین رہتی تہی ہمین خلوت مین
منعقد رخ کو سمجہتا تہا نہ ایمان کوئی
خال ہندو کا نہ عاشق تہا مسلمان کوئی

۵۴

روز و شب وہ جو رہا کرتی تہی صحبت نرہی
قصہ کوتاہ ہوا مہر و محبت نرہے
ہمنشینی کی جو خدمت تہی وخدمت نرہی
منہ دکہائی کی ہماری کوئی صورت نرہے
التماس اپنا تو رکہتی ہین تری ذات سی ہم
پہر گیا تو مگر اپنی نہ پہری بات سی ہم

۵۵

اوٹہہ گیا مہر و محبت کا زمانی سی رواج
یوں تو معشوق تونکا ہوتا ہی تلون کا مزاج
بیٹہی بیٹہی اس او لجہہ پڑی کیا کیجیی علاج
پر نہ اتنا ہی کہ کل تہی جو طبیعت نہین آج
یا ہمین ساتہہ رہا کرتے تھے اندر باہر
یا ہمین ہین کہ ہمین حکم ہے باہر باہر

۵۶

جو خوشی خاطر نازک کی نہین اسکا غم
رہ نہین سکتی کی بی شغل کہی رکہتی ہین ہم
کہا ہی ترک محبت کی جو کہاتی ہو قسم
ڈہونڈہ لین گے کوئی زیبا صنم تجہسی صنم
عشق بازی سے نہ بہولین گی تری یاد رہے
دل لگا لین گے فرنگی محل آباد رہے

۵۷

ایسا شاہد ہی اپ اللہ سی ہمکو مقصود
سامنی اپنی کبہی کچہہ وہ نہ تہی موجود
آشنائی جسی مقبول ہو رنجش ہو دود
رخ گل رنگ جو دکہلای وہ بہیجیں درود

نرگس چشم کا حیرت سے تماشائی ہو
سنبلین زلف کی بو سونگھہ کی سودائی ہو
سلله

خون کری دل کو تمہاری وہ رگ جانسی کمر
ہاتھہ ملتی پھرو پڑ جائی جو پائون پہ نظر
حلقۂ ناف کی تنگی سی ہو تنگ انگشت
چھلا ہاتھہ آئی تو گل کھایا کرو ہاتھون پر

پانی پانی ہو ذقن دیکھہ کی اگر حسرت ہو
کنوین مین ڈوب مرو کچھہ بھی اگر غیرت ہو
سٹلہ

مصرعۂ قامت موزون کا ہو آوازہ بلند
دل بھی خال سیہ رنگ سی مانند سپند
بیت ابرو نہا بیت تیری خاطر کو پسند
آنکھین نظارۂ آئینۂ زانو مین ہون بند

لعل لب دیکھے تو سر پٹکے بہت سنگ سے تو
ہونٹھہ چاٹا کرے نام دہن تنگ سے تو
سٹلہ

خوبی گوش کری اپنا تجھے حلقہ بگوش
دیکھکر آئینہ سان محو ہو حیرت سی خموش
پھرون ہی رکھی [illegible] تنگی صراحی بردوش
حسن مین ہو نہ سکی [illegible] سی تحریر صفت [illegible]

نقش دل پر تری نقش دندان سے سے
خار خار آٹھہ پہر کاوش مژگان سے سے
سٹلہ

منفرد اوسکا ہو وہ الزام تجھی جو جودی
خندہ زن ہو کی حقیقت کو تری کھو کھودی
عرق شرم سی رخسار جبین ہو وہ ہودی
آگی اوس گل کی تو شبنم کیطرح رو رو دی

طعن و تشنیع وہ خورشید لقا تجکو کرے
صورت ماہ نو انگشت نما تجھکو کرے
سلله

راہ پر لاؤن اوسی راہ بتاؤن تجھکو
تنگ آغوش مین لون اور دکھاؤن تجھکو
لب بلب آتش [illegible] لگاؤن تجھکو
جسقدر شوق جلایا ہے جلاؤن تجھکو

شادمان خاطر محزون ہو تجھی غم ہو دے
سیری گھر مین تری گھر مین محرم ہو دے

گفتگو اتنی لیے تھی یہ شکایت آمیز
نقض پیمان کی نئی سرسی لکھو دست آویز

یاری غیر سے تا اب بھی کرو تم پرہیز
متوجہ ہوا ادہر کو نگہ لطف آمیز

پہر پری ہو وہی تم پہر وہی دیوانی ہین ہم
پہر وہی شوخ ہو تم پہر وہی پروانی ہین ہم

شاہ

غیر معشوق کا نکلا ہی زبان سی جو یہ نام
نہ برا مانیو اس بات کا شیدا ہی غلام

چھیڑنے کے لیے صاحب کی فقط تھا یہ کلام
حرف حق کہہ سکے یہ واسوخت کو کرتا ہی تمام

دوستی غیر سی واللہ جو منظور بھی ہو
آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی دیکھین اگر حور بھی ہو

تمام ہوا

# صفیر

تخلص ہے سید فرزند احمد صاحب رئیس قصبہ مردم خیز بلگرام کا

شاگرد رشید ہیں شیخ امان علی مرحوم سحر تخلص کے اور

فارسی میں شاگرد ہیں جناب نجم الدولہ دبیر الملک نواب مرزا

اسد اللہ خانصاحب بہادر عرف مرزا نوشہ دہلوی

غالب تخلص کے انکے کلام سے سراپا رنگ طبیعت جناب

شیخ امانعلی سحر کا ٹپکتا ہے طبیعت میں امنگ ہے مضامین کا

نیا ڈھنگ ہے یہ واسوخت جو شامل مجموعہ ہذا کیے گئے ہیں

میر صاحب موصوف کی طبعزاد ہیں فقط

# واسوخت صفیہ

رخصت اے ضبط و تحمل دم فرقت یاد آیا
جی دکھانے کو خیال ستم ایجاد آیا
بیٹھے بیٹھے مجھے اک دن کا سماں یاد آیا
عرض مطلب کو لبوں پر دل ناشاد آیا

در دل این آتش جانسوز نهفتن تا کے
سوختم سوختم این راز نگفتن تا کے

لب فریاد سے کھلے ضبط کا یارا نہ رہا
کشور صبر و تحمل پہ اجارا نہ رہا
کچھ دنوں بھی مری پہلو میں دل آرا نہ رہا
ضبط کس طرح ہو اس درد کا چارا نہ رہا

مست فریادم و خمیازۂ جیحون دارم
جام لبریز از نالۂ مجنون دارم

ولولے عہد جوانی کے غضب ڈھاتے ہیں
جو وفا سے نہیں آگاہ وہی بھاتے ہیں
چھاؤنی خانہ براندازوں کی گھر چھاتے ہیں
بھوک جب آ کے ستاتی ہے تو غم کھاتے ہیں

بوی گل مژدۂ آشوب جنون می آرد
نالۂ بلبلم از پردہ برون می آرد

لب پہ وہ نالہ ہے جو آگ لگا دیتا ہے
دل میں وہ جوش کہ طوفان اٹھا دیتا ہے
یہ وہ غنچہ ہے کہ رستم کو رلا دیتا ہے
اپنے ہاتھوں سے زباں اپنا [illegible] دیتا ہے

شیشہ بر سنگ زند نالۂ مستانۂ ما
شوق را خواب برد از سر افسانۂ ما

ہائے کیا یاد کرین ہم بہی کبہی بیغم تہے
جتنے ساماں تہے آسایش کے کیا کم تہے
دیو آفت کو ہٹا دیتے تہے وہ رستم تہے
اسی مطلع کی او ٹہاتے تہے مزے خرم تہے

شعر ۶
آن نسیمم کہ سر و برگ گلستانم نیست
خانہ زاد چمنم لیک بگل کارم نیست

مدتون ہاتہ سے تہا دور گریبان اپنا
لالے کی طرح نہتا داغ نمایان اپنا
پر سون کانٹے سی الگ رہتا تہا دامان اپنا
مثل سنبل تہا کہان حال پریشان اپنا

شعر ۷
عاشق زلف گرہ گیر نبودم ہرگز
پیش ازین بستہ زنجیر نبودم ہرگز

اپنی آنکہون نے کچہ اور دکہایا مجکو
جیب کا پہاڑنا ہاتہون نے سکہایا مجکو
اپنے پاؤن نے بیہودہ پہرایا مجکو
جو کچہ آیا انہین بد وضعون سے آیا مجکو

شعر ۸
بالب تشنہ جگر سیر بہ آبم دادند
آتشم را بنشانند نہ بہ آبم دادند

ورنہ مین اور یہ ہنگامہ محشر آثار
ورنہ مین اور یہ ہاتہ اور گریبان کی تار
ورنہ مین اور یہ سر اور یہ ستون سے کبہی دیوار
ورنہ مین اور یہ آنکہ اور امید دیدار

شعر ۹
محمل شوق کجا کعبہ امید کجا
شبنم تشنہ کجا چشمہ خورشید کجا

اپنے فولاد سے نے لاکہون کر دے سہ کر
تہک گئے لینے پہ آئی ہمین سب کچہ کہکر
آنسو آنکہون سے چلے سیل صفت بہہ کر
دل لوٹے اور ستے ہونے لگے رہ رہ کر

شعر ۱۰
سرعت برق بود بسکہ در اندیشہ ما
در دل سنگ دود ہم شرر ریشہ ما

اپنا استاد فن عشق لقب ہے اپنا
بڑہ کے فرہاد سے نام اور نسب ہی اپنا
کشور عشق جسے کہتے ہین سب ہے اپنا
قیس دیوانہ کو ہے پاس ادب ہی اپنا

آہ کس ذکر نے پامری سوختون گذر | ہای کیا آگ تھی جو بھڑکی ہے دل کے اندر
آبلے پڑ گئے سینے سے زبان تک یکسر | دیکھون یہ قصہ پر غصہ بیان ہو کیونکر

دیگر از گریہ بدل رسم فغان یاد آید
رگ پیمانہ زدم شیشہ بفریاد آید ۱۷

جسکا آغاز ہویدا اوسکا ہی انجام ہلاک | ایکدن سے لیکے چلا مجکو یہ شوق بیباک
غنچہ سان چپ وش گل تھا گریبان چاک | دیکھی ایک کوچے مین ناگاہ ہزاروں سفاک

پری شیوہ غزالان و زمردم رم شان
دل مردم تہ طرہ خم در خم شان ۱۸

اوسی جمگھٹ مین نظر آیا مجھے اک گلرو | آ گئے جسکے بدن سے گل الفت کے بو
سر سے پاؤن تک وہ سراپا جادو | ماہ رو زہرہ جبین مہر لقا عربدہ جو

خوش قدی لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبی
قاتل رخنہ گری شوخ نگاری عجبی ۱۹

دیکھ لے شکل تو نقشا ہے مرا اور ہوا | اوڑ گئے ہوش تو بیہوشیون کا دور ہوا
عقل گم چشم مین نم دل کا عجب طور ہوا | وہ بھی آگاہ مرے حال سے فی الفور ہوا

یافت از طرز نگاہم کہ گرفتار شدم
کرد از ناز نگاہی کہ من از کار شدم ۲۰

حسن کی عجب طاقت نے دیا مجکو جواب | آنکھیں دیکھیں تو ہوئی چشم تماشا بیتاب
چھڑکا اشکون سے رخ ہوش نے ناگاہ گلاب | بر ملا کہنے لگے عقل کہ او خانہ خراب

با شکر خندہ خوبان نمک یاری نیست
گل این باغ را رنگ وفاداری نیست ۲۱

ہوس خانہ برانداز مگر پھر آئی | بیجا اسی کی دوا ہوس کی خاطر آئی
ولیہ بدلی غم و اندوہ کی جب گھر آئی | یہی توجیہ مرے ذہن مین آخر آئی

عشق را چشم لبالب ز من اسانی نیست
راحتی نیست کہ در جامہ عریانی نیست

۲۲

پھر تو ہم راز مرا شوق ہوس کار ہوا — پھینک کر بار علائق میں سبکبار ہوا
لے نے بیگانی جیسے عشق ملا یار ہوا — دل سے کہنے لگا اکبار جو نا چار ہوا

غالب

اے دل از گلشن امید نشانی بمن آر
نیست گر تازہ گلی برگ خزانی بمن آر

۲۳

چشم بد دور یہ آنکھیں ہو تین جب دم قاتل — سینے میں تیر نگہ کما کے تڑپنے لگا دل
بیخبر عشق سے میری تہا مگر وہ غافل — یا تغافل سے بنایا مجھے مرغ بسمل

غالب

آن کہ نے پردہ بصد داغ نمایانم سوخت
دیدہ پوشید و گمان کرد کہ پنہانم سوخت

۲۴

میں ابھی خوب نہ سنبھلا تھا کہ اندھیر ہوا — ڈوبا خورشید سر شام تو دل ڈوب گیا
نکلا مجمع خوبان پہ پردہ کا بیتا + — تاری گن گن کی سحر تک یہی میں کہتا تھا

حافظ

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست
منزل آن مہ عاشق کش عیار کجاست

۲۵

صبح تک حال وہ تہا جسکا بیاں ہے دشوار — کوچہ گردی پہ ہوا دار و مدار آخر کار
شہر کے خاک جو چھانی تو ملا کوچہ یار — مگر اوس گل کو نہ دیکھا کہ ہو کچھ دلکو قرار

از خود

نعرہ زن بر در جانانہ رسیدیم عبث
پردہ راز دل خویش دریدیم عبث

۲۶

ناگہاں غرفے سے سر اوسنے نکالا باہر — مجکو پہچانا تو ہنسنے لگا وہ شوخ نظر
بولا تم کون ہو کیا کام ہے آئی ہو کدہر — ٹکٹکی بندہ گئے میں نے یہ کہا چلا کر

از خود

ای شوقت زرہ دور و دراز آمدہ ام
از کجا تا بکجا مرحلہ تاز آمدہ ام +

عشق کی جاہی مرے حال پہ آخر لقا ـــ لیکے دل کہتا ہے کیا کام یہان ہے تیرا

آتش ہجر سے جلتا ہون ہمیشہ بدہی بلا ـــ ٹہنڈی گرمی تری آفت ہی مرا جی نکلا

غالب

نیست وقتیکہ بما کاہشے از غم نرسد

نوبت سوختن ما بجہنم نرسد ـــ شعر ۲۸

ہجر نے تیرے مجھے صورت بیمار کیا ـــ عیسے لب کے تصور نے مجھے زار کیا

حال بد بنی طبیبون سے جو اظہار کیا ـــ میری جان نیاز یون سنکے اونکو بھی ناچار کیا

در علاج هر صنم سوخت زغم جان طبیب

رفت چاک دل من تا بگریبان طبیب ـــ شعر ۲۹

چار فقرے دیے جب ہم ہوا وہ ٹہنڈا ـــ شمع کافور تہا پگہلا وہ صنم سرتاپا

پہلے کچھ سوچ کے چار و نطرف او سنے دیکہا ـــ باقی تنہا تھی تو آنکھون مین کہا مجھے کہ آ

بخت بیدار مرا تا بلب بام ببرد

رشک بر طالع من عاشق ناکام ببرد ـــ ۳۰

بام پر نشہ الفت نے چڑہایا مجکو ـــ قابل الفت کے پہ بیزا و نے پایا مجکو

نیچی نظرون سے عجب لطف دکہایا مجکو ـــ کچھ لگاوٹ تھی تو کچھ پیار سے آیا مجکو

ساغر عیش چو بر روی دلارام زدم

سکۂ بوسہ بر خسار طلا فام زدم ـــ شعر ۳۱

قصہ کوتاہ بہت ربط بڑہایا مین نے ـــ کہانا کہایا تو او نہین ہاتھون سے کہایا مین نے

اپنے مطلب کا جو اوس شوخ کو پایا مین نے ـــ دل لبہانے کا پر انداز سکہایا مین نے

چشم جادو وشش گردش نامم گرفت

طرۂ چشم بخشش سلسلۂ دام گرفت ـــ شعر ۳۲

رات دن پہر تو ترقی پہ رہا عشق اپنا ـــ لب بلب شیشہ و ساغر کی طرح رہنے لگا

شہر مین الفت دلبر نے جو پایا شہرا ـــ رشک اغیار کو اس عیش پہ میری آیا

بیٹھکر بولا وہ طناز کہ کب کہتا ہے | پھیر کر منہ کہا مین سنکے یہ مدارا کیا ہے
مین وہی ہون جسے تو شام و سحر بھولا ہے | غالبا خیر جو دل مین ترے آیا وہی اچھا ہے

داغ غم از پردۂ دل رو بقضا می آید
تا ببینم کہ ازین پردہ چہا مے آید
۱۳۹

ای ستمگار جفا کار سپہ پرور دلبر | سفلہ پرور فلک حسن جفا جو دلبر
اوستاد روش نرگس جادو دلبر | رخنہ انداز وفا کافر بد خو دلبر

اے جمال تو بتاراج نظر ہا گستاخ
وے خرام تو بپا پاسئے سر ہا گستاخ
۱۴۰

تجھسے بیدرد سے کسطرح ہو امید وفا | چار دن سے کی تہی یہ سب چاندنی ای ماہ لقا
ابہی سے گئے دن ہوی گی راتین گئین تیسوا | دفعۃً رنگ ترا ای گل خوبی بدلا

تلخ شد عشرتم آن لعل شکر بار کجاست
دلم از کار شد آن غمزۂ بیکار کجاست
۱۴۱

سوچ تو کیسی تہی وہ عہد و پیمان کیا تہا | مجھسے اقرار وفا اسے مہ تابان کیا تہا
رات دن تہی مری تسکین کو سامان کیا تہا | اب یہ کیا ہو گیا اور لگے مرجان کیا تہا

سست عہد و زوضع تو عیانست امروز
ملک حسن تو بدست دگرانست امروز
۱۴۲

یاد ہی کچہ تجھے الیشوخ وہ اگلا انداز | اسطرح کی نہ ادائین تہین نہ ایسا انداز
چار ہی روز مین کچہ اور ہی بدلا انداز | چشم بد دور ہوسے اتنے سرا پا انداز

تا رخ از بادہ گلرنگ برافروختہ
جگر لالہ عذاران چمن سوختہ
۱۴۳

اتنے طینت مین تری نام وفا کا نہ رہا | الیتیم کچہ بہی تجھے خوف خدا کا نہ رہا
مہر کی دہن نہ رہی دہیان ولا کا نہ رہا | آگے جو تجھمین تہا وہ لطف حیا کا نہ رہا

شیدا

نہ حیا سر شکن نرگس جادوی تو بود
شبنم خلد نظر باز گل روے تو بود

نہ وہ باتین ہین نہ وہ وضع نہ انداز ہے
روغن قاز ہے رخ پر ترے یا غازہ ہے
پانون غیرون کی ہین ہر دم ترا دروازہ ہے
رات دن در پہ یہ اغیار کا آوازہ ہے

صبا

از نہانخانۂ عصمت بتماشا کہ خرام
آہوان چشم براہند بصحرا الحرام

کاجل آنکھو نمین ہی اب تمکو حیا سی کیا کام
حرز بازو پہ ہی اب میری دعا سی کیا کام
عطر کپڑون مین ہی اب بوے وفا سی کیا کام
ہوی مسجود جہان خوف خدا سی کیا کام

مونس

مصحف روی تو ایمان جہانی شدہ است
حرف شیرازہ رگ جان جہانی شدہ است

ہو گیا جھوٹہ وفا کا ترے دعوا افسوس
پہلے سے کچہ ترا انداز برا تہا افسوس
ڈوبا بیفائدہ کیا نام وفا کا افسوس
تیری تقریر کا پہلو مین نہ سمجہا افسوس

غالب

تکیہ بر عہد زبان تو غلط بود غلط
کاین خود از طرز بیان تو غلط بود غلط

عشق جس روز ہوا طوق مری گردن کا
رنگ پر آئی طبیعت تو مرا دل سنہکا
اسے پریزاد وسے دن مرا ماتہا ٹہنکا
رابطہ بڑ ہنے لگا چاک سے پیراہن کا

نظام

شعلۂ عشق تو آن روز کہ در جان افتاد
دست را الفت دیگر بگریبان افتاد

اب نہ خدمت کی فقیرونکی کہلینگے لاکہ
نقش ہتب کٹ جلایا کبھی ہم لکھو کر
روتے مسجد مین نہ کس ورضم بہلا کر
باندہے درگاہ مین کس روز نہ چلے جاکر

گل و شبنم بمزار شہدا گشت بلت
نہ شدی راضی دعم دم بدعا گشت بلت

۵۵ — خامشی ای عربده جو پرده در راز خموش / خامشی ای خانه بر انداز و سخن ساز خموش — ترجمہ

مین نے انداز سے باہر جو دہرے اپنے قدم / امتحان کے لیے مین نے جو کیا تم پہ ستم
لطیفہ
تم سی ہان لی تہی مری روٹہی کی کسنے قسم / تمکو وحشت نے لیا ایسا کہ بس کر گئے رم

۵۶ — رنجہ ہشکوہ بہ او چہ سازی خودرا / گوشمالے نہ ہی گاہ بہ بازے خودرا

بہلا اغیار سے کے خاطر ہوتی اسلیے ہم تو / حسن نے کسکے کیا شیفتہ ایسا تم کو
لطیفہ
تم یہ کیا سوچ کے چپ بیٹہ رہی صاف کہو / شوق مین جسکے یہ ہو لو کہ مرا نام نہ لو

۵۷ — ہر کہ ہر دم نظر لطف و کرم داشتہ / چیست کز کوچہ من نفرت و رم داشتہ

مسکرا کر یہ کہا مین نے نہ پوچھو واللہ / بولا ہنسکر بہلا ہم بہی سنین وہ کون ہے واہ
لطیفہ
میری اوس بت پہ نظر ہی کہ وہ ہی غیرت ماہ / کہا مین نے وہ طبیعت ہے مری ہی گمراہ

۵۸ — عاشق طبع خودم مہربان راچہ کنم / کشتہ شوق خودم باز جوان راچہ کنم

اسی معشوق کا عاشق ہوں ہین اشعار غدار / اسی معشوق پر آتا ہے مجہے اکثر پیار
لطیفہ
اسی معشوق کو کسنے مین ہین گلزار / اسی معشوق کی دلجوئیان ہین لیل و نہار

۵۹ — رہبر و یار من این طبع وفا دار منست / طبع من مائل ہر کس کہ شد آن یار منست

رنگ گتی جس سے طبیعت مجہے رکہنا ہی ضرور / تو جو بد وضع ہوا طبع ہوتی میری نفور
لطیفہ
آدمی ہو کہ پریزاد ہو یا ہو وہ حور / لیکن ایسی نہ کہ تجہسی نہ ملون تا مقدور

نادم از وضع خود ای یار اگر خواہی شد / باز یار من و منظور نظر خواہی شد

طبع مین اپنی نہین ترک وفا کا کرنا — لیکن اب تم جو کنارا کرو تو کیا کرنا
ہمین کڑہنا تمہین غیرون کا مدارا کرنا — ہم بہی اب دل جو لگالین تو نہ شکوا کرنا

٦١
راست بر قامت مصر آمدہ پیراہن ہند
یوسفستان بود از رشک چمن گلشن ہند

کچہ نہین حسن مین یکتا تمہین بے مثل نہین — چلو ہم تمکو دکہا دین جو نہو اسکا یقین
ایک سے ایک نرالے ہین جوانان حسین — ماہ رو سیم بدن مہر لقا زہرہ جبین

٦٢
پس نہ پردہ چو رخسار فروزان سازند
خوبرویان جہان را ہمہ حیران سازند

چشم بد دور وہ آنکہین کہ نظر جہک جائے — تیغ مریخ بہی ابرو کی قرین ک جائے
آتشین رخ وہ کہ خورشید فلک پہک جائے — تیر اقصہ تو ہے ماہ لقا چپک جائے

٦٣
حسن این جمع ترا بیخود و حیران سازد
داغ بر داغ نہد سرو چراغان سازد

جب مری گرمی گفتار کی شعلہ زنی — شدت رشک سے اوس شمع کو لب لیے پہنچے
جی مین کچہ سوچ کے بولا کہ مرا دل ہے غنچے — کہا مین لو کہ یہ بیجا ہے تری دلین ٹہنے

٦٤
مسکن زنگ در آئینہ دل مے گردد
چون بہ بینی دل تو سخت خجل مے گردد

یہ سنا اوسنے تو آنکہون مین بہر آئے آنسو — بولا جہنجہلا کے کہ بس بس نہ جلا اب مجہ کو
مین نے دیکہا کہ بہت تنگ ہے وہ غنچہ دہن — گلے لپٹا کے کہا رنج نہ کر اے مہرو

٦٥
سینہ بی درد تو از خنجر غم چاک خوش است
دل کہ خالی بود از مہر تو در خاک خوش است

تو نہین وہ کہ تجہی چہوڑ دے مجہسا عاشق — دوسری پر نہو مائل کبہی تیرا عاشق
لیکن اب سہ نہین سکتا ہے یہ ایذا عاشق — تو ہی منصف ہو اگر کہتا ہو بیجا عاشق

۶۵

حسن پیرایہ دکان ہوس شوان کرد
شعلۂ طور چراغ دل خس شوان کرد

تندزبانی نے مرے دہو دیا جب دلکا غبار
غیر اغیار ہوئے مین ہوا اوس شوخ کا یار

یار سے بھی صفائی ہوئی بس آخر کار
ہو گیا وصل تو جاتی رہی سب وہ تکرار

ردیف

بعد یکچند جو پیوند دل شیدا کرد
ثمر وصل صنم لذت نو پیدا کرد

۶۶

واہ کیا خوب یہ واسوخت لکہا تمنی صفیر
اتنے واسوختون مین کوئی نہین اسکا نظیر

وضع اسکی ہے نرالی تو بیان ہے با تاثیر
بلکہ اسکو یہ کہتے ہین صغیر اور کبیر

غالب

ہندرا رند سخن پیشہ گنا ہے ہست
اندرین دیدہ کین میکدہ آشامی ہست

تمام ہوا

# واسوخت دوم صفیر

۱

اے جنون عالم تنہائی ہے
دل بہی ان روزون مین سودائی ہے
خوف ناصح نہین رسوائی ہے
تیری ہاتون مین توانائی ہے

دم خفا دل سے ہے پریشان میرا
چاک کر چاک گریبان میرا

۲

دہیان آنکہونکو ہے خون باری کا
حوصلہ دل کو ہے اب زاری کا
ڈہنگ ہے رات کی بیداری کا
مشغلہ مجہہ کو ہے پہکاری کا

ہر نفس تار رگ جان الجہے
دونون ہاتہون سے گریبان الجہے

۳

شب وصلت کے حکایت کب تک
روز فرقت کے شکایت کب تک
خلش غم کے نکایت کب تک
تیغ خلوت کے حکایت کب تک

دم ہی الجہے تو رگ جان کے ساتہ
سینہ ہو چاک گریبان کے ساتہ

۴

پھر ہے جب رخ سے نگہ پیاری
شب غم نیند پہ ہے بہار سے
پڑگیا پاؤن مین لنگ بہار سے
رو رہے گئے ٹکٹک مین بدن پہ بہاری

تپ دوری نے جلا مارا ہے
اپنا جو عضو ہے انگارا ہے

سبہا کرتا ہے گردون کی طرح
گردش یا سر مجنون کی طرح

نہین لب سبزہ ہین جیحون کی طرح
اشک سرخ آنے لگے خون کی طرح

آنسو چہرے پہ ڈہلے آتے ہین
سات پردون سے چلے آتے ہین

دل کو سنبل کی پریشانی ہے
جسم پر جامۂ عریانی ہے

داغ حسرت کی فراوانی ہے
مثل گل چاک گریبانی ہے

ہے تمنا جو کسی کے جی مین
بات سب رہتے ہی جی کی جی مین

نہ کوئی زہرہ جبین بہاتا ہے
نہ کوئی لعبت چین بہاتا ہے

نہ کوئے شوخ حسین بہاتا ہے
کوئے انداز نہین بہاتا ہے

عیش کا ذکر نہ وصلت کا بیان
دل ہے اور اسپہ مصیبت کا بیان

وصل کا اب سے ہے سودا کسکو
ستنے نصیبون کے ہے پروا کسکو

حال دکھلاتے ہے اپنا کسکو +
دہیان ہوتا ہے کسیکا کسکو +

ہجر سے ہم چاہتے ہین
نہین واقف سکے ہم چاہتے ہین

دل لگی رہتے تہے کیا کیا پہلے
کیا نکلتے تہے تمنا پہلے +

پاس اوسکو جو مرا تہا پہلے
کچہ دنون اوسنے نباہا پہلے ++

جاگتا تہا جو نصیبہ میرا +
ملک وصلت پہ تہا قبضہ میرا

اب جو دیکہو تو وہ انداز نہین +
سوزش ہے سوز ہے کچہ صدا نہین

لب جان بخش مین اعجاز نہین
سمیدی حسے کا وہان ناز نہین

کسکو دعوی ہے وفا کا اوسنے +
نہین وصلت کا تقاضا اوسنے ++
ترک کیا دل سے ہے اب اپنا اوسنے
صاف صاف اتنوسے کہنا اوسنے

۲۸
یہ بہم سخت ہے سب ہو جائے
اب ادہر ہو کہ ادہر ہو جائے

تمسے امید وفا دارے کیا +
تمسے جان بازون سے عیارے کیا
تمسے دشمن سےکے بہلا یارے کیا
دوست پر مشق جفا کارے کیا

۲۹
نہین اس باغ مین بلبل ہم سے
عین غفلت ہے تغافل ہم سے

وضع دارے بہی بڑا شیوا ہے +
ہمین تسلیم سے کے حاجت کیا ہے
یہ بڑے قسمتون سے ملتا ہے
جو ہے اوستاد وہے کیا ہے

۳۰
سیکہنے کے بہلا کب باتین ہین
کہ خداساز یہ سب باتین ہین

حسن لیے زہرہ لقا چیز نہین
کون کہتا ہے ادا چیز نہین +
شوق آرائشون کا چیز نہین
مثل ان دونون کے نا چیز نہین

۳۱
نہین کچہ اس کی صورت سیکو
کہ پسند آتے ہے سیرت سبکو

ماہ کا حسن وادا اک شب ہے
مہر کا حسن جو قائم سب ہے
رنگ گل صبح جو تہا وہ کب ہے
اسلیئے روز او سے اک تب ہے

۳۲
گورے رنگت پہ تکبر کیا ++
ہوسے صورت پہ تجبر کیا +

خوب انداز ہوئے ہین موضوع
ان جفاؤن کا نہ آگے تہا وقوع
ہمکو یہ ڈہنگ نہین ہین مطبوع
یار دن سے ہوتین یہ باتین شروع

۳۳ ـ

کیسے انداز نکالے تمنے
کب سے یہ ناز نکالے تمنے

ہم تو چاہین تمہین سبحان اللہ
دھیان اپنا ہے نہ عاشق پہ نگاہ

تمکو بد وضعون سے ہے ہر دم ہو چاہ
ہمسے تمسے بھلا کیونکر ہو نباہ

۳۴ ـ

گھر ہے آباد در اندازون سے
سازش ہے تمکو سخن سازون سے

سنے خطرات دن اغیار آتے ہین
اب کچھ سبب ہے نہ او نہین قدر ہین

اونکا جی چاہے جہان سو جائین
ہم جو کچھ بولین تو منہ کے کہائین

۳۵ ـ

دوست کے قدر نہین جانتے آپ
آدمی کو نہین پہچانتے آپ

سنکے یہ کہتے ہین کیا شوخی ہے
تمکو کیا کام یہ اپنا جی ہے

ہان سبھی ہان اسمین پسند اپنی ہے
بس یہی بات سبھی چڑکی ہے

۳۶ ـ

اونکو کاہیکو گلہ ہے صاحب
پوچھ لو اپنے ہی جی سے صاحب

جس پہ سب چاہتا ہے مرتے ہو
مجھپر الزام عبث دہرتے ہو

رات دن نام رٹا کرتے ہو
آہین بیفائدہ کیون بھرتے ہو

۳۷ ـ

مطلب اس بات سے آخر کیا ہے
اپنا دل اپنی خوشی سے پھر کیا ہے

دل مین رہے دھیان ہمارا سب جھوٹ
زلف پیچان کا ہے سودا سب جھوٹ

عشق صادق کا ہی دعوے سب جھوٹ
روز تم کرتے ہو نالہ سب جھوٹ

رنگ اپنا یہ جما کیا ہے
فقرے بازونکا ٹھکانا کیا ہے

٣٨

آپ جو کرتے ہیں اکثر فقرے | سامرے کے ہوتے ہیں فقرے

نہیں چلنے کے یہ مجھپر فقرے | اور ونکو دیجیے جا کر فقرے

وصل دم دم میں ہیں لاتے کیا خوب

آپ مجکو ہیں بناتے کیا خوب

٣٩

واہ رے سحر بیانی کے ڈھنگ | شاعرے آپ کی یان ویکی نہ رنگ

خیر ہے خیر سے کیسی ہی جنگ | بس نہ مجھ سے کیجیے ناحق کو نہ تنگ

مجکو منظور یہ تکرار نہین ++

ایسی باتون سے سروکار نہین

٤٠

وضعداری کا اگر دعوے ہی | ہے یہ بیجا نہ رنجش کیا ہے

ابتو کچھ اور ہی ڈھب بہاتا ہی | رنگ کچھ اور طبیعت کا ہے

زندگی سے نہ خفا ہو جاؤ ++

اچھا بس مجکو نچا ہو جاؤ +

٤١

یار عیار کے ایسے تقریر | کبھی اولٹے کبھی ٹیڑھی تقریر

کیا موثر ہو کسی کی تقریر ++ | کیون نہ بیکار ہو اپنی تقریر

بھاگے وہ ہم اوس سے جامین کب تک

اپنی جانب سے نباہین کب تک

٤٢

کیون نہ ان باتون پہ پڑھیے لاحول | اب صفائے کا نہین ہی کچھ دل

وہ یہ کہتا ہے تو اچھا ہے یہ قول | ہم سے معشوق نکالین وہ سنہ دل

قد ہو جس شوخ کا بالا سب سے

حسن جسکا ہو نرالا سب سے

٤٣

اسکو فقرہ نہ سمجھنا قبلہ ++ | قسم کہتا ہون سچ ہے واللہ

آج سے دیکھا ہے اک غیرت ماہ | چشم بد دور عجب حسن ہی واہ

پتلے آنکھوں کے پڑے آنے نظر
چشم نرگس نظر سے آنے نظر

شوخ طناز قیامت چالاک — معدن حسن و لطافت بیباک
وہ جو اُسنے کرد و عالم ہون ہلاک — سنئے انداز نرالے پوشاک

۴۵
ختم ہے حسن و نزاکت اوس پر
بانکپن اور قیامت اوس پر

رگ جان خنجر ابرو کا ٹے — راہ کو اسنے گیسو کا ٹے
وہ اودہر زلف سمن بو کا ٹے — دست افسوس ادہر تو کا ٹے

۴۶
اوسکے کنگھے سے پریشان تو ہو
دیکھے وہ آینہ حیران تو ہو

کہوے وہ بال تو ہو تجکو وبال — وہ چلے چال تو ہو تو پامال
غازہ گالون کا ترے اوسکا اوگال — خاک پا تجکو ہو سرمی کی مثال

۴۷
تجھسے وہ بت نہ خبر مطلق ہو
رنگ تیرا اسے محضل فق ہو

کیا سخن ساز ہے وہ سحبان — فقرے فقرے سے ظرافت ہے عیان
جب جو ہو مصلحۃ غنچہ دہان — لاکہون انداز ہون اوسمین نہان

۴۸
حسن گفتار تبسم اوسکا
شرح اوسکی ہے تکلم اوسکا

عید ہوتی ہے جو آملتا ہے — وصل ہوتا ہے مزا ملتا ہے
کیف آنکھون کو سوا ملتا ہے — لطف ہاتہون کو جدا ملتا ہے

ایک اک عضو جو ہل جاتا ہے
غنچہ امید کا کہل جاتا ہے

۵۵

مجکو یہ ناز نہین بہاتا ہے
کوئی انداز نہین بہاتا ہے

اب مصیبت نہ اوٹہائیگا صفیر
اب فریب ایسا نہ کہائیگا صفیر

اب نہ اس دام مین آئیگا صفیر
اب کہین اور سے جائیگا صفیر

تمکو اغیار مبارک صاحب
ہمکو وہ یار مبارک صاحب

تمام ہوا

## عرش

تخلص ہے جناب سید حسن عسکری عرف
میر کلو صاحب کا خلف الرشید ہیں جناب
ملک الشعرا بلبل ہند میر محمد تقی صاحب کے پوتے
میر تخلص کے صاحب دیوان ہیں شاگرد ہیں اپنے
والد مرحوم کے بعد اونکے پھر کسیکے شاگرد نہیں ہوے
فقط انکو اپنی طبیعت سے مشورہ رہا
مولد اور مسکن انکا لکھنؤ ہے مرد قانع فیاض
باخدا ہیں طبیعت کی جودت اور ذکاوت فہم خداداد

شعر

وحشت دل نے یہ حالت مری پہونچائی ہے
کہ ہر اک شخص مجھے جانتا سودائی ہے
پانو مین آبلے ہین بادیہ پیمائی ہے
دل وحشی ہے مرا آہوے صحرائی ہے

اب جو اے غیرت لیلے نہ تجھے پاؤنگا
بید مجنون کے تلے جیسے گڑ جاؤنگا

شعر

کونسا شہر ہے جس مین مرا چرچا نہوا
کونسا دشت ہے جو اشکون سے دریا نہوا
کونسا خار قدمبوس کف پا نہوا
کونسا پیچ نصیب دل شیدا نہوا

فرق آجای نہ کیون صبر و شکیبائی مین
کوئی ہمدرد نہین عالم تنہائی مین

شعر

ای پری اب دل دیوانہ یہ گھبراتا ہے
بات کرتا ہون تو دل منہ کو چلا آتا ہے
رنگ رخ ہوش کے مانند اڑا جاتا ہے
ہر نفس سینہ سے پیغام اجل لاتا ہے

کشتۂ وصل ہے فرقت مین کوئی بچتا ہے
دم نکل جائیگا اکدم مین یہ غل مچتا ہے

شعر

رنگ اک روز نیا وحشت دل لاتی ہے
شام سی صبح تلک نیند نہین آتی ہے
صبح ہوتے ہے تو شوق ہوتی مری جاتی ہے
دل یہ کہتا ہے کہ اب جان حزین جاتی ہے

جتنے احباب ہین تدبیر کفن کرتے ہین
اسطرح جیتے ہین سب کہتے ہین اب مرتے ہین

شعر

آپ کہتے تھے کہ ہے ہمکو بھی الفت تجھسے
صاف ہی رہتا ہین آئینہ کی صورت تجھسے
وہ گھڑی بھلی پہلے سے طبیعت تجھسے
بات کا تجھسے مزا ہے نہ راحت تجھسے

یا تو اب برسون ملاقات نہین ہوتی ہے
اور جو دیکھا ہے تو پھر بات نہین ہوتی ہے

شعر

جانتے تھے کہ مرا عاشق شیدا ہے یہ
جان دیتا ہے اتنی صاف یہ مرتا ہے
منہ سے کہہ مطلب دل کہنے سے شرماتا ہی
اسی تجھسے یہ کے ای یار تماشا ہے یہ

تو سمجھتا ہی جو تھی مجکو محبت ہے تجھے
حرکا قون سنی تری ہو گئی نفرت ہے تجھے

قصہ کوتاہ اگر اب بھی ہی منظور وصال
نہ کسی حور کا دہیان مجھے اب تک آدمی کا خیال

نہ کوئی رنج ہی صاحب کو نہ بندیکو ملال
رشک جنت ترا گھر حور بھی ہی اک تمثال

تری آئینہ رخسار کا حیران ہی عرش
تو سلیمان ہی ترا تابع فرمان ہی عرش

تمام ہوا

# عیش

تخلص ہے منشی شیخ فدا علی عرف اچھو صاحب کا
خلف الرشید ہیں شیخ منور علی صاحب مرحوم کے
اور نواسے ہیں محمد علیخان صاحب مغفور عرف
شیخ فقیر صاحب مرحوم کے رئیس لکھنؤ اور شیوخ
اعظم لکھنؤ سے ہیں مولد اور مسکن انکا اور انکے
بزرگون کا ہمیشہ سے شہر فیض بہر لکھنؤ ہے
صاحب دیوان ہیں شاگرد رشید ہیں میر عرش صاحب کے

# واسوخت
## عیش

۱
آگے یہ وضع نہ تھے آگے یہ انداز نہ تھا
یہ نزاکت یہ غرور اسکے نہ تھے ناز نہ تھا
شوخ و عیار نہ تھا مفسدہ پرداز نہ تھا
جز مرے کوئے ترا مونس و ہمراز نہ تھا
فکر آرایش تن آٹھ پہر تھے نہ تجھے
عاشقی کہتے ہیں کسکو یہ خبر تھے نہ تجھے

۲
اب تو کچھ نام خدا ہیں تری انداز عجیب
نکلے ہم غیر کے سولی ہوی جاگی ہیں نصیب
دور ہر وقت جو رہتی تھی وہ رہتی ہیں قریب
کیا اسی دن کی لیے تجکو بنایا تھا حبیب
کچھ غرض تجکو نہ پہلے سے تھی دل ازاری سے
وضع سادی سے تھے نہ آگہ تھا طرحداری سے

۳
دھانے اکدن نہ رنگا جاتا تھا گرا آگی
رشک ارژنگ نہ دیواریں تھیں اس سے پہلے
کب پڑے رہتے ستے تھے ہر وقت گلابی پردے
شیشہ آلات نہ تھا اور نہ یہ گلدستے
چادر اس طرح نہ پہنو لونین لیے رہتی سے
[illegible]

کب غبار رہ قدم دلکو مرے ملتے تھے
نکلے اسطرح سے فقرہ زبان ملتے تھے

ہم کا ناک مین تکا تھا ہمیشہ آگے — جوڑا بہاری کبھی اسطرح نہ پہنا آگے
دلبری کی نہ یہ سامان سے مہیا آگی — تہا نہ یون ہونٹون اعجاز مسیحا آگے

پیش ازین قتل نہ عشاق جہان ہوتی تھے
خون ہر دم تری کوچہ مین کہان ہوتی تھی

وہ بھی دن یاد ہین ای سیم بدن مہر لقا — دست گستاخ نے جب وصل کا کچہ قصد کیا
ہای کس ناز سے اوسوقت یہ تو کہتا تہا — بس الگ دور رہو شامتین آئین نہ ذرا

اب وہ ہے ہم ہین کہ ہروقت ہے پردا ہم سے
واہ جی خوب محبت کو نباہا ہم سے

پان دکھلا کی ہمین غیر کو دیتا ہے تو — خون ہم تہوکتے ہین آنکہون نہین آتا ہی لہو
فرق آتا نہین الفت مین کسی دن سے مو — صبح اغیار کے ہوتی ہے ہماری برو

پہلوی غیر مین بیٹھا تجھے ہر دم دیکھین
کیا قیامت ہے کہ یہ ظلم و ستم ہم دیکھین

نہین بہتر ہین یہ کردار کیے دیتی ہین — رنج دیتے ہین یہ اطوار کہے دیتی ہین
اس مین چل جائیگی تلوار کہی دیتی ہین — خون ہو جائینگی دو چار کہے دیتی ہین

دیکھ لینا جو دکہای گا تپاک آخر کو
گلشن حسن مین اوڑ جای گی خاک آخر کو

سچ تو یہ بات ہے معشوق بنایا ہمنے — جو نہ بتلانا تہا افسوس بتایا ہمنے
ناز و انداز زمانے کا سکہایا ہمنے — کچہ ثمر اپنے ریاضت کا نہ پایا ہمنے

ناز و انداز بتا تجہکو جو ہاتھ آیا ہے
تیری پاپوش کے صدقے ہی یہ سب پایا ہے

میری چاہت سی حسین ہوا تو مشہور
بن گیا حسن مین تو رشک پری غیرت حور

میں نے سکھلا دیے معشوق کی ساری دستور
کچھ شکایت نہیں کی شبہہ ہمارا ہی قصور

بیچ دیتا ہے مال اسلیے ملاقاتون کا
دیکھو اچھا نہین انجام بری باتون کا

یہ نہ سمجھو کہ محبت کا مجھے پر ہے مدار
ہاتھہ آتا نہین معشوقون کا ایسا دشوار

اجی لاحول و لا آپ سی ہین بیس ہزار
وضع کی پاس سی لیکن ہے یہ سارا انکار

لوگ شائق ہین اسیے ہم سی گنہکارون کے
روز پیغام چلے آتے ہین دلدارون کے

غیر سے رسم بڑہانے کا عبث ہے انکار
مجکو ہر روز گئے جاتے ہین پرچی دو چار

آج کل شہر کا مجھسے ہی تعلق اخبار
بندہ پر حال نہین آپکا مخفی زنہار

کیا کہین تم سے کہ ہر روز کہان جاتی ہو
خوب معلوم ہے چھپ چھپ کی جہان جاتی ہو

خفیہ خط غیرونکی دنرات چلے آتی ہین
جسکو جی چاہتا ہے آپکا بلواتی ہین

ہمسے چھپ چھپ کی جواب اونکی لکھی جاتی ہین
جھوٹہ پہر آپ مری سر کی قسم کہاتی ہین

جب یہ صورت ہو یقین تو سلیے کیونکر آئے
اب جو قرآن بہی اوٹہا لو تو نہ باور آئے

آپکو آتی ہین ہر روز رقیبونکے پیام
خود غرض ہو تمہین خود غرضونسی ہر وقت ہے کام

بس اجی اسلیے ملاقات کہ بندی کا سلام
تم نہین جانتے دنیا مین وفا کسکا ہے نام

محفل دہر مین ہر شمع صفت دہتے ہو
دل مین جل جاتے ہو جب نام مرا سنتی ہو

تمکو الفت نہین منظور تو اچھا اچھا
بچ گیا ذلت و رسوائی سی ہی شکر خدا

للہ الحمد گنہگار ہے سستا چھوٹا
داغ دل پر نہ ہوا ای بت مہرو تیرا

چھٹ گئے ہم غم تنہائی کی اب صدمی کا
فارغ البال ہوئی گیسوؤں کی سودی سی

یاد ابرو ند ستاد گی مجھے صبح و مسا
دل دیوانہ ہوا زلف کی بیندی سی ہا

مر گئے کاٹ کے اسپغ کربالسی گلا
مرض ہجر کی دی حق نی مجھے خوب دوا

دہو کی دی کی نذری نرگس شہلا مجبکو
یرقان عشق میں آنکھو نکے نہو گا مجبکو

دہیان بہی دل کو نہ آئیگا صفائیکا ترے
خوف ہوگا نہ ذرا مجکو لڑائیکا ترے

رنج ہوگا نہ اچہائی نہ برائی کا ترے
غم کرینگے مری با پوش جدائی کا ترے

زندگی چین سے ہر وقت بسر ہووےگی
عیش میں رات تو عشرت میں سحر ہوویگی

اب جو غمناک ذرا پاتا ہون اپنے دل کو
رنج ہوتا ہے تو سمجہاتا ہون اپنے دلکو

سیلو میں جاتا ہون بہلاتا ہون اپنی دلکو
راہ پر دیکہنا لے آتا ہون اپنی دلکو

لکہنو میں ہیں ابہی شوخ ستمگار بہت
مگر عشاق بہت ہمکو دل ازار بہت

چہوٹتا حسن پری سے کا بہلا کب لیکا
تو تو کیا تیرے فرشتون نے نہ دیکہا ہوگا

آج کہتا ہون وہ معشوق کیا ہی پیدا
سرو قد غنچہ دہن سیم بدن مہر لقا

لطف ملتا ہے محبت کا ہمین باتون مین
جشن اوڑتی ہین شب و روز ملاقاتون مین

وہ فر حسن مین ہے فرد بت ماہ لقا
ہفت اقلیم مین کوئی نہین ثانی اوسکا

شکل آئینہ ہے نقاش ازل کو سکتا
خود حسین دیکہنے آتی ہین اوسی صبح و مسا

جہگڑے رہتے ہین ہر دم ستم ایجاد و ستگے
تخت اوڑتے ہین مرے گہر میں پریزادونکے

قد موزوں وہ قیامت کہ خجل سرو چمن ۔ رشک مہتاب ہے اوسی مہ کے جبیں روشن
گیسوی یار ہیں قیمت شکن مشک ختن ۔ زہر کھاتے ہیں اوسی زلف سیہ سے ناگن
پیچ کھائے صفت آئینہ قفا ہو جائے
دیکھے اوس کاکل مشکیں کو تو سودا ہو جائے

کان اصداف یم حسن سے ہیں اکثر ۔ اوسکے اوصاف ہیں امکان سے میری باہر
کاٹ سے خنجر ابرو میں غضب ہیں جوہر ۔ دیکھیے نوک مژگاں تو ٹپک ہو جگر
اک چمک درد کے ای رشک قمر تجہ میں رہے
خلش نوک مژہ آٹھ پہر تجہ میں رہے

آنکھ وہ جس سے کہ آہو کی خفت آنکھ چرائے ۔ باغ میں نرگس بیمار کو سکتا ہو جائے
وصف بینی سے ہر اک دم مرا دم رک جائے ۔ تو اگر ناک ہے رگڑے تو نہ وہ پاس بٹھائے
بلبلیں دیکھ لیں تو دور ہوں گلزاروں سی
خار گذرے سمجھے دوں پھول سی رخساروں سے

برگ گل سی ہے سوا ہیں لب نازک اوسکے ۔ رشک سی ہونٹھ چبائے جو اونہیں تو دیکھے
در دنداں نے مقابل نہ کبھی ہوں ہیرے ۔ وصف اوس چاہ زنخداں کا جو مجھ سے پوچھے
جان شیریں تو اب ہے کہونے لگی رو رو کر
گر پڑی جا کے کسے چاہ میں اندھا ہو کر

نظر اوس مست کا آنسے جو صراحی سا گلا ۔ اپنے ہاتھوں نے گلا آپ تو کاٹے اپنا
دوش سے صاف عیاں مہر درخشاں کی ضیا ۔ ساعد اوس گل کے ہیں غیرت دو شاخ طوبی
اوس کلائی سے مہ نو کے کلاے پہر جائی
پنجۂ مہر دم زور نمائی کھس جائے

ہاتھ اوسکے جو سر دست سے آئیں نظر ۔ کف افسوس ملے دیکھ کے تو آٹھ پہر
چوم کر ہاتھوں کو لے اوسکی بلائیں گوہر ۔ انگلیاں شمع منور سے زیادہ بہتر

اوس صنم کو تو خدا آنکھ ہو سے سمجھے
کف روشن کو یقین ہے ید بیضا سمجھے

چھاتیان دیکھ سکے اوس گل کے یہ کہتے ہین | نور پیدا ہے شجر حسن کے یہ دو ہین ثمر
نرم و شفاف شکم دیکھ لے اوسکا اگر | پیٹ پکڑی ہوی پہرتا پہرے مہ در بدر

عرق شرم و خجالت مین بھگو دے تجھکو
ناف گرداب تحیر مین ڈبو دے تجھکو

شبہ تو سر مین وسکی ہین اصل علے | کمر یار کا کچھ حال نہین ہے کھلتا
وہم یا تار نظر یا رگ گل یا عنقا | ہے محل شرم کا اندام نہانی کی ثنا

اور کیا اسکے سوا کیجے مدحت اوسکے
دو ہلال ایک جگہ دیکھے ہین قدرت اوسکے

نرم رانین بت مہرو کی اگر تو دیکھے | رشک سی ایک سبب پہلو نہ قرار ہی سمجھے
سنہ ہے کیا آئینہ کا اوس سی جو سر پکھہ ہوے | پنڈلیان دیکھ لے تو صورت ماہی بیٹھے

پاون چومی کف پا دیکھ سکے اوسکے رو دی
ناخن غم تری چہرے سکے یہ روحت کھودے

الغرض حسن مین بی مثل ہے وہ تازہ جوان | نازک ایسا کہ جسے بوی گل تر ہے گران
چاہتا ہی مجھے دل سی وہ مرا سرو روان | آدمی روز جنب کے لیے آتا ہی یہان

شمع رخسار کا اوس گل کی مین پروانہ ہون
وہ پریزاد اگر ہے تو مین دیوانہ ہون

مین کبھی وزا گر اوسکے مکان پہ نہ گیا | آپ گھبرا کے چلا آتا ہے وہ مہر لقا
پوچھتا ہے کہ سبب کیا تھا نہ آنے کا بھلا | حسن کے کیسی طبیعت تہی نصیب اعدا

کیا کہون آج جو کچھ صدمہ فرقت دیکھا
للہ الحمد لتیین آپکے سلامت دیکھا

اوسکے تلوون کی برابر نہ تراستہ ہو کبہو
چاندنی عکس سے رخسار کی چمکی ہر سو

سامنے آئی شب تار مین گر وہ مہرو
پہلے ہو جاتی ہی بہچک دیکہکے بہر بولی تو

نام دنیا سے شب تار کا ناپید ہوا
بہر عیان معجزۂ رجعت خورشید ہوا

وصل محبوب سے پاتا ہی مرا دل آرام
تنگ آغوش مین لیتا ہون جو با ناز تمام

بہول کر بہی نہین ہوتی کبہی رنجش کے کلام
سسکیان بہر کے یہ کہتا ہی وہ نازک اندام

مجہکو تکلیف ہو خوش اپنا دل زار کرو
واہ صاحب مجہے اسطرح نہ تم پیار کرو

یار تو فضل الہی سے ملا رتبہ شناس
دور رہتے ہین مری پاس سے اسباب ہراس

اوس سے ملتا ہی شب وصل مجہی لطف مساس
روز گلچہری اڑا کرتی ہین اب لے وسواس

اپنے پہلو سے نہین اوسکو جدا کرتا ہون
لب بلب شام سے تا صبح رہا کرتا ہون

اب تری طرح سے ہم ناز بتائینگے اوسی
تو بہی حیران ہو وہ معشوق بنائینگے اوسی

دلربائی کے سب انداز سکہائینگے اوسی
تجکو پہلو سے اوٹہائینگے بٹہائینگے اوسی

شعلۂ حسن پری آگ لگا دے تجکو
تو سہے با تو نہین ہنس ہنس کی رلا دی تجکو

سامنے تیری بٹہا کر مین اوسی پیار کرون
روبرو تیری مزے وصل کے ساری لوٹون

تجکو دکہلا کے اوسی تنگ مین آغوش مین لون
وہ لڑی تجہ سی مری سامنی اور مین خوش ہون

گالیان دی لب شیرین سی تجہی مین دیکہون
ماری اپنے کف رنگین سی تجہے مین دیکہون

گر میان مجہ سی کری خوب وہ رشک مہتاب
سامنی اوسکی تجہے آتی ہوئی آئی حجاب

سینہ مین آتش غیرت سی ترا دل ہو کباب
شیب سی بڑہ کی نظر آئی ترا حسن شباب

طالب موت ہو تو زیست سہی نفرت ہو جائ
اب جو صورت ہی مری یہ تری صورت ہو جائ

۵۴۳
ایکدن چل کے ذرا دیکھہ تو آؤ اوسکو
اوسکی تم بات سنو اپنی سناؤ اوسکو
گھر مین دعوت کرو مہمان بلاؤ اوسکو
پیار سے جا کے گلے اپنے لگاؤ اوسکو

دیکھو تو کیسی ہین مرغوب ادائین اوسکی
میری خاطر سے ذرا لو بلائین اوسکی

۵۴۴
سامنے میری وہ دشنام سنائی تجکو
شمع کی طرح سے محفل مین جلائی تجکو
بغلین جھانکی نہ کوئی بات بن آئی تجکو
پاس سے اپنی بہت دور بٹھائے تجکو

آرزو مند رہے تو نہ کبھی بات کرے
اوسکی پاپوش بھی تجسے نہ ملاقات کرے

۵۴۵
مجسے رہتا ہے ہم آغوش مرا با دغدار
گل نرگس سی رہتا ہون ہمیشہ سرشار
بام پہ خوب شب ماہ مین تجیا ہے ستار
گلشن حسن کی مین لوٹتا ہون خوب بہار

دین و دنیا کا ہے سب رنج فراموش مجھے
چاہتا ہے وہ پریزاد دم و ہوش مجھے

۵۴۶
ہاتہ سے اپنی عطا کرتا ہے وہ جام شراب
آتش رشک سی دل غیر کا ہوتا ہی کباب
[illegible] دی ہی سکے پلاتا ہی مجھے بادہ ناب
تا سحر شام سی رہتا ہو نہین اوسکو خواب

وصل رہتا ہے شب و روز مہیا اوسکا
وہ مرے نام کا عاشق ہے مین شیدا اوسکا

۵۴۷
پہلے تو رونے لگا سنکی وہ میری گفتار
کون ہے میرے سوا اور تمہارا دلدار
پھر لگا کہنے محبت سے بہت [illegible]
ایڑی چوٹی پہ اوتارون اوسی [illegible]

غصہ تا چند ہمین اپنے قدین آنے دو
آؤ ملجاؤ بس اب دور کرو جانے دو

۱۴۸

کہتے سنتے نے کیا یارون سے مجکو مجبور
بخدا مجکو بدل ستے ہے الفت منظور
یا در کہو یہ دراندازونکا سارا ہی فتور
منفعل آپ ہون مین عفو کرو میرا قصور

چلو درگاہ ابہی چل کے قسم کہاؤن مین
ہاتہ رکہو الو علم پہ جو کہین جاؤن مین

۱۴۹

صاف ہو جاو اجی تمکو مری سر کی قسم
صورت شیر و شکر اب رہین گہل ملکہ ہم
ہاتہ ہم جوڑتے ہین دور کرو رنج و الم
کوئے معشوق پہ کرتا نہین یہ جور و ستم

ہمکو بیٹہے جو گلے سے نہ لگا سے ہمکو
ہمکو ہے سہے کرسے جواب نہ منا سے ہمکو

۱۵۰

عیش اسطرح جو کی یار نے مجسی گفتار
شکل آئینہ ہوا صاف گیا دل سی غبار
آگیا رحم نہ کی ہین سے نے زیادہ تکرار
اب وہی ہین ہمین وہ وہی ہی بوس و کنار

خانۂ دل مین اوسیطرح سے آبادی ہے
غیر روتے ہین نصیبونکو ہمجسے شادی ہے

تمام ہوا

# عاشق

تخلص ہے مرزا محمد مرتضیٰ صاحب عرف مچھو بیگ کا
خلف الرشید ہیں مرزا چھو بیگ صاحب بانکی کے
اور خویش ہیں محمد مصطفےٰ خان مرحوم صاحب
مطبع مصطفائی کے شاگرد رشید ہیں مرزا مہر علی خان
نسیم دہلوی مرحوم کے صاحب دیوان
ہیں طبیعت عاشقانہ رکھتے ہیں شاعر
خوش فکر ہیں یہ واسوخت جو درج مجموعۂ
ہذا ہے انہیں کا تصنیف فرمایا ہوا ہے

سلہ

دوستو درد محبت کا بیان کرتی ہین
بیوفاؤن کی عنایت کا بیان کرتی ہین
ہمدمو صدمۂ فرقت کا بیان کرتی ہین
صاجبو اپنی مصیبت کا بیان کرتی ہین

رازِ الفت نہین عاشق سے چھپایا جاتا
ناک مین دم ہی بس اب غم نہین کھایا جاتا

سلہ

کیا کرین سینی مین اب گھٹنی لگی جان حزین
اس کدورت سی صفائی کا نہین ہمکو یقین
رنج سہنے کی دلِ زار کو طاقت ہی نہین
خیر بنتی نہین اونسی تو بگڑ جای کہین

روز کے قصے بکھیڑی سی فراغت ہوجای
جان اس رنج سی چھٹ جای تو راحت ہوجای

سلہ

روز کی کوفت اوٹھائین ہمین لالچ کیا ہے
ہان مگر ایک خیال اور بھی یہ آتا ہے
رنج سرپیچ کی کیون مول لین کچھ سودا ہی
منہ پہ کہہ آئین دو ٹوک جو کچھ کہنا ہے

وہ بگڑتی ہین تو خود چل کی بنائین اونکو
اک ذرا دیکھین تو جیسین یہ سنائین اونکو

وہ

وہ بھی کیا دن تھے کہ گرم آپکا بازار تھا | کوئی دیوانہ و وارفتۂ رفتار تھا
زلف زنجیر تھی پر ایک گرفتار تھا | حسن یوسف تھا مگر کوئے خریدار تھا
اب جو یہ چاہنے والی ہیں کہاں تھی آگی
اب جو انداز نکالی ہیں کہاں تھی آگی ۵۵

کیا یوہیں ہوتا تھا غمازی کہنی کا یقین | ترش رو تم بھی یوہیں رہتی تھی تم چین بجبین
یون ہیں بگڑی ہوئی تیوری لیئے ہیں تھی تم ہین | اتنا بتلاؤ جو کہتے ہیں یہ سچ ہی کہ نہین
سنہ تھتھائی ہوئی کیا یوہیں سدا رہتی تھی
اجی ناخوش نہو کیا یوہیں خفا رہتی تھی ۵۶

غیر آوازی یوہیں راہ مین کستی تھی کبھو | ہم سدا دیکھنی کو یوہیں ترستی تھی کبھو
آتش رشک سی کیا یوہیں جھلستی تھی کبھو | کیا اسی طرح سی انگاری برستی تھی کبھو
یہ چلن کب تھا یہ تھی چال ہماری کسدن
چاہنی والی تھی یون جان سی عاری کسدن ۵۷

یوہیں میلا سا لگا رہتا تھا دروازی پہ | یوہیں چلمن میں پڑی رہتی تھی تم آٹھ پہر
بھی انداز تھی کیا یوہیں کھلا رہتا تھا در | باتیں کر آتی تھی غیر دِیسی یوہیں چھپ چھپکر
ہماری کہانی کا بھی طرز ہر اک بات میں تھا
لطف صحبت یوہیں ہر روز ملاقات میں تھا ۵۸

وعدی ہوتی تھی یوہیں رات کا دن چھپکی شام | آنکھیں آنکھ یوہیں چال کی کرتی تھی کلام
کان ہیں باتی تھی کسی بھیجتی یوہیں پیغام سلام | خوش ہو جیسی ہو بس خوب یہ اس سی کیا کام
ٹھنڈی ہی دل تھی یوہیں ہوتی تھی بڑی گرمی سے
سیدھی باتیں یوہیں کرتی تھی ہٹ دھرمی سے ۵۹

زہر لگتی تھیں یوہیں کہتی ہماری باتین | رنجش آمیز یوہیں ہوتی تھیں ساری باتین
آگ کاہی کو تھیں اس ڈھب کی تمہاری باتیں | اتنی تھیں سو سخت ہیں ہماری [illegible]

١٥

ایک وہ دن تہا کہ ہم ساتہ رہا کرتی تہی — ساتہ سایہ کے طرح سے دم بہر نہ جدا کرتی تہی
دم بدم لطف و عنایات سوا کرتی تہی — غیران باتون ہی کیا کیا نہ جلا کرتی تہی

اسقدر بادۂ غفلت کی کبہی جوش نہ تہی
تمہین یاد ہی ہم تمکو فراموش نہ تہی

١٦

میرے بیجان تم ہی تہی عاشق کی کبہی عاشق زار — آدمی آتا تہا دن بہر مین بلانے سو بار
گر دبہرے تہی جو پڑتی تہی کبہی ہم بیمار — یہ اوس آغاز کا انجام ہوا آخر کار

وہی ہم ہین کہ نہ اگلی سی محبت نہ وہ چاہ
آنکہ طوطے کے طرح پہیر لے اللہ اللہ

١٧

اک وہ دن تہا کہ نہ تہی نام سی رنجش کی خبر — عیش و عشرت کی سوا دل مین نہ تہا غم کا گذر
کچہ عجب لطف محبت نی دکہایا تہا اثر — شام سی پیار ہی کی باتو مین ہوتی تہی سحر

باہم اس طرح سے دن رات بسر ہوتی تہے
ہای کس لطف سی اوقات بسر ہوتی تہے

١٨

بہول چوکی جو کبہی ہو بہی گئی کچہ خفگی — جی ہلی چین نہ آتا تہا تمہین چار گہڑی
رنج بہلانے کو ہر بار زبان پر تہا یہی — کیو نجی کیا روٹہ گئے آنکہ ملاؤ تو ذری

وہ جبلے وہ بگڑنا ہی خدا خیر کرے
ہر گہڑی ناک پہ غصا ہی خدا خیر کرے

١٩

مجہسی الفت ہی عداوت ہی خدا شاہد ہی — میری ہر بات شکایت ہی خدا شاہد ہی
لب پہ نام آفت ہی خدا شاہد ہی — مجکو اس بات سی نفرت ہی خدا شاہد ہی

دل لگی کی ہی کوئے بات ہوئی روٹہ گئی
ابہی ہنستی تہی گہڑی بہر مین ابہی روٹہ گئی

٢٠

اسقدر بہی نہین انسان کو زیبا ہی غرور — اپنی نزدیک بہت جانتی ہین آپ کو دور
عقل تہوڑی سی کہین مول لو سیکہو شعور — آپ کی غمزہ بیجا ہم اوٹہائین کی ضرور

منہ لگانے کا یہ ثمرہ ہے اسکے توبہ
کیا برا کام ہی توبہ ہے اسکے توبہ

۲۱ه

خود سی باہر ہوئی جاتی ہین یہ اللہ کی شان
آپ ہی مین نہین آتی ہین یہ اللہ کی شان

گر میان ہمکو دکھاتی ہین یہ اللہ کی شان
اولٹی ہم تمکو مناتی ہین یہ اللہ کی شان

فصدین جاکر کہین کہلواؤ ذرا ہوش مین آؤ
بس بس اتنا بھی نہ اتراؤ ذرا ہوش مین آؤ

۲۲ه

قہقہہ مارکے کہنا کبھی سودا ہی چہ خوش
طرفہ قصہ ہی یہ غصہ ہی نرالا ہی چہ خوش

مردوی خیر ہی بیکار بگڑتا ہی چہ خوش
دیکھنا دیکھنا منہ کیسا بنایا ہی چہ خوش

شکل بنواؤ یہ غمزہ ہے نیا سچ کہنا
رو ندینا کہین ای واہ ذرا سچ کہنا

۲۳ه

قدرت اللہ کی لڑتے ہین ذرا اور سنو
ہم منائین یہ اکڑتے ہین ذرا اور سنو

ای تری شان بگڑتی ہین ذرا اور سنو
دل ہی فقری نئی گھڑتی ہین ذرا اور سنو

بس بس اب غصے کو تھوکو مرا کہنا مانو
جاؤ منہ جاکے گڑھیا مین ذرا دھو ڈالو

۲۴ه

خیر ایسی ہین ہی کہا مانو چلے آؤ ادہر
کب سی بکتی ہین تمہین کچھ نہین کہنی کا اثر

آپ مین آؤ تھو آپ سی اتنے باہر
آج اچھا کوئی آسیب چڑھا ہی سر پر

دیکھو میری بھی طبیعت نہ بگڑ جای کہین
دیکھو پھر لینی کا دینا تو نہ پڑ جای کہین

۲۵ه

اچھا کس بات پہ بگڑی ہو زبان ہی تو کہو
گھنگھنیان منہ مین بھری بیٹھی ہو گونگے نہ بنو

کونسا جرم ہوا منہ سی تو اپنے پہوٹو
نیچ معلوم تو ہو اسپے بری بولو تو

مجھسی کس امر مین بتلاسیئے تقصیر ہوئی
نہین یہ بھی نہی آسیئے تقصیر ہوئی

چاہیے تھی یہی نیکی کی ہماری بدلے
کچھ گلا ہے نہ شکایت ہی نہ شکوہ تم سے
سچ کہیں خوب ہی ہم اپنی سزا کو پہنچے
ساری انداز یہ سب ڈھنگ ہیں دیکھے بھالے

۲۷ھ
جو کیا آپ کیا تم سے ہی تھا لینا
خود خطا وار ہوا انسان تو پھر کیا کہنا

خیر اس بات سے کیا وہ تو جو ہونا تھا ہوا
رنج بیکار ہے ناحق کا گلا شکوہ کیا
اب نہ کچھ آپ کو خواہش نہ ہمیں کچھ پروا
خوب یہ قول کسیکا ہی ہمیں خوش آیا

۲۸ھ
دل لگا لیں گے کہیں اور جو دم میں دم ہے
او وہ جی لکھنؤ آباد رہے کیا غم ہے

نہی آپ کو اب ہم سے محبت نہ سہی
اب نہیں آپ کو وہ پاس و مروت نہ سہی
اب نہیں ہے نظر مہر و عنایت نہ سہی
اب نہیں چاہتی اب وہ نہیں چاہت نہ سہی

۲۹ھ
کیا سبب کس لیے کیوں بات کرو جانے دو
نہیں منظور ملاقات چلو جانے دو

بات اتنی ہی بکھیڑے ہی سے غرض کیا صاحب
اپنا نقصان گوارا نہیں ہوتا صاحب
دل پہ کچھ زور کسیکا نہ اجارا صاحب
کس لیے آپ کو برباد کرو نا صاحب

۳۰ھ
کچھ غرض ہی نہیں باقی تو غرض اب کیا ہی
سچ تو ہی خالی ملاقات سے مطلب کیا ہی

ہاں ہی وہ دل نہ رہا اپنا محبت کیسی
انس کیا پیار کسے کہتی ہیں الفت کیسی
آنکھ ہی اب وہ نہیں چشم مروت کیسی
شکر صد شکر ہوئی ہی ہمیں نفرت کیسی

۳۱ھ
پھروں اس بات کو سوچیں ہنسی آتی ہے
بنتی کس طرح ہی کس طرح بگڑ جاتی ہے

شکر کی جا تو یہی دل ہی نہ آیا تھا اسے
وصل کا لطف نہ جی بھر کی اٹھایا تھا ابھی
آپ کا حسن طبیعت کو نہ بھایا تھا ابھی
سر میں سودا ہی محبت نہ سمایا تھا ابھی

شکر اللہ کا جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا
شد نے ٹھانی تھی اک روز چلو خوب ہوا ۵۳۲

اور کچھ روز گذرتے تو نہ اچھا ہوتا
اہتو تھا ایک ہیں پھر لاکہ میں سوا ہوتا
کہیں ہنس جاتے طبیعت تو کہو کیا ہوتا
بڑھ کی گھٹتے تو ملال اور زیادہ ہوتا

حوصلے سب ہوئی پوری کوئی ارمان نہیں
بخدا ترک ملاقات کا کچھ دھیان نہیں ۵۳۳

ابتو کچھ ڈر نہیں جو جی میں ہی کہیں صاف
یہ نہ کہنی کو ہو یہ شخص تھا کیسا اشراف
دھیان اتنا تھا کوئی بات ہو ہم سے خلاف
خیر اسباب سے ہم بچ گئے تقصیر معاف

یہ پہل بھی اوسی جانب سے ہوئی خوب ہوا
بخدا جان مصیبت سے چھٹی خوب ہوا ۵۳۴

پردہ کیا شوق سے گھر غیروں کی جاؤ ہمیں کیا
آبرو شوق سے تم اپنے گنواؤ ہمیں کیا
آدمی بھیج رقیبوں کو بلاؤ ہمیں کیا
آتی ہو آؤ نہ آتی ہو نہ آؤ ہمیں کیا

مار ہی باندھی سے تو یہ بات نہیں ہوتی ہے
کچھ زبردستی ملاقات نہیں ہوتی ہے ۵۳۵

جو محبت تھی یہاں بھی وہ محبت نہ رہی
اوٹھ گیا پاس وفا دل کی وہ صورت نہ رہی
جو طبیعت تھی ہماری وہ طبیعت نہ رہی
آپ کی آنی نہ آنی کی ضرورت نہ رہی

جی کو اولجھن جو ہی وہ روز میں کھٹ جائی گی
یہ طبیعت ہی ہٹا لینی سے ہٹ جائی گی ۵۳۶

اب یہاں بھی نہیں وہ دل جو تمہیں کرتا تھا پیار
اب وہ آنکھیں نہیں جو پہلی تھیں محو دیدار
اب وہ جی ہی نہیں کرتی تھی جو ہم تم پہ نثار
تو یہ وہ باتیں تو کوسوں بھی نہیں ہیں نہار

کھل چکا خوب محبت تمہیں منظور نہیں
ناز بردار ہیں ہم بھی کوئی مزدور نہیں

عاشق

۳۵ کس لیے آپ کو ہم پیار کریں کیا مطلب
جان کو جیتے ہی بیزار کریں کیا مطلب

کیوں عبث غیر سے تکرار کریں کیا مطلب
دلکو آفت میں گرفتار کریں کیا مطلب

۳۶ سچ کیوں کہا ئی سو بات کی اک بات ہی یہ
نہ نبہی چھوٹ گئی خیر ملاقات ہی یہ

شوق سی آپ قیلوتی ہوں اب جاگی ہم
آزماؤ او نہیں جو لوگ اوٹھاتی ہیں ستم

بخدا ہمکو اب اتنا نہیں اس بات کا غم
آپ کی یہ بہی عنایت نہو اب ہم پہ کرم

۳۹ ہم وہ کر پڑی کی ملاقات نہیں کرنی کے
بات پر آئی تو پہر بات نہیں کرنی کے

فائدہ کیا جو کریں آپ کو ناحق بدنام
مفت کیوں جان دیں گہٹ گئی ہوں الفتیں تمام

بات اچھی نہیں بد بات کا ہی بد انجام
بندگی ایسی محبت کو اس الفت کو سلام

۴۰ حال دل کیا کہیں فرقت میں جو کچھ غم کہایا
شکر اللہ کا جیتی رہے سب بھر پایا

نشۂ حسن جوانی ہی تمہاری سر میں
اسقدر کس لیے بل ڈالتی ہو تیوریں میں

حال ان دل کا بگڑ جاتا ہی اک دم بہر میں
ہو خفا ہم سے چلو خوش رہو اپنی گہر میں

۴۱ آپ ہی آپ کی قابل جو ہو وہ بات کری
ایسی اوجڑی ہوی دشمن نہ ملاقات کری

کہدیا اب ہی جہنم سے سوا آپ کا گہر
ہی بڑا بول زبان پر اسی لائیں کیونکر

بخدا پاؤں نہ کہیں کے کبھی چوکہٹ پہ
توبہ توبہ ملکیں سجدہ جو کعبہ ہو او دہر

۴۲ جان جاتی رہی پہ تم سے سروکار نہو
حشر ہو جای مگر آنکہ کبھی چار نہو

یہ تو کیونکر کہیں ہم بات کی ہیں اپنی دہنی
بات اتنی ہی کہ اک بات بنی یا نہ بنی

ہاں مگر پہر نہیں ٹلتی ہی جو کچھ دل میں ٹہنی
آپ کی خوبیاں یاد آتی ہیں اللہ غنی

سختیان ہجر مین جھیلین نہین کیسے کیسے
ہای ری ہای تری وقت کی ایسے تیسے

بخدا ہم وہ جلی تن ہین اگر بات پہ آین
پاؤن پر سر بہی جھکاؤ تو کبہی مُنہ نہ لگاین

جو رہنگ بہی اگر آؤ تو خاطر مین نہ لاین
بیٹھی دیا کرو دیکھین نہ کبہی آنکھ اوٹھاین

وہ طبیعت ہی جس انداز پہ آئے آئے
پھر نہین جاتی جہان دل مین ہُما ئی آئے

وہ زبان گنگ کبہی ذکر تمہارا جو کرے
دل وہ پامال ہو یہ رنج گوارا جو کرے

کور وہ چشم کبہی تم سی اشارا جو کرے
جای وہ جان تمہین جان سی پیارا جو کرے

شل ہو وہ ہاتہ جو گردن مین حمائل ہو کبہی
تہکی وہ پاون جو یان آنی کا مائل ہو کبہی

آج بہی ہی یہ گلی ہمکو جہنم سے سوا
مفو جی ایک طرح پہ نہین رہتا ہی سدا

اب جگہ رنج اوٹھانی کی نہین دلمین ذرا
کچہ بناوٹ کی نہین بات ہی صاحب بخدا

وہ زمانہ نہین وہ دل نہین وہ بات نہین
آگیا رنج تو پہر لطف ملاقات نہین

خیر لعنت کہ ایسا بانون ہی کیا ای عاشق
بو محبت کی نہین انہین ذرا ای عاشق

کوئی معشوق نہین اہل وفا ای عاشق
ہمنی اپنی ہی بہت کی بخدا ای عاشق

انکی الفت مین اوٹھائی ہین جو کچہ رنج و محن
دل ہی یہ اند و من و انم و و اند دل من

تمام ہوا

# عقیل

تخلص ہی شیخ محمد حسن کا خلف الصدق ہیں شیخ
شفیع علیخان کے پوتے ہیں خلیل الرحمن خان مرحوم کے جو عہد نواب
شجاع الدولہ بہادر مرحوم مین سالہ دار تھی شیخزادہ ہاے
لکھنو سے ہیں مولد و مسکن انکا اور انکے بزرگونکا قدیم سے لکھنو ہے
صاحب دیوان ہیں شاگرد ہین اسلم اللہ شاعر کے والا انکو داستان گوئی
مین کچھ مس بھی الملکی تھا اور خود فن داستان مین صاحب تصانیف کثیرہ ہین
کئی دفتر ضخیم الحجم تصنیف فرمائی ہین یہ واسوخت انہین کا
طبعزاد ہے جو شامل اس مجموعہ کے کیا گیا ہے

واہ ای عشق عجب مفسدہ پرداز ہے تو
گہے اغیار کے مونس و ہمراز ہے تو
دل عاشق کو گہے سوز گہے ساز ہے تو
گہے معشوق گہے عاشق جانباز ہے تو
ایک صورت پہ کسے سے نہیں رہتا ہے کبھی
ہو کے خون چشم گنہگار سے بہتا ہے کبھی

کہیں مجنوں ہے کہیں غیرت لیلا ہے تو
کہیں فرہاد ہی تو اور کہیں تیشا ہی تو
کہیں وامق کہیں شیریں کہیں عذرا ہے تو
جان عشاق پہ اک آفت تازا ہی تو
تجھسے جو ملتا ہے وہ سخت جگر کہاتا ہے
آخر انجام یہ ہے جی سے گذر جاتا ہے

تیری ملنی سے مرا حال یہ پہونچا اے عشق
ہونگا رسوای جہان گر یہ سمجھتا اے عشق
ہر گلی کوچہ مین ہونے لگا چرچا اے عشق
نہ جیتے جی تجھسے مین نہارنہ ملتا اے عشق
سخت نادم ہون پشیمان ہون لاچار ہون مین
کیا کرون تازہ مصیبت مین گرفتار ہون مین

وہی دن خوب تھی جب غم نہ کیا کرتا تھا | عیش و عشرت مین شب و روز رہا کرتا تھا
دور جام مئی گلرنگ ہوا کرتا تھا | پہوٹ کر آبلۂ دل نہ بہا کرتا تھا
شربت وصل صنم نوش کیا کرتی تھی
قہقہے چہچہے آپسمین رہا کرتے تھے

یار پہلو مین رہا کرتا تھا صحبت تھے مدام | باغ و مینا و مئی و جام سے رہتا تھا کام
کبہی بہولے سے نہ آتی تھے جدائی کی کلام | رات دن رہتے تھے با راحت و آرام تمام
دور دم بہر کو جو مین آپ سے ہو جاتا تھا
بیقلق ہوتا تھا دم سینہ مین گہبراتا تھا

زندگی کا تھا مزا یار سے یارانہ تھا | اوسپہ مین شیفتہ تھا وہ مرا دیوانہ تھا
شمع رخسار پہ اوس شوخ کے پروانہ تھا | غیرت لیلے و مجنون مرا افسانہ تھا
کبہی غیرونکا جو محفل مین گذر ہوتا تھا
بیٹہنا اونکا نہ منظور نظر ہوتا تھا

کیا کہون چرخ نے جو تفرقہ پردازی کی | عیش و آرام نہ وہ دیکہہ سکا میرا فذی
رنج وہ دینے لگا جو کہ ندیکہا تہا کبہی | اسکے آنکہون مین کہٹکنے لگی صحبت میری
محفل عیش و طرب ہای نہ بہائی اسکو
میری بربادی و تکلیف خوش آئی اسکو

دوستو کیا مین کہون اسکی جفا کا احوال | اسنے سبزے کی طرح مجکو کیا ہے پامال
اسکے ہاتہون مجہی پہونچی ہین بہت رنج و ملال | اسکے باعث سی ہوا کرتا ہی دل غم سی نڈہال
چلوؤن خون دل زار پیا ہے اسنی
میرا محبوب جدا مجہسی کیا ہے اسنی

جس پری رو کا دل و جان سے مین دلدادہ تہا | ایکدن کوٹہے پر آیا جو وہ خورشید لقا
ہو گیا شیفتہ جسنے رخ انور دیکہا | بوالہوس عشق جتانے لگے اپنا اپنا

اور پیغام ملاقات کے بھجوانے تھے
گھر مین چھپ چھپ کے وہ غیرونکی صدا جاتے تھے

رفتہ رفتہ جو یہ انداز نکالا اونسے — مجھسے در پردہ سے لگے غیر کے گھر مین جانے
منع اونکو جو کیا مین نے تو کہنے یہ لگے — کس کا مقدور ہے ایسا جو ہمین اب روکے

دل لگی ہوگئے جہان شام سحر جائین گے
اب تو ہم ضد سے ترے غیر کے گھر جائینگے

یہ سخن سنتے ہی بس تاب نہ آئی مجھکو — اوٹھ گیا پاس سے اوس شوخ کی آزردہ ہو
ہو گئے ترک ملاقات بس اوس سی یارو — نہ وہ الفت ہے مجھکو نہ محبت اوسکو

وہ تو اغیار کے گھر شام و سحر رہنے لگا
غم فرقت سے یہان درد جگر رہنے لگا

کیونکر اب آئی دل زار کو آرام بھلا — جس سے جینے کی حلاوت ہی وہ اب ہا
مثل گل کیون نہ کرون چاک گریبان اپنا — کبھی صورت سے بھی دکھاتا نہین وہ لقا

لالہ سان داغ جگر دل مین نہان رکھتا ہون
رات دن مشغلۂ آہ و فغان رکھتا ہون

نہ تو کھاتا ہون نہ پیتا ہون نہ آتا ہی خواب — تاب و طاقت بدن زار سی دیتے ہی جواب
نالی کرتا ہے شب و روز دل خانہ خراب — صورت ماہی بے آب ہے ہر دم بیتاب

کسطرح چین ہو وہ باعث آرام نہین
دل طلبگار ہے جسکا وہ گل اندام نہین

کبھی صحرا کو نکل جاتا ہون با حالت غیر — کبھی بستی کبھی ویرانی کی کرتا ہون سیر
گاہ بیہوشی سی کرتا ہون تماشائی دیر — دل میں یہ زور جنون کا ہے کہ ہو جان کی خیر

ہاے قسمت ہی نہ کچھ وحشت و رسوائی ہے
مبتلا دام بلا مین دل سودائی ہے

عقیل

کبھی دریا پہ جو میں روتا ہوں کر کر نالے — بہنے لگتے ہیں مری آنکھوں سی دو پرنالے
ہجر میں کرتا ہے ایسا دل مضطر نالے — مردم آبی کے دل سے ملتے ہیں سنکر نالے

گوش زد نالوں کی آواز جو ہو جاتی ہے
الاماں کے بخدا وہاں سے صدا آتی ہے

اوس پری رو کی محبت میں ہیں دیوانے بنی — آتے جاتے ہیں اسطرح اوٹھاہی صدمے
گریہ عشق کے شدت ہی سدا خیر کری — پڑ گئے ہیں ہمیں اب جانکی اپنی لالے

گر اسیطور سی غم دلپہ اوٹھائیں گے ہم
ایکدن جان سی واللہ گذر جائیں گے ہم

گرچہ زور جنون ہے دل وحشی پہ مرے — دیکھنا جیب و گریباں کے اڑینگے پرزے
بیطرح دل میں سمائی ہے مری جان آپہنچے — دشت پرخار ہے کیا لاکھ قدم دیکھینگے

وحشیو سنتے دل وحشی کو میں بہلاونگا
پہوڑ کر سر در و دیوار سے مر جاؤنگا

یاد میں گیسو و رخسار کے ہر شام و سحر — شکل سنبل یہ کیا کرتا ہوں حسرت کی نظر
دیکھا ہیں گوہر دندان صنم کے شب بہر — چشم سے اشک بہا کرتے ہیں مثل گوہر

جب تصور لب لعلین کا مجھے آتا ہے
خون دل دیدہ پرآب سے بہ جاتا ہے

اوس مسیحا کی محبت میں ہوا ہوں بیمار — ہجر میں وصل جو ہو جائی تو جاتی آزار
پھر اوسی طرح سے پہلو میں رہے آکی جو یار — کبھی بیتاب نہ رہتی ہو دل سینہ فگار

رخ گلگونکا جو بوسہ ہمیں امداد کرے
بلبل دل نہ کبھی نالہ و فریاد کرے

یہ تو امید نہیں یار سے مجھکو اصلا — آ کے لے آئی گا سنکر مری گھر یا وہ لقا
کسطرح ہو دل مغموم سے ہو پیچ جدا — دیکھوں کیونکر شب فرقت میں ہونگا زندا

عقیل ۲۵

بیوفا آپ ہین بس اب مجھے معلوم ہوا — کونسا ہے یہ محبت کا تباؤ رستا
چھوڑ کر عاشق جانباز کو گھر مین بیٹھا — بیخطر خانۂ اغیار مین یون جا رہنا

بیوفائی ہے و یا اسکو وفا کہتے ہین
آپ ارشاد کرین مجھسے کہ کیا کہتے ہین

۲۶

اب یہ ہے قصد کہ پیدا وہ پریزاد کرون — تم نے ہے جو حسن خداداد یہ جسکے مفتون
جب گھری چھوٹے چہری یہ زلف شبگون — تم ہو کیا دیکھکے لیلے کو ہے ہوجائے جنون

سنیے باتین جو کرے قند مکرر سمجھو
تم اوسے اپنے دل و جان سی بہتر سمجھو

۲۷

نرگسے دیکھہ لو اوس گلکی جو آنکھین یار — تم ہے نرگس کی طرح ہو ہمہ تن زار نزار
گل ہو پژمردہ جو دیکھے گل عارض کے بہار — بلبلین جانین کرین اوس گل خوبی پہ نثار

قد موزون اگر اوس گل کا نظر آجاوے
سرو گلزار مین پیاری اسے شرما جاے

۲۹

وہ جبین صاف کہ آئینہ ہو جسسے حیران — جلوۂ حسن یہ ہو تیر تابان کا گمان
ہون وہ ابرو کہ خجل جسسے ہو تیغ صفہان — ہیبت ابرو کو ہلالے کا نہ ہو یحی دیوان

اوس پریزاد سی پہر تم ہے کنارا نہ کرو
مہربان ہجر کبھی اوسکا گوارا نہ کرو

۳۰

گل رخسار پہ گلہای چمن صدقے ہون — لب پان خوردہ پہ یاقوت یمن صدقے ہون
وہ چمک دانتون مین ہو در عدن صدقے ہون — دیکھکر حور و پری سب ہے ہمہ تن صدقے ہون

سر سے تا ناخن پا مثل نہ وہ رکھتا ہو
مجھے اس حسن کا انسان نہ کوئی دیکھا ہو

۳۱

ایسے معشوق سے دل اپنا لگاؤن پیارے — زندگانی کا مزا اوسسے اوٹھاؤن پیارے
روز پہولون مین اوس گلکو بساؤن پیارے — آپ کا نام زبان پہ نہ لاؤن پیارے

بیش ازین اور بہی واسوختہ تہی تصنیف مرے | سب کے سب غدر کی ایام مین ہین کہوئی گئی
بند دو چار جو یاد آئی تو اسمین سے لکہے | بس عقیل جگر افگار لکہے کیا آگے

یار سے وصل ہے فرصت نہین ملتی مجکو
کوئی دم لینے کی مہلت نہین ملتی مجکو

تمام ہوا

# عیشی

تخلص ہے طالب علی خان مرحوم ابن
علی بخش خان باشندۂ لکھنؤ کا دیوان
فارسی مع قصائد اور دیوان ہندی اور
مثنوی سرو چراغان ان سے یادگار ہے
نظم اور نثر مین دستگاہ کامل رکھتے تھے
شاگرد رشید تھے جناب مرزا محمد حسن
قتیل مغفور کے عین شباب مین وفات پائی
قتیل مغفور اکثر انکی ابتدا سے شاگردی مین
فرماتے تھے پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند

## واسوخت عشقی

عشق کا پھر سر و ساماں ہے خدا خیر کرے — پھر جنون سلسلہ جنبان ہے خدا خیر کرے
گریہ آمادۂ طوفان ہے خدا خیر کرے — صحبت دست و گریبان ہے خدا خیر کرے
قرعۂ غم زدہ ام تا کہ کند دلشادم
باز ویران شدہ ام تا کہ کند آبادم

پردۂ چشم ہے پھر غیرت دامان سحاب — آستین اشک سے ہے رشک جیب گرداب
ہمکو ہم چشم ہی سیارہ سے چشم بیخواب — دیکھو پہلو مین ہے دل فرط قلق سے بیتاب
باز از ہر سخنم بوے جنون مے آید
باز آہ از جگرم غرقہ بخون مے آید

پھر دل آشفتہ ہے کس زلف کا سودائی ہے — چشم حیرت زدہ ہے کسکی تماشائی ہے
پھر جو یون چاک گریبان شکیبائی ہے — اپنی منظور نظر کسکی خود آرائی ہے
سبب نالۂ شبگیر ندانم چیست
دیدہ ام خوابی و تعبیر ندانم چیست

مرحبا عشق جفا پیشۂ دشمن پرور — بارک اللہ قدم تیری مری آنکھون پر
عمر گذری کہ مرا داغ سے خالی ہے جگر — تنگ خون اشک مین باقی ہے نہ نالہ مین اثر
آخر این ہوس کہ از سر نکند رم چہ کنم
نفس سرد چہ سازم دل بیغم چہ کنم

۵۵

ہی کیا شعلے سے خلاق نے پیدا مجکو — رابطہ ہی تف دل سی شرر آسا مجکو
برق خاطف سی ہی ہمچشمی کا دعوی مجکو — آتش طور ہون افسردگی سی کیا مجکو

لالہ ام جلوۂ داغ جگرم مے باید
شمع سوزندہ ام آتش بسرم مے باید

۵۶

ہیچ پو میکدہ بستی رہین آباد ان دیر — بخشتا ساغر لبریز کوئی خم کی خیر
عالم نشہ کی منظور ہے آنکھونکو سیر — پھر حکا عمر کا پیمانہ مرا بادہ بغیر

دور بین عقل کہ سرمایۂ غوغائی ہست
آزمودیم کہ در دسر بیجائی ہست

۵۷

مغتنم ہی چمن و صوت ہزاران ساقی — چند روزہ ہی گل و باد بہاران ساقی
پھر کہان بزم می و صحبت یاران ساقی — چشمک برق و گہرباری باران ساقی

دورہ صافست گر امروز مہیا آید
بعد امروز ندانیم چہ فردا آید

۵۸

نامۂ کہنہ کیا گردش افلاک نی سطے — نہ سکندر ہی نہ دارا ہی نہ جمشید نہ کے
فرصت وقت غنیمت ہی یہی جو دم ہے — دم مین پھر ہم ہین نہ محفل ہے نہ ساغر ہی نہ مے

صحبت ہمنفسان طرب آمادہ کجا
بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا

۵۹

تن ہی تعمیر سر رہ گذر سیل فنا — دم کی ہی آمد و شد سینہ مین نیرنگ ہوا
نقش بر آب ہون ہستی کا مری وقفہ کیا — موج بیتاب ہون ہی مختلف احوال مرا

گہ تف برق و گہی ابر ترم ساختہ اند
ہر زمانی بصفاتی دگرم ساختہ اند

۶۰

گر کرون سر بسر آشفتہ سری اپنی بیان — مو بمو مو سبب درد سر زلف بتان
حال سوز غم دل لاؤن اگر تا بزبان — ہمہ شرر بیز نفس موج ہوا [illegible] فشان

١١

تو بتو بر لقمۂ داغ کہن میسوزد
آتش از گرمی ہنگامۂ من میسوزد

حال سوز غم پنہان کو کرون گر تحریر
اک خموشی ہر مری لاکھ زبان کی تقریر

دی انا البرق کی آواز قلم جا ہی صریر
بزم حیرت نے بنایا ہے مجھے گویا تصویر

١٢

پاس ناموس جنون درس سکوتم داد است
گوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد است

کب چھپائی سے چھپے حال دل غم پرورد
کوئی مونس عزلت ہے نہ کوئی ہمدرد

ترجمہ راز نہان کا ہے مرا چہرہ زرد
روبرو بیٹھہ کی جسکے کوئی دم بادم سرد

١٣

نقش غم بندم بر حسرت دیدن گریم
حال دل گویم و بر حال شنیدن گریم

نہ وہ طاقت ہی کہ روسکے مژہ کی خونباری
منزلون دور ہا مرحلۂ خود داری

نہ وہ دل ہی کہ کرے ضبط فغان وزاری
الغرض بیخودی از بسکہ ہوئی ہی طاری

١٤

میزنم خوش بجگر خنجر و آزاری نیست
بتوان یافت کہ با خویشتنم کاری نیست

رنج ناکامی طالع ہے مرا کام روا
کیا کہون جیسی مخالف ہی زمانہ کی ہوا

دردمندی جسے کہتے ہین وہ اکسیر ہی دوا
چشم بینا نظر آتی ہے نہ گوش شنوا

١٥

درد من افسانہ شد و تا بشنیدن نرسید
حیرتم آئینہ گردید و بدیدن نرسید

آئینہ سی ہی طبیعت ہی مری نازک تر
مثل نکہت مجھی برباد کرے باد سحر

کم دماغی مین مقابل مری گل ہی پتھر
سنگ ہی میری جبین پر اثر صندل سر

خون کند گرمی صحبت دل ناکام مرا
پیچ سازد ز نگین موج صفا نام مرا

٢

ہی مجھے ماتم مین ہر چند بلا تا کوکب
شکوۂ بخت سہی لیکن نہ کرونگا تر لب
روز روشن ہے مرا غیرت تاریکی شب
شکر ہی شکر ہی درگاہ مین تیری یارب

دل ناکامی دل شاد کہ ناشادم کرد
خانۂ رنج و غم آباد کہ بربادم کرد

سنہ ۱۷

ہین وہ ہون سوختہ قسمت کہ کرے چرخ کہن
داغ گر آتش سوزان ہے تو سینہ گلخن
مشعل برق مری دود جگر سے روشن
کاش جلکر کہین برباد ہو خاکستر تن

چند سوزم ز غم و چند گدازم یارب
بخت ناساز و بدل سوز چہ سازم یارب

سنہ ۱۸

سوزش غم نے کیا بسکہ عناصر مین فتور
مجھسے پروانہ کرے ہمنفسی کیا مقدور
جاری خون شعلہ سرکش ہی رگون مین مستور
گرم ہنگامہ سمندر کا نہو میرے حضور

جانم آتش تنم آتش دل چاکم آتش
آب من آتش و باد آتش و خاکم آتش

سنہ ۱۹

یاد ایام کہ تہا یہہ دل ویران آباد
اب نہ دل ہے کہ غم و درد کی سہہی بیداد
مایۂ صبر و تحمل نہ ہوا تہا برباد
لذت رنج اوٹہاوے وہ کہان خاطر شاد

برق کو جلوہ فروشد من محزون چہ کنم
خرمنی بود مرا سوختم اکنون چہ کنم

سنہ ۲۰

تنگ کرتا ہی نفس کو میری سینہ کا غبار
اور ہی کچہہ طپش دل سے عیان ہین آثار
روح کا ہو نہین سکتا متحمل تن زار
سینۂ تنگ سے رک رک کی غرض سو سو بار

جان سختم ز غم امروز بہ لب می آید
سخت تر مشکلم اینست کہ شب می آید

سنہ ۲۱

دل نہ حسرت کش ساقی ہی نہ لب تشنۂ جام
داغ حسرت ہون مرا سینۂ سوزان ہے مقام
راحتین روح کو درکار نہ جی کو آرام
محفل عیش و طرب سے مجہے عیشی کیا کام

از بیم خون جگر می باده بجام است مرا
صحبت با غم دل عیش مدام است مرا

تمام ہوا

## فراق

تخلص ہے خواجہ بہادر حسین خلف
خواجہ مرزا جان انکی باشندۂ لکھنو کا صاحب
دیوان و شاگرد شیخ ناسخ مرحوم کے
ہین کلام انکا بہت اچھا ہے شاعر
خوش فکر ہین روزمرہ خوب زبان
صاف ہے سوا اس وسوخت
کے جو مجموعۂ ہذا مین
درج ہے کچھ کلام انکا نہین سنا فقط

۱۱ھ

ہمسے جو وعدے سے تھے غیر دنے فا کئے
خاطر غیر سے تم ہم پہ جفا کرتے ہو

محفل غیر مین دن رات رہا کرتے ہو
یہ نہین خوب مری جان برا کرتے ہو

یار اغیار کبھی یار نہین ہوسکتے
چشم بیمار کے بیمار نہین ہوسکتے

۱۲ھ

ہم سمجھتے تھے ستمگار نہونگے صاحب
غیر کے طالب دیدار نہونگے صاحب

جز مرے اور کے دلدار نہونگے صاحب
خود نمائی کے گرفتار نہوگے صاحب

سب غلط فہمی تھی اور سارا گمان بیجا تھا
سنگدل اتنا نہ سمجھے تھے تجھے ماہ لقا

۱۳ھ

تجھسے ہر چند سے ہرگز نہ لگانا تھا دل
کرکے ہمکو نگہ ناز سے تو نے بسمل

دوست سمجھے تھے تجھے حیف تو نکلا قاتل
ہمسے کی ترک وفا غیر کے ہو کر مائل

ہم نہ سمجھتے تھے کہ اسدرجہ جلاؤگے ہمین
خاطر غیر سے ای یار ستاؤگے ہمین

۱۴ھ

ابتو دو دو پہر آرام رہا کرتا ہے
وصل کا غیر سے پیغام رہا کرتا ہے

فتنہ برپا سحر وشام رہا کرتا ہے
ہم پہ ہر بات کا الزام رہا کرتا ہے

تمنے ٹھہرایا ہے دل مین یہی اب بات کرین
خود بخود آپ جو ہم ترک ملاقات کرین

۱۵ھ

صاف کہیے ہی صاحب کو اگر ہے منظور
بیوفائی کو ترے دیکھ کے ہو کر مجبور

ہم کرینگے نہ کبھی ترک وفا تا مقدور
ڈھونڈھ لیوینگے کوئی ماہ لقا غیرت حور

دل بیتاب کے خواہان ہین بہت یاد رہے
کوچۂ ماہ وشان حشر تک آباد رہے

۱۶ھ

اک پریزاد سا معشوق بناوینگے ہم
عشق اپنا اوسے ہر بار جتاوینگے ہم

دلبری کے اوسے انداز سکھاوینگے ہم
تجھکو جون شمع تف غم سے جلاوینگے ہم

اوسکو آغوش تمنا میں سلاؤں ہر شب
شمع محفل کی طرح تجکو جلاؤں ہر شب
۱۷

شب مہتاب میں چہاتی پہ لٹاؤں اسکو
اپنے سینے سے میں ہر بار لگاؤں اوسکو
آپ بیدار رہوں اور سلاؤں اوسکو
اور گہر سے تجہے بلوا کے دکہاؤں اوسکو

دیکھ کر شکل کو اوسکے نہ ترا ہوش رہے
اپنی خوبی سے تو اسے یار فراموش رہے
۱۸

رخ پر نور وہ اپنا جو دکہاوے تجکو
کبہی چشمک کرے باتونمیں لگاوے تجکو
مثل آئینہ کے حیران بناوے تجکو
آگے اوس لب کے نکچہ بات بن آوے تجکو

زلف پیچاں کو جو دیکھے تو پریشان تو رہے
دہن تنگ سے اوس گل کے پشیمان تو رہے
۱۹

سرخی پان کی عیاں اوسکے گلے سے تو چمک
دل میں تیرے رہی اوس کاوش مژگاں کی کھٹک
جسطرح ساغر بلور میں ہو مے کی جہلک
ہاتہ وہ ہاتہ نہ آوے جو اگر دے جان تک

دل فشردہ تو سدا اوس در دندان سے رہے
منفعل آٹھ پہر چاہ زنخدان سے رہے
۲۰

شکم اوس گل کا ہو مخمل سے ملائم شفاف
اوسکی چوٹی کا اگر دیکھ لے تو شرح مباف
اوس پہ سو دام بلا آوے نظر حلقہ ناف
پڑہنے صلوات لگے کہول کے چشم انصاف

عوض اشک تری چشم میں خونناب رہے
صورت ماہی بے آب تو بیتاب رہے
۲۱

اوس پری رو کی رگ گل سے بہی نازک ہو کمر
ہے آئینہ زانو سے تو حیران اکثر
سامنے تیرے رہے اور نہ تجہے آئے نظر
پاؤں وہ دیکھے تو تو خاک اوڑا دے سر پر

آگے اوس قد کے تجہے سخت ندامت ہووے
اوسکی ٹہوکر سے خجل شور قیامت ہووے

دوستی غیر سے ہرگز ہمین نہی منظور
دل لگا وین نہ کبہی اوس سے جو ہو رشک حور

دل جلانیکو تمہارے یہ فقط تہا مذکور
عشق بازی نکرینگے رہی خاطر سے یہ دور

۲۳ ق

تیرے کوچہ مین سدا راحت سے آرام ہمین
غیر کے سایۂ دیوار سے کیا کام ہمین

صحبت بدکا مریجان برا ہے انجام
کوچہ گردی سے ہوا نام تمہارا بدنام

آپ مختار ہین اس بات سے ہمکو کیا کام
ہاتہ سے ہر کس و ناکس کی زبان پر یہ کلام

۲۴ ق

دین و دنیا ہمہ برباد شد از دیدن تو
ہیچ کافر نکند میل پرستیدن تو

ہم بہلے یار رکہو اپنی نگاہ اشفاق
گلے لگ جاؤ لڑائی رکہو بالائے طاق

ایک دم ہجر مین تمہارے ہمین جینا ہے شاق
وہی معشوق ہو تم اور وہی عاشق ہے فراق

پہر اوس طرح سے اوس چشم کے بیمار ہین ہم
پہر اوسی زلف پریشان کے گرفتار ہین ہم

تمام ہوا

# فایض

تخلص ہے حافظ محمد عمر دراز کا ساکن قدیم جالندھر کی ہین
تھوڑی عرصہ سے وارد لاہور ہین منشی محمد عظیم مالک مطبع
پنجابی لاہور کے پاس کتابت اخبار پر مامور ہین شاگرد رشید
ہین مولوی محمد رکن الدین اکمل کی مولوی صاحب موصوف
ساکن قصبہ نورمحل من مضافات جالندھر ہین اب
سررشتہ داری بندوبست گوجرانوالہ پر مامور ہین
حافظ صاحب صاحب طبع رسا ہین سوا اس وقت کے
جو درج مجموعہ ہذا ہی اور کوئی کلام انکا نظر سے نہین گذرا فقط

# واسوخت فائض

در غم هجر تو ای ماه رخ مهر لقا
چه ستمها که ندیدیم بکام اعدا
برده ام بر جگر خویش فرو دندان اثرا
داده ام از این دندان لقمه ای یا رغدا

هر کجا گریه شود دیم چنان طوفان خاست
کاسمان نیز حبابیست کزان طوفان خاست

دست من بسته الفت بگریبان دارد
دیده دریا شدن از دست تو سامان دارد
سینه من گل زخم تو بدامان دارد
دل ز داغ تو بهر گلشن خندان دارد

بر سر از دست جنون سنگ طفلان دارم
بند بر پاے دل از الفت زندان دارم

لخت لخت جگر از چشم برون میریزد
دیده تر گرده همیشه جگر خون میریزد
خون که خوردم همه از دیده کنون میریزد
اینک از هر دو چشم طرز جنون میریزد

قطره اشک بهر جنبش عمان دارد
بحر شل فلک از دست من افغان دارد

بسکه نیشتر دست مرا گر تم از نار سعیر
آب خضر است مرا تلخ تر از آب زریر
نوش چون نیش مرا بهر چه کردی تاثیر
ده نمی یافت چنین گر مزاجم تغییر

اینهمه هرچه بگفتیم شکایت از تست
همه در دفتر من حرف و حکایت از تست

سخت تنگ آمدہ ام در غم و غمخواری نیست ۔ سینہ خون گشت و برون از الم آثاری نیست
گر کنی رحم بہ از بندہ سزاواری نیست ۔ دل گرفتار بلا باشد و دلداری نیست

وای گر مرگ نیاید بمسیحائی ما
آہ تا کے کند این حوصلہ فرسائی ما

در غمت طعنہ اغیار شنیدن تا چند ۔ بتقاضائے جنون سینہ دریدن تا چند
دیدہ بر گوشۂ مژگان تو دیدن تا چند ۔ ہمچو مجنون بہ تپ ہجر تپیدن تا چند

نظر لطف گہے سوئے غریبان باید
جور را ہم حد و اندازہ و پایان باید

با تو از شکوۂ اغیار بہ تنگ آمدہ ام ۔ سنگ تو با بخت بد خویش بجنگ آمدہ ام
ہر زہ در کوی تو صد پای بسنگ آمدہ ام ۔ از شب ہجر تو در کام نہنگ آمدہ ام

رحم از بہر خدا بر من مضطر رحمے
رحم ای رہزن و بیدین و ستمگر رحمے

نیش ہم خوردم و در سینہ خلید م خارے ۔ صبر ہم کردم و جان دادم و مردم بارے
ہر گز از دست تو در مہر نیامد کارے ۔ تو چہ دانی کہ غم و درد چہ باشد آرے

درد دلسوختہ را سوختہ نیکو داند
لذت تیغ دو دم کشتۂ ابرو داند

گرچہ در حسن خداداد کم از ماہ نہ ۔ لیک صد حیف کہ جانکاہی و غمگاہ نہ
با من اندر تب و تاب اینہمہ ہمراہ نہ ۔ سوختم سوختم از سوز من آگاہ نہ

ہر کہ بر حسن خداداد تو مائل باشد
خستۂ تیغ ستم باشد و بسمل باشد

سیل اشکم چو دامان و گریبان گذرد ۔ قطرہ زن گرد دو از کوہ و بیابان گذرد
سگ لے تو اند کہ کس از کوی تو آسان گذرد ۔ گرچہ از دین و دل و صبر و ہم از جان گذرد

تیغ یار است نگه بسکه سلامت نتوان رفت
نے غم و طلوسہ در صحن قیامت نتوان رفت

حاشا للہ که فغانم اثری داشته باشد
چون ندانم که بمن چشم تری داشته باشد

شب ہجران تو در پے سحری داشته باشد
کاش از درد دل من خبری داشته باشد

یارب اینها همه کس خیره و بدنام مباد
گرچه بدنام شود چون من ناکام مباد

حسن و عشق آنکه برآورد بدنیا توام
سود فرمود نهان آنکه بسر مایهٔ غم

شادی و غم بجهان آنکه نمود دست بهم
آفرید آنکه اثر در تپش و دیدهٔ نم

خواهم از وسے که تو هم در زر آرام شوی
بندهٔ همچو خودی گردی و بدنام شوی

آینه بینی و حیران و پریشان باشی
بینی آن جبههٔ نورانی و حیران باشی

دل زلف داده آن روی درخشان باشے
نقش تقدیر کشی یاد و پشیمان باشی

پیچ تابی خوری چون مار ازان چین جبین
غرقه بحر الم آئی ازان موجهٔ چین

چون فتد بر سر آن ابروی خمدار نگاه
زان جبین داغ به پیشانیت آید چون ماه

بگزرد تیغ ستم از دل سنگین ناگاه
غم کشد زان مژه بر جان عزیز تو سپاه

بینی آن بینی و فی الحال تشبیه دوم
بکنی بر دل خود بسم الف ز پست رقم

چشم فتان وی آن فتنه بکار تو کند
چاه بابل نه چه هاروت مدار تو کند

که بیک عشوهٔ بیباک شکار تو کند
نه بصحرای جنون سبزه گزار تو کند

آن کند با تو خدایا که تو با من کردے
آن کند بر تو ستمها که تو با من کردے

# قلق

تخلص ہے آفتاب الدولہ خواجہ اسد بہادر کا
خلف الرشید ہیں خواجہ بہادر حسین فراق
بن خواجہ مرزا جان انکے عہد شاہی میں مصاحب
تھے حضرت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اعاد اللہ
ملکہ کے باشندہ لکھنؤ ہیں صاحب دیوان ہیں
شاگرد رشید اور ہمشیرہ زادہ خواجہ
وزیر وزیر تخلص کے ہیں یہ واسوخت اونکا ہے
اور رسہ نثر اور طلسم الفت مثنوی ان سی یادگار ہے

# واسوخت قلق

بند ۱

آج وہ غیر و نسبی ملنے کی قسم کہاتے ہین | خود بخود منفعل جور ہین شرماتے ہین
ہاتہ ملتی ہین ستم اونکو جو یاد آتے ہین | پانون یان صبر و تحمل کے اوٹہی جاتی ہین

مثل بلبل جو اونہین نالہ کشا پاتا ہون
پہول کی طرح خوشی سی مین کہلا جاتا ہون

بند ۲

بہولی اگلی وہ شکر رنجی گیا دل کا غبار | ہو گئی قند مکرر جو ہوئی اسنے تکرار
یان ہوا جوش محبت اونہین کچہ آگیا پیار | گلے مل مل کی ہم رونے لگے آخر کار

ہچکیان دونطرف لگ گئین دونی روتی
بخت خوابیدہ مری جاگ اوٹہی سوتے سوتے

بند ۳

اوسنے رونی کی لگائی جو ادہر بیٹہ کی جہڑی | بیقراری نی ادہر میری گرائے بجلی
یون تو سو مرتبہ رقت ہوئے اور بیتابی | وہ جو تہی اونکی ندامت نہ گئی پر نہ گئی

قتل کرتا ہی وہ گردن کا جہکانا اون کا
تیغ ابرو کی طرح سر نہین اوٹہتا اون کا

بند ۴

سر بزانو ہین کبہی سر بگریبان ہین کبہی | ہونٹہ دانتون سے دبا لیتی ہین حیران ہین کبہی
نیچی آنکہین ہین کبہی دل مین پشیمان ہین کبہی | عذر گر کرتی ہین انگشت بدندان ہین کبہی

ستم و جور و جفا ہون سے گئے لیکن بالکل
سرو سی قمری یا بہولی گل کو سینے مین بلبل

بس ابھی منہ سے مری عشق کا دم بھرتی تھی
یہی الفت تھی یہی پیار ہمین کرتے تھے
یہی ہم پر تھے فدا ہم سے یہی ڈرتے تھے
یہی جانبازی کا دعوی تھا یہی مرتے تھے

حوصلہ پست ہوا اب محبت نہ اوٹھا
چار دن کہنے کو بھی صدمۂ فرقت نہ اوٹھا

بس یہی تھی مری خونریز نگہ سے گھائل
بس ملاقات سی اب سیر ہوئی بھر گیا دل
بس یہی تھی مرے شمشیر ادا کے بسمل
کیسی چاہت تھی یہ کیسی تھی طبیعت مائل

جیمین کیا سمجھے تھے آسان لگانا دل کا
جان لیتا ہے مری جان لگانا دل کا

یہی نہ غیر سے کی ہمنے محبت نہین کیا
جو کیا خوب کیا پھر مری رغبت نہین کیا
جاؤ بیجا ہے اگر خلق و مروت نہین کیا
اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت نہین کیا

کیا زلیخا کی طرح عشق کیا تھا تمنے
مثل یوسف کے مجھے کیا مول لیا تھا تمنے

چلو اب جمین سے آرام کرو جان بچی
اور پیدا کوئی گلفام کرو جان بچی
اب کسی اور سے پیغام کرو جان بچی
اوسی کے عشق مین اب نام کرو جان بچی

تم کرو مجھسے گریز اور مین کرون تمسی نباہ
اسکے لاحول ولاقوۃ الا باللہ

ہم توجہ نہین کرتی تھے ذرا تم ہو وہی
ہاتھ کیا باندھا وہ بھول گیا تم ہو وہی
چوم سکتے نہ تھے نقش کف پا تم ہو وہی
ناک رگڑا کیے پاؤن پہ سدا تم ہو وہی

ایک بوسے کے لیے کرتے تھے منت میری
لاکھون لیتے تھے بلائین یہ سماجت میری

ناز بیجا سے ستاتے تھے وہ دن بھول گئے
ہم تمہین شوخیان سکھاتے تھے وہ دن بھول گئے
آپ مین آپ نہ آتے تھے وہ دن بھول گئے
بوسہ کیا منہ نہ لگاتے تھے وہ دن بھول گئے

ناز معشوقون سی عاشق کو نہین بیاہر
یہ غرور آپ اب خاک نہین بہیتا ہے

۲۲

یاد ہی ایک ما نے کبھی اسنے ضد کی
جی ہی کچھ جانتا ہوگا جو گذرتی ہوگی

رنج پر رنج دیے اسنے جب جاہی تھی
چین سی ایک گھڑی بھی نہ کٹی ہوگی کبھی

پاون پھیلا کے نہ آرام سی سوتی ہوگی
پھرون سر زانو پہ رکھہ رکھہ کے کبھی روتے ہوگی

۲۳

گر نہین تمکو ہماری نہ ہوا چاہ خواہش
تم ہو کیا چیز کروگے مری تم کیا خواہش

نہ ہی ہمکو ہے آپ آپکی اصلا خواہش +
اب بھی رکھتا ہی مرے تک زمانا خواہش

اسیے اچھو نکی تمنا ہے کہ یہ بات کہر
سیکڑون چاہتے ہین سبہی ملاقات کرکر

۲۴

آگی بھی آیا اس طرح کوئی خواہان تہا
کوئی آگے نہ ملا ہمسا مطیع فرمان

آگے بھی قدریہ کرتے تھی حسینان جہان
آگے بھی انکو دعوی تہا کہ ہون سحر بیان

دلمین شرمندہ نہین ہوسکے گتنی ہو ذلیل
کوئی سوجھا نہ جواب ایک و ٹہائی نہ دلیل

۲۵

ہنسکے پھر کہنے لگے خوب یہ رنجش ہی تہی
اوسے اٹھے آزردہ ہوئی اولٹی جتائی خفگی

واہ واہ واہ مری آپ نے کچھ قدر نہ کی
منصفی اوٹھہ گئی دنیا سے یہی ہے ٹھہر

عیش سب ترک کئی آپ کو پابند ہوئی
حیف کی جا ہے کہ اس پر بہی نہ خورسند ہوئے

۲۶

دل لگی ہم ہی جو اپنی کہین پیدا کرتے
غیرون کو ساتھ و یا سیر و تماشا کرتے

آپ کیطرح اگر جلسون مین جا یا کرتے
کیون جی کیون بولو تو اوسوقت کہو کیا کرتے

اور تو کیا کہون بس جان پہ بنجاتی ہے
اتنی صورت بہی کسیکو نہ نظر آتی پہر

ولیس اب وٹھ چکی آؤ گلی لگ جاؤ
تو اوسی طرح سے کلیجے سے ہمین لپٹاؤ
خفگی ہو چکی تیدنہ اب بکواؤ
دیدۂ تر سے تو رومال ذرا سرکاؤ

ابہی یہ قصۂ رنجش کہین مشہور نہین
ابہی غیرونکی زبان پر بہی یہ مذکور نہین

پہر جہٹ کہری خوو لیلین بلائین چٹ چٹ
ابہی آواز ہی کسے سے ملگئے ابہی جہٹ پٹ
مچہیان لیکے لگے کہنے کلیجے سے لپٹ
ہین سنے انکار کیا سینکے تو بولے چل ہٹ

روٹہنا ہو چکا ملجاؤ نہ تکرار کرو +
پیار ہم کرتے ہین تو تم بہی ہمین پیار کرو

ہنس پڑین سنکے جو یہ سنکے تو خود بہی ٹہرے
اپنے دامن ہی سے آپ خود آنسو پونچہے
اوٹہ گئے پہر تو حجاب اونکے ہماری سے لگے
بہتے تہے سر سے وہ گذری ہوئی قصے چہیڑے

شکوے ہونے لگے آپس مین گلہ ہونے لگے
ہم ادہر رونے لگے اور وہ اودہر رونے لگے

ضبط ہر چند کیا ضبط مگر ہو نہ سکا +
ہچکی موقوف ہوئی میری تو مین نے پوچہا
اس اطاعت کا مری جان سے یہی تہا بدلا
خیر اچہا کیا جو تمنے کیا خوب کیا

سمجہ اب مجہے کیسے ہو کا نہین
نقد دل دیکے خریدون وہ خریدار نہین

نہ ملون گا نہ ملون گا یہ جدا تم ہو وے ہے
بیخطا مجہہ پہ کبہی جور و جفا تم ہو وے ہی
خود غرض رنج رسا اہل دغا تم ہو وے ہے
قول و اقرار کے برعکس کیا تم ہو وے ہی

پاس غیرونکا کیا اس نبہایا نہ ہمین
دور ہی سے صدی دلی کیا کیا نہین

یہی اقرار ہے یہ قول ہے یہ وعدے تہے
عہد پر عہد کہے تہے بہی قسمین اہا کر
غیر سے ملنے کے لکہے تہے مچلکے کیسے
یہی ہوتی ہین غرض اہل وفا کی شیوے

وہ محبت وہ عنایت وہ اطاعت کیا ہوے
وہ خوشامد وہ لجاجت وہ سماجت کیا ہوے

۳۳

سوچ رہ کے یہی آتا ہے مین کیا سمجھا
اب جو سمجھا تو یہ سمجھا کہ نہ کچھ تھا سمجھا

ابتدا مین تمھین افسوس نہ ایسا سمجھا
ہاے اس دل کا برا ہو تمھین اچھا سمجھا

اب جو پچتاتی ہین پچھتانی سے کیا ہوتا ہے
سیکھتا ہے وہی ایجان جو کچھ ہوتا ہے

۳۴

اس خوشامد کا معما نہین مجھ پر کھلتا
مین جو ہی ہون کہ سب مجھے جانتے تھے آپ پیا

آپ کو میرے ملاقات سی اب فائدہ کیا
کچھ نہ کچھ گون سہے نہ مانو نگا نہ کبھی پروا

آشنا سے غرض ایجان سے کس کے کب ہو
تم وہ عیار وہ دمساز وہ خودمطلب ہو

۳۵

بس سخن ساز ہو باتین نہ بناؤ صاحب
بندہ ہشیار ہے اب ہو چکین آؤ صاحب

دشمن جان ہو محبت نہ جتاؤ صاحب
کسی نادان کو اب دم پہ چڑھاؤ صاحب

اب سمجھے اس لب جان بخش کا بوسہ سم ہے
یہ بلاتین ہین بلا ہی پیار تمھارا دم ہے

۳۶

صدمی بھولی نہین صاحب شب تنہائی کے
دل سے یاد ہین اپنے دل سودائی کے

دن بھی یاد ہین پیش نظر ذلت و رسوائی کے
غم رہتے تھے سدا باد یہ پیمائی کے

آشنا دیکھ کے صورت مری رو دیتی ہے
طعنون سے بھی خجالت مین ڈبو دیتی ہے

۳۷

ایک دل جسم پہ مری جان جفائین لاکھون
خوش ہون اک گھڑی رنج اٹھائین لاکھون

ستم و جور کی تنہا پہ بلائین لاکھون
شکوے کیونکر نہ زبان پہ مرے آئین لاکھون

اپنی جان باز کی تب قدر کروگے صاحب
کسی بیدرد پہ جس دم سے مروگے صاحب

اب عبث کرتے ہو بندیں صفائی کا سوال
دیکھیے پڑ گئے آئینہ رخسار میں بال
خط نکل آیا تو ہے رفع کدورت کا خیال
جب صفائی نہ رہی پھر تو صفائی ہی محال

حسن جاتا رہا اک بات فقط باقی ہے
حسن تک حسن ملاقات فقط باقی ہے
۶۰

اب تلک حسن پہ مغرور بدستور ہیں آپ
سچ ہی خواہاں ہیں بہت آپکی مشہور ہیں آپ
بل بے اغماض ابھی رشک رخ حور ہیں آپ
بندہ موسی نہیں گو صاعقہ طور ہیں آپ

گو ہر یکجان زمانہ ہے تمہارا گاہک
کوئی مل جائے گا ہمکو بھی ہمارا گاہک
۶۱

اسقدر کس لیے کی آپنی اپنی تعریف
خندہ دشوار ہی از بسکہ طبیعت ہی لطیف
آپ تو فضل الٰہی سے ہیں اک ذات شریف
ایک عالم میں پھیہوں آپ اگر ہوں حریف

طوطی خط پہ نگہ کیجیے بیجا ہے غرور
اپنے منہ سے میاں مٹھو ہیں مثل ہے مشہور
۶۲

بس قلق اتنی رکھائی سی شکایت نکرو
سو نہیں آ کے دیتے ہیں غفلت نکرو
سنتیں کرتے ہیں وہ قطع محبت نکرو
او بے وقت سے پچھتاؤ حماقت نکرو

ہاتھ بھی باندھ دیے پاؤں پہ سر دہر لیے ہیں
جو تمہیں چاہیے تھا چاہ سو وہ کر لیے ہیں

تمام ہوا

## قیصر

انکا حال کچھ دریافت نہیں واللہ اعلم یہ کون بزرگ ہیں مگر تذکرۂ
سراپا سخن سے اسقدر واضح ہوتا ہی کہ یہ تخلص ہی شہزادہ
مرزا محمد خورشید بخت بہادر کا خلف اکبر مرزا
محمد آسمان قدر بہادر مغفور کے ہیں پوتی ہیں مرزا محمد
خرم بخت بہادر بن مرزا جہاندار شاہ بہادر کے
شیخ گدا علی شیدا شاگرد رشید مرزا دبیر صاحب سلمہ اللہ تعالی سے انکو شوق
ہی بسبب پیری اور تصنیف کتاب کے فکر شعر کمتر فرماتی ہیں
بہرحال یہ واسوخت جس بزرگ کا ہی خوب تصنیف فرمایا ہی

# واسوخت قیصر

۱

کل کا ہے ذکر نہ واقف تھا دل آزار سی — تھا خبردار نہ مطلق تو ستمگاری سے
کام تھا اُٹھہ پہر کب تجھے خود داری سے — کب تھا کل تک تو خبر شیوۂ عیاری سے

نام سی عشق و محبت کی خفا ہوتا تھا
ہنستا تھا تو جو کوی آن کی دکھہ روتا تھا

۲

جب تجھی ہوش تھا دن تھی وہی کچھ اچھے — آگہی حسن سی مطلق نہ تھے تجکو اسے
نام الفت کا اگر تذکرہ نہ سن لیتے تھے — ہمسے تم پوچھتے تھے چاہنا کہتے ہیں کسے

عرض ہم کرتے تھے ای احت جان تا کام
نام معشوق تمہارا ہی مرا عاشق نام

۳

کل تلک وہ تھا تہا دن رات محبت کا مزا — کبھی دم بھی نہ تم ہوتی تھے پہلو سی جدا
دے لگے دونوں کی مرادیں دیا کرتا تھا خدا — شکر خالق کا کیا کرتے تھے دن رات ادا

جب تلک سایہ تھا سر پہ مری خالق میرا
کیا کہوں عشق و محبت کا جو اوٹھتا تھا مزا

۴

صبح کا میرے صنم آئینہ تیرا رو تھا — شب کے بالین تھی تری میرا سدا بازو تھا
تکیہ زانو کا ترے رونہ مرا پہلو تھا — بیٹھہ کروٹ مین جو ہوتی تھی تو روتا تو تھا

دیکھا کرتا تھا صنم جسگھڑی تو خواب برا
میری چھاتی سے لپٹ جاتا تھا مجکو چونکا

۵

ہو مین حیران الٰہی کہ ہوا آج یہ کیا
سبب ہے غرض اسکا یہ بڑا تفرقہ پڑ جائیگا
مجکو کچھ اور نظر آتا ہے الٹا الفت کا
آج دشمن ہے جو محبوب تھا کل تک میرا
کون آیا خلل انداز مرے صحبت مین
فرق آیا جو مری عیش مین اور عشرت مین

۶

بندہ پرور مجھے بتلاؤ تو باعث اسکا
ایسا کیا کان مین صاحب کے کسینے پھونکا
کونسی بات سی میری ہوئی تم مجھسے خفا
ٹہری جب ترک ملاقات تو پھر جھگڑا کیا
کر دی یون ترک ملاقات خطر کسکا ہی
مجھپہ کیون دہرتی تہمت ہو تمہین ڈر کسکا ہی

۷

تا دم مرگ مین سمجھا تھا نہ ہوئیگا جدا
اوسکے برعکس ہوا دلمین جو کچھ سوچا تھا
چاہیگا وہ بھی مجھی جسکو کہ مین چاہونگا
سب غلط فہمی تھی اور سارا گمان تھا بیجا
بیوفا سے کوئی دنیا مین محبت نکرے
مری انسان اوسی پر کہ جو اپنی پہ مرے

۸

گر کسی اور سے اسدرجہ مین الفت کرتا
میری تلوونکی تلے آنکھین وہ اپنی دہرتا
قدر کرتا وہ مرے اوسپہ مین مرتا پھرتا
پھرتا شیدا وہ مرا اوسپہ سدا مین مرتا
جیسے سب جانتے ہین تو کہہ پہ ہو جاکو ڈالے
لیکن اللہ نہ بے قدر سے کے ڈالی پالے

۹

کوئی بھی جانتا تھا پہلے بھلا تو سے کیا
آئینہ تجکو دکھایا تھا سو اسنے کھویا
میرے باعث سی جہان مین ہوا تیرا شہرا
اپنی جب قدر ہوئی تجکو تو منہ موڑا
ناز و انداز تجھے مین نے بتایا ناحق
تجھسے ناقدر کو مین راہ پہ لایا ناحق

۱۰

پوچھو تم کہ نکرتا تھا کوئی تم سے بات
کون جی آپ کا بہلاتا تھا کیسے دن رات
کٹتی تنہائی مین برسون تھی تمہاری اوقات
کون پہرتا تھا ملازم سا بنا ہر دم ساتھ

ناز بیجا تیرے ہر روز اوٹھاتا تھا کون
سر تہِ تیغ ترے روز جھکاتا تھا کون

۱۱

تیری چاہت مین بھلا کسکو ہوا تھا سودا
کون وقت مین تری جینے سے اپنے تھا خفا
کسکا یوسف تھا تو اور کون زلیخا تھا ترا
کسکا لیلے تھا تو اور کون ترا مجنون تھا

سچ کہو اون روز و ان کسی پیہ تو ہوتا تھا خفا
کون قدموں پہ تری سر کو جھکا دیتا تھا

۱۲

سیر گلزار کو کب آپ چلا کرتے تھے
مہندی کب ہاتھو نمین دن رات ملا کرتے تھے
وضعداروں سے کب اسد رجہ ملا کرتے تھے
کب دل غمزدگان تمپہ جلا کرتے تھے

گلبدن کون سمجھتا تھا تمھین ماہ لقا
تمپہ ہاتھو نکا بنا کرتا تھا کب گلدستا

۱۳

عطر کب بالونمین دن رات لگا کرتا تھا
شانا اون پہ ہارو نکا کب ڈھیر چڑھا کرتا تھا
خاصدان آپکے کب ساتھ پھرا کرتا تھا
سرمہ اور آئینہ کب پاس رہا کرتا تھا

کب سلیے بانکی بھلا آپ پھرا کرتے تھے
ساتھ کب لکھنو کے شہدے رہا کرتی تھے

۱۴

زیب تن ہوتا تھا کس دن انگرکھا بھاری
کب کمر پاس رہا کرتے تھے سلکی چولے
کب گندھی رہتی تھے چٹی سی تمہاری چوٹی
سبنلے زن کی کب آتی تھے بو عنبر کے

اب جو یہ بات ہے یہ بات کہاں تھی آگے
یہ خوش اوقاتی کے اوقات کہاں تھے آگے

۱۵

شیشہ و جام پہ کب رہتے تھے آگے یار
نرگسی چشم مین کب رہتا تھا اسد رجہ خمار
چھلے کب رہتے تھے پورو نمین آگے گنڈہی دار
ایسی کس روز تھے آگے تری جوبن پہ بہار

ہاتھ مین کب تری گودے کی چھڑی رہتی تھی
بدھی کب پھولونکی شانو نپہ پڑی رہتی تھی

کہ آنکہون مین لگا کرتا تہا کسدن کاجل
کب خجل کرتے سے تہے یاقوت حنا ہاتہ مین مل
رہتا کس روز تہا سنبل کیطرح زلفین بل
طبع اوباشی پہ کسدن سے تہے تمہارے مائل

مستی کس روز کیا کرتے تہے ہو ہو کے بیچل
کب شفق کرتے سے تہے تم پان کی سرخی تحول
۱۷

تجہکو آراستہ جب کر چکا حسب دلخواہ
راہ پر لایا یہان تک کہ ہوی تم گمراہ
آرسی تجکو دکہانے لگا ہر شام و پگاہ
راس آئی نہ مجہے تجہے بہی ہو سکے نباہ

تجہکو کر حسن سے آگاہ پشیمان ہوا
آئینہ تجکو دکہا خوب مین حیران ہوا
۱۸

ہوی چاہت کے سبب جب ای ماہ لقا تم قابل
تمسے بہلا ہنگی جس روز کہ گہبرایگا دل
سمجہے جاناکہ امیدین ہوئین اپنی حاصل
ہو گا آغوش مین لینی سی تری دکہہ زائل

جبکہ افکار زمانہ سی مین گہبراونگا
تجکو آغوش مین لونگا تو سنبہل جاؤن گا
۱۹

سمجہا تہا چاہونگا جسکو وہ مجہے چاہی گا
عاقبت ہوگا نہ ہرگز تو کبہی یار مرا
ایسی باتونکا گمان بہی نتہا دل مین اصلا
ملگئی خاک مین محنت مری جو تجہہ کیا

بہلی گر جانتا محنت مری ضائع ہوسکے
تجہہ قربان کبہی اپنا نہ مین کرتا جے
۲۰

رشک کیونکر نہوا ای یار ذرا انصاف ہو
بات ہمسے نکرو غیر سے ہنسکر بولو
اپنے کو غیر صنم غیر کو اپنا سمجہو
ہم جلین روز صنم راتون کو تم عیش کرو

رشک سی کیون نہ جلی عیش کا خرمن اپنے
محفل غیر ہو جب شمع سے روشن اپنے
۲۱

تمسے بہتر ہے بس اب ہمکو کنارا صاحب
ہیگا ہر شخص کو جی اپنا پیارا صاحب
اپنا ہوتا ہے کسی رنج گوارا صاحب
لی اجل اپنے تئین کسنے ہی مارا صاحب

قیصر

اپنا جی مفت مین کیون آپ سی ہم کہو دینگے
حسب خواہش جسی چاہینگے بنا لیوینگے

۲۲

اور اک رشک پری ضد سے تری لاونگا
راہین جو ناز کی ہر اک اوسکو مین سکہلاونگا

ناز و انداز سب اوسکے تجہی بتلاونگا
بعد چندی سکے مین اوسکو تجہی دکہلاونگا

بحر حسن اوس پریرو کا جو کبہی جوش کری
حسن اپنا تو غرض آپ فراموش کری

۲۳

مجلس آرا جو ہو محفل مین وہ خورشید لقا
شمع محفل وہ سنے جل سکے تو ہو انگارا

اوسکے ہو رو برو معلوم تو گویا ذرا
حسن مین چاند وہ ہو تو ہو ستارا اوسکا

وہ مہ نو ہے اور تو مہ کامل ہو جاے
دن بدن اوسکو ترقی ہو تو نہ اتل ہو جاے

۲۴

اوس صنم کے جو نظر آئین کبہی سر کے بال
دیکہکر اوسکے جبین مہ کا ہو سینہ غربال

زیست اپنی ہو تجہے دیکہکے غیرت سے وبال
اوسکے ابرو کے تصور سے خجل ہووے ہلال

زلفین وہ ہو وین کہ قربان ہو جسپر سنبل
مار غیرت سی مری دیکہکی اوسکی کاکل

۲۵

ہون وہ رخسار کہ رخ ساری جہانسے پہر جاے
وصف سے لیکر زبان سکے بہی قاصر رہ جاے

دیکہکر اوس در دندان کو گہر منہ نہ دکہاے
چشم نرگس بہی ون آنکہون سے اگر آنکہ چراے

اوس زنخدان کی خوبی کو جو تو گوش کرے
ساری خوبی کو اپنی تو فراموش کرے

۲۶

جب نظر تیری پڑی چاہ ذقن پر اوسکے
اوسکی گردن جو صراحی سی نظر تجکو پڑے

جینے سے ڈوب کر مرنا تو غنیمت سمجہے
رشک سے اپنا گلا ہاتہون سے اپنے کاٹے

ساعد و بازو کی ہاتہون سے تو دنران سے جلے
کف افسوس تو اوس دست حنائی پہ ملے

تجکو وہ حور لقا سینہ جو اپنا و کھلاے
سر سے تا پا تجہے غیرت سے پسینا آجاے
دیکہکر ناف کو تو لجہ ٔ گرداب مین آے
ساری سج دہج یہ تری ایک گہڑی مین وہ بہلاے

شاخ بلور بہی شرما ہی یہ مہوا وسکے ران
شکل آئینہ جو تو دیکہ سلے ہووی حیران

۲۸

ساق پاکو تو کبہی اوسکے اگر غور کرے
شاخ مرجان کی خوبی تری نظروں سیہ گرے
گر کف پاکو تو اوس گل کے حنائی دیکہے
آگ تلو ونسی سے لگے مغز مین جاکر کے نیکے

رشک شمشاد اگر باغ مین بہی سیر کو جاے
سرو استادہ ہر اک اپنی جگہ پر رہ جاے

۲۹

جانیکا غیر کے گہر جب نہ تمہین پاس رہا
کیا کہون دلکو جو اوسدم مری صدمہ پہونچا
جلکے مین بہی جو مری جی مین تہا سو گذرا
چلو بس جانے دو بہتر ہوا جو کچہ کہ ہوا

ہم گنہگار ہین پر آپ کو لازم ہے عطا
ہے صنم ہر گہڑی انسان مرکب بخطا

۳۰

ایسا غصہ نہین معشوقون کو لازم بخدا
عفو تقصیر کرو مجہسے ہوئے ہو جو خطا
آو ملجاو لبا لب طول سخن تا بہ کجا
تجہسے آزردہ ہون اے یار یہ کیا منہ ہے بہلا

جلکے پروانہ رخ شمع پہ جی کہوتا ہے
دیکہو معشوق سے عاشق بہی خفا ہوتا ہے

۳۱

اب بہی اون باتونسی تم اپنی اگر ہاتہ اوٹہاو
نام اغیار حقیقت مین اگر دو سے تمہیں بہلا تو
بہوسکے بہی کبہی دروازہ پہ تم اونکی نجاو
دل سے تم عہد کرو ہاتہو نسے قرآن اوٹہاو

تب تو قیصر سے صنم ویسی ہی پہر الفت ہے
پہر وہی عشق و محبت ہے وہی صحبت ہے

تمام ہوا

## لاادری

انکا نام اور تخلص کچھ دریافت نہین ہے
واللہ اعلم یہ کون بزرگ ہین اور کس کے
شاگرد ہین اور کہان کے رہنے والے
ہین یہ واسوخت جسقدر بہم پہونچا مندرج
مجموعۂ ہذا کیا گیا اور بخیال لفظ لاادری
ردیف لام مین شامل کردیا جیسا کہ بعض تذکرون
مین الا اعلم و لاادری کو ردیف لام مین شامل کیا ہے
طرز کلام سے ظاہر ہوتا ہی کہ شاعر خوش فکر ہین فقط

## واسوخت لا ادری

۱

ابتو کچھ نام خدا طرز نیا سیکھے ہو — جانجان کس سی یہ انداز و ادا سیکھے ہو

ہمسے یون ترک وفا کر کی جفا سیکھے ہو — دو جواب اسکا ہمین بات یہ کیا سیکھے ہو

چار دن صحبتِ اغیار مین کیا بیٹھے تم

آشنائی سی مری ہاتھ اوٹھا بیٹھے تم

۲

ہمسی تھا الفت و یا غیر سی الفت ہی تمہین — بغض ہے ہمسے رقیبون سی محبت ہی تمہین

صحبت غیر سی اکدم نہین فرصت ہے تمہین — ابتو از بسکہ مری نام سی نفرت ہے تمہین

کسکے بہکائی سے بہڑکے ہو بتاؤ ہمکو

شمع کیطرح نہ ہر لحظہ رلاؤ ہمکو

۳

بندہ پرور نہ اگر تمہین عاشق کا خیال — کیتو دل کو کیا سبزہ روش یون پامال

دولت حسن سی غیرونکو کیا مالا مال — کسطرح ہو نہ بہلا اپنی طبیعت کو ملال

کل کی ہے بات ترے عشق مین رسوا ہم تھے

تم تو معشوق نہی اور عاشق شیدا ہم تھے

۴

ہم سوا کون تری زلف کا دیوانہ تھا — کون اس شمع رخ صاف کا پروانہ تھا

کس زبان پر تری حسن کا افسانہ تھا — کسکا روشن تری اس مغز سی کاشانہ تھا

انجمن مین تری مشتاق نہی مائل ہم تھی

شمع محفل نہی تم اور رونق محفل ہم تھے

غیر اگی تری محفل مین کہان رہتی ستے
مثل گل ہم بہی سدا خندہ زنان رہتی تہی

یون رخ گل کیطرف کب نگران رہتی تہے
کاہیکو تم مری آنکہون سی نہان رہتی تہی

یا تمہین صحبت اغیار سی فرصت ہے نہین
الفت غیر ہی اب ہمسے محبت ہے نہین

دیکہو دکہلاؤ نہ صدمہ غم فرقتکا ہمین
نہ سزا وار کرو رنج و مصیبت کا ہمین

دو نہ پیغام کبہی ترک محبت کا ہمین
سنہ نہ دکہلاؤ شب ہجر کی ظلمت کا ہمین

صحبت غیر سی ہاتہ اپنا اوٹہا بیٹہو تم
اب بہی صاحب مری آغوش مین آبیٹہو تم

یاد وہ دن بہی تو کچہ جی مین کرو اپنے ذرا
دردسر کا جو بہانا مین کبہی کرتا تہا

تم پہ عاشق تہی ہم اور تم تہی ہماری شیدا
دم بدم پہونکتی تہی پڑہ پڑہ کی دعائین کیا کیا

سر مرا دست بلورین سی دباتی تم تہے
لا کی صندل مری ماتہے پہ لگاتے تم تہے

پاس اک لحظہ تمہاری جو نہ ہم آتی تہی
پہر جو تم آتی تو ہمسے بہی فرماتی تہے

روتی پہرتی تہی مری واسطی غم کہاتی تہی
ہم تمہاری لیی بیٹہی ہوئی گہبراتی تہے

بخدا جمسی فدا اسکے رخ گلگون مین تہا
رشک لیلی تہی تم اور غیرت مجنون مین تہا

سیر زائی کی سب انداز سکہاتی ہم تہی
نرگسی چشم مین سرمہ بہی لگاتی ہم تہی

اور بکہری ہوئی زلفونکو بناتی ہم تہی
اپنی ہاتہو سنی تمہین پان کہلاتی ہم تہے

غیر کا دخل نتہا طالب دیدار تہے ہم
ساری باتو نمین غرض آپکی مختار تہے ہم

آگی بتلاؤ تو یہ طرز سزا لاکب تہا
[illegible]

بانکپن کا کہو انداز نکالا کب تہا
[illegible]

آ کی اپنا گل عارض نہ دکھایا ہمکو
یاد یہ جی مین رکھو دل سی بُھلایا ہمکو
کی ہنسی غیر نے سے ہر لحظہ رولایا ہمکو
پر یہی اب دل نالان نی سمجھایا ہمکو

ص ١٧
کیا نہین باغ جہان مین کوئی گلرو پیدا
تو بہی اب ڈہونڈہ کی کرلی کوئی مہرو پیدا

سو یہ مطلب ہی میرا آپسی مطلب ہین کیا
اب ملو غیر سے تم یا نہ ملو جا کی سدا
مین تمہاری ہی بہلائیکی سے لیے کہتا تہا
مانع اس امر کا زنہار نہ بندہ ہوگا

ص ١٨
اب تمہین صحبت اغیار مبارک ہووی
اور ہمین صحبت دلدار مبارک ہووی

ابتو اک شوخ پہ جی اپنا فدا رہتا ہی
اوسکی باتونمین یہ دل اپنا لگا رہتا ہی
اپنی پہلو مین وہ گل صبح و مسا رہتا ہی
آپکی نام سی جی اپنا خفا رہتا ہے

ص ١٩
کام کیا ہمکو تمہاری گلرخسار سے ہے
تمکو اغیار سی صحبت ہمین دلدار سی ہے

اور وہ دلدار کہ ہو سکتی نہین جسکی ثنا
غیرت حور اگر کہیے اوسی تو ہے بجا
ہی یقین دو نو جہانمین نہین ثانی اوسکا
اوسکی ہر بات مین ہی عشوہ و انداز و ادا

ص ٢٠
اب اوسی غیرت خورشید پہ قربان ہین ہم
تمسی کیون ملکی عبث مضطر و حیران ہین ہم

دیکہو محفل مین تمہاری اوسی ہم لاوینگی
باتین جلنی کی تمہاری اوسی سکھلاوینگی
صورت اوس غیرت مہ کی تمہین دکھلاوینگی
دو گھڑی جیکو اوسی شغل مین بہلاوینگی

ص ٢١
چھیڑ کر تمسی ہنسی اور وہ رولائی تم کو
آتش رشک سی ہر دم وہ جلائے تم کو

تمسی ہنسکر جو کہی بات وہ خورشید لقا
تمکو [illegible]
پہر یہ حالت ہو تمہاری کہ بنجاوے بولا
[illegible]

سرخ ہنسنے مین جو اوسکا وہ رخ گل ہووے
کام نالی سی نہین صورت بلبل ہووے

۲۲ ہ

دیکھو وہ چہرۂ گلگون تو بری حالت ہو
کرکی نظارۂ حسن اوسکا عجب صورت ہو

عالم غش ہو نہ ہلنے کی ذرا طاقت ہو
کیا عجب صورت تصویر نہین حیرت ہو

دیکھو وہ زلف تو کرینے رہو فریاد بہت
پیچ و تاب اوس سی یہ کہا کہ کرو یاد بہت

۲۳ ہ

دیکھو وہ پارۂ مہتاب جو ماتہا اوسکا
اوسکی بینی کی صفت کا نہین مقدور ذرا

بس غم رشک سی اک سودہو سر مین پیدا
گر کہو نہین الف اللہ تو ہی اوسکو بجا

دیکھکر اوسکو یقین ہے کہ جگر چاک رہو
اپنی نادانی پہ ہر لحظہ غضبناک رہو

۲۴ ہ

کان وہ کان کہ امکان نہین ہو سجدا
اوس پہ نیرادکا رخسار ہر اک ہی گل سا

پہر گل سرخ کی تم منہ سی کرو اپنی ثنا
گر نظر اوس پہ رہو صورت بلبل شیدا

دیکھکر چاہ ذقن بس نہین سودا ہو جاے
غرق ہو بحر خجالت مین یہ نقشا ہو جاسے

۲۵ ہ

اوسکی ابرو پہ نگہ گرچہ کرو تم اکبار
تیر مژگان کو جو دیکھو تو ہون دلمین دوسار

صاف بس رشک سی پڑجای جگر پر تلوار
نرگسی چشم کی نظار سے گذری نہین خار

آنکہہ اوٹہا دیکھے جو وہ تکو تو جی کہو دو تم
ہی یقین مجسے جلو شمع نظر رو دو تم

۲۶ ہ

لب ہین اوس غیرت خورشید کہ رشک جان
غیرت گوہر نایاب ہین ایسی دندان

جیب سی لگجای نہین گرچہ کرو اپنی وہان
دیکہہ و نہین مثل صدف چاک کرو دل ہر آن

اوسکی وہ غنچہ لبی دہیان مین گر لاؤ تم

مجھسے کیا اوسکی سراپا کی بیان ہووی ثنا
جی پسا جاتا ہی ہر بات پر اوسکی اپنا
جلوۂ نور ہے لی سر سے وتا ناخن پا
کر کی نظارہ اوسی کہتا ہی دل صلِّ علیٰ

اس شباہت پہ وفادار وہ رشک گل ہے
جی فدا اوس پہ ہمارا صفتِ بلبل ہے

۲۸

یکبیک کیا ہوئی الفت وہ بتاؤ صاحب
کیا خطا ہمسی ہوئی وہ تو بتاؤ صاحب
آنکھین چار ہمسی کرو سر نہ جھکاؤ صاحب
ہر گھڑی ہی یہ کلام آپکا جاؤ صاحب

مجھپر اب آپ کا ناحق یہ عتاب اولٹا ہے
بات جب کرتا ہون سیدہی تو جواب اولٹا ہے

۲۹

یہ کہو کسنی تمہین ہین یہ سکھائین باتین
انسیت کی تو نہ ظاہر ہین کچھ آئین باتین
جو کبھی آتی نہ تہین تمکو بتائین باتین
ہان مگر تمنی بہت ہمکو سنائین باتین

نازبیجا سی دل آزردہ کیا واہ جی واہ
اپنی غم سی مجھی افسردہ کیا واہ جی واہ

۳۰

لیکن اب مجھسے نہ خاموش رہا جاویگا
اب غم درد کا افسانہ کہا جاویگا
ظلم یہ آپ کا ہرگز نہ سہا جاویگا
دفتر غم مرا محفل مین پڑھا جاویگا

یہ تو اب ہو ویگا غم مین تری فریاد کرون
تم مجھے بھول گئے اور مین تمہین یاد کرون

۳۱

تمنی در در کی سدا خاک ہمین چھنوائی
غم کی بدلی ہے مری کشور دل پر چھائی
اپنے ہر دم کی سہی جاتی نہین رسوائی
لی خبر تمنے ہماری نہ دم تنہائی

گھر چھٹا صورت مجنون ہوئے ویران ہوئے
سخت جان ہمتو بہت تہی کہ نہ بیجان ہوئے

۳۲

تو جو آزردہ ہوئی مجھسے تو جاتا ہون مین
آتش عشق کو اشکون سے بجھاتا ہون مین
دشت ویران کوئی جا کی بساتا ہون مین
تمسے اب اس دل وحشی کو چھڑاتا ہون مین

اب نہین آتی کا ہون بات کا سچا مین بہی
تم ہو معشوق تو ہون عاشق شیدا مین بہی

۵۲۳

غیر سی آپ کی شیرین سخنی ہے ابتو
کرتا برپا مجھے چرخ دنی ہے ابتو

دلبر اس غمسی مری آن بنی ہے ابتو
بخدا بات یہی دلمین ٹھنی ہے ابتو

میروم از در تو باز بتو رو نکنم
گر درت قبلہ شود سجدہ بآنسو نکنم

تمام ہوا

## لاادری

انکا نام اور تخلص کچھ دریافت نہین ہے
واللہ اعلم یہ کون بزرگ ہین اور کس کے
شاگرد ہین اور کہان کے رہنے والے
ہین یہ واسوخت جسقدر بہم پہونچا
مندرج مجموعۂ ہذا کیا گیا اور بخیال لفظ لاادری
ردیف لام مین شامل کردیا جیسا کہ بعض تذکرون
مین لااعلم و لاادری کو ردیف لام مین شامل کیا ہے
طرز کلام سی ظاہر ہوتا ہے شاعر خوش فکر ہین فقط

## واسوخت لاادری

۵۱

عشق بی طرح ستاتا ہی خدا خیر کری
غیر عالم نظر آتا ہی خدا خیر کری
بحر الفت مین ڈوبا تا ہی خدا خیر کری
دل بہت رنج اوٹھاتا ہی خدا خیر کری

گھیری ہی حسرت و غم دیکھیے کیا ہوتا ہی
نزع مین اب تو ہین ہم دیکھیے کیا ہوتا ہی

۵۲

دل پر رنج و غم و اندوہ و الم کا ہی وفور
روتی رہتی ہی ہمہ تن مردمک چشم مین نور
ناتوانی کی سبب آہ بھی کرتی ہی قصور
حسرت و یاس ہی دل پر عوض عیش و سرور

رشتۂ تاب و توان رنج و الم توڑ گئے
کیسی کیسی مری دمساز مجھی چھوڑ گئے

۵۳

دل تو کہتا ہی کہ چل کوچۂ جانان کیطرف
سینۂ تیر نگہ یار کا ہوتا ہے ہدف
جان کہتی ہی کوئی دم مین ہین ہوتی ہون تلف
سخت مشکل ہے بچا لیجیے یا شاہ نجف

بیطرح حال پریشان نظر آتا ہے
اب تو کچھ اور ہی سامان نظر آتا ہے

۵۴

ہجر جانان نی بہت حال کیا ہی ابتر
کبھی آنکھون سے بہی اشک کبھی خون جگر
خشک لب ہین مری تر چشم ہی زردی منہ پر
یہی حالت ہی تو پھر جان بچیگی کیونکر

صدمۂ ہجر فلک گر یہی دکھلاوی گا
ایک دن دم مرا گھبرا کی نکل جاوی گا

۵۵
سوجیا نا مرا منظور ہو اگر پیارے
ہجر کی مار ذکو اتنا نہ ستاؤ پیارے
جان بلب ہوں مجھی دیدار دکھاؤ پیارے
کشتہ تیغ تغافل کو جلاؤ پیارے

۵۶
درد فرقت سی لبوں پہ مری جان آئی ہی
او مسیحا ہی جہان وقت مسیحائی ہے

کیا سبب ہے کہ جو صورت نہیں دکھلاتی ہو
لطف کیوں غمزدگان پر نہیں فرماتی ہو
کیا خطا مجسی ہوئی ہی کہ جو ترساتی ہو
حشر کی روز کا بہی دہیان نہیں لاتی ہو

۵۷
میرا جینا تمہیں منظور نظر ہی کہ نہیں
دل میں کچہ روز قیامت کا بہی ڈر ہی کہ نہیں

فرط وحشت سی کسیدن جو میں گہبراتا ہوں
سو بیان سی ہی فزون رنج وہاں پاتا ہوں
بہر تسکین کبہی گلشن میں چلا جاتا ہوں
گل جو ہنستی ہیں میں اشک آنکہوں سی برساتا ہوں

۵۸
شکل گل سی تری آنکہوں تلی پہر جاتی ہے
یاد مجکو تری غنچہ دہنی آتی ہے +

دیکہا نرگس کو تو آیا تری آنکہوں کا خیال
برگ گل دیکہی سی دونا مجہی ہوتا ہی ملال
دہیان سنبل پہ گیا جب تری یاد آگئی بال
لب نازک تری یاد آتی ہیں خورشید جمال

۵۹
سرو صدمی لب جو پہ مجہی دکہلاتا ہے
قد موزون ترا پیارے مجہی یاد آتا ہے

ایک غم ہو تو پیاری کا وہ سی بہلائی کوئی
تجہ سو اداغ یہ جا کر کسی دکہلائی کوئی
دل پہ ہر پیچ دالم لیکے کہاں جائی کوئی
بلکہ دونی مجہی وحشت ہو جو سمجہائی کوئی

۶۰
دل وارفتہ ہی ای جان کہیں کٹتا ہی
روکنی سی بہی یہ طوفان کہیں رکتا ہی

بارہا اس دل ناداں سی یہی ہی کہا
بیوفا ہیں یہ غزالان تو امید وفا
دیکہہ مائل نہو ہر جہوں پہ از بہر خدا
ہار دالیں گی یہ دیدار کو ترسا ترسا

ہنسی ہت مل کہ بجز رنج یہ کیا دیتی ہین
نقش ہستی کو یہی لوگ مٹا دیتی ہین
سلاہ

ہین نے کیا کیا اسی سمجھایا نہ مانا اسنے
خاک مین میرا ملا دینا ہی ٹھانا اسنے
دشمنی اس مری سمجھا نیکو جانا اسنے
ناوک غم کا کیا مجکو نشانا اسنے

بعد مدت جو کیا کام تو یہ کام کیا
آپ برباد ہوا اور مجھی بدنام کیا
سلاہ

تیری غم نے یہ کیا حال ہمارا افسوس
تمنی اک لحظ کیا ہمسی کنارا افسوس
اب نہین زیست کا کچھ بھی سہارا افسوس
خاک مین ملگیا ارمان ہمارا افسوس

دور سی ہی رخ پر نور دکھایا نہ کبھی
نقش لیلی دل مجنون سی مٹایا نہ کبھی
سلاہ

بھولکی بھی کبھی اسطرف نہین آتی ہو
نتو آپ آتی ہو اور نہ ہمین بلواتی ہو
کیا مشتاقونکو دیدار سی ترساتی ہو
رحم مجھ حال شکستہ پہ نہین کہاتی ہو

لی لیا دل تو کیا ہمسے کنارا تمنے
بی اجل حیف ہمین جان سی مارا تمنے
سلاہ

یہی مرضی ہی جو پیاری مجھی انکار ہی کیا
وہی کرنا مجھی پیاری کہ جو ہو تیری رضا
دم نہ مارونگا اگر جان بھی ہو تنسی جدا
شکوہ کرنا یہ تقاضا بشریت کا تھا

تمنے جو کچھ کیا بہتر مری محبوب کیا
اور جو چاہو کرو جو کہ کیا خوب کیا

تمام ہوا

## مظہر

تخلص ہے تارک دنیا مقبول بارگاہ خالق کبریا جان جانان شہید مرحوم کا خلف الصدق تہے مرزا جان منصب دار باشندۂ دہلی کی صاحب دیوان فارسی و اردو تہی خود بہی اپنے زمانہ مین منصب دار بادشاہی تہی اکثر لوگ انکو درویش کامل خدا آگاہ جانتے ہین معلوم نہین کہ یہ اپنے عصر مین کس شاعر سے مشورہ رکھتے تہے تبرکًا انکا واسوخت درج مجموعۂ ہذا کیا گیا فقط

## واسوخت مرزا مظهر جانجانان

۱

روزی بقاصدی سر راهی شدم دوچار — پرسیدمش ز مظهر دیوانگی شعار
آهی کشید و گفت که از دست روزگار — آن بلبلی که بی رخ گل بود بیقرار

اکنون می طرب بایاغش نمی رسد
گل میبرد بباغ و دماغش نمی رسد

۲

گاهی چو سیل سوی بیابان نمیرود — چون ابر تر بجانب مستان نمیرود
بلبل صفت بسیر گلستان نمیرود — پروانه وار سوی چراغان نمیرود

از بیدلی بکنج غمی عهد بسته است
وز بیکسی بماتم خود خود نشسته است

۳

کو محرمی که داد رسان را خبر کند — در کوی دوستان و عزیزان گذر کند
بی اختیار گریه و فریاد سر کند — پرسند اگر ز حال سخن مختصر کند

یعنی چه جای حرف و مقام تکلم است
مظهر ز چند روز محل ترحم است

۴

تا چرخ [illegible] پی بیداد کرده است — دلهای دشمنان بغمش شاد کرده است
وحشتی شهر و [illegible] آباد کرده است — خوش مردمی بخستن ایجاد کرده است

رحمی بغربت دل دیوانه اش کنید
[illegible] بهانه [illegible] کنید

جانش بلب ز رنج و تعبها رسیده بود — تا وحشی بدام محبت کشیده بود
عمرے بخاک و خون ز تمنا طپیده بود — تا با مراد دل نفسی آرمیده بود

گرد این فلک بتیر ملامت نشانه اش
افتاد سنگ حادثه بر شیشه خانه اش

روزی مرا جنون ره ویرانه اش نمود — دیدم چو گشته بر سر خاک اوفتاده بود
گاهی اگر ز تار نفس عقده مے کشود — این بیت خود بمرثیهٔ خویش می سرود

در خاک و خون کشید سیاهی پسر مرا
پیش از اجل رسید قیامت بسر مرا

هر دو ستم بدشمنی آهنگ میکند — با هر که آشتی بکنم جنگ میکند
مینا بمن معامله سنگ میکند — داغم که مرگ نیز بمن ننگ میکند

ای چرخ بر سر چو من بیکسی غریب
الله اکبر این همه بیداد یا نصیب

**تمام ہوا**

## میر
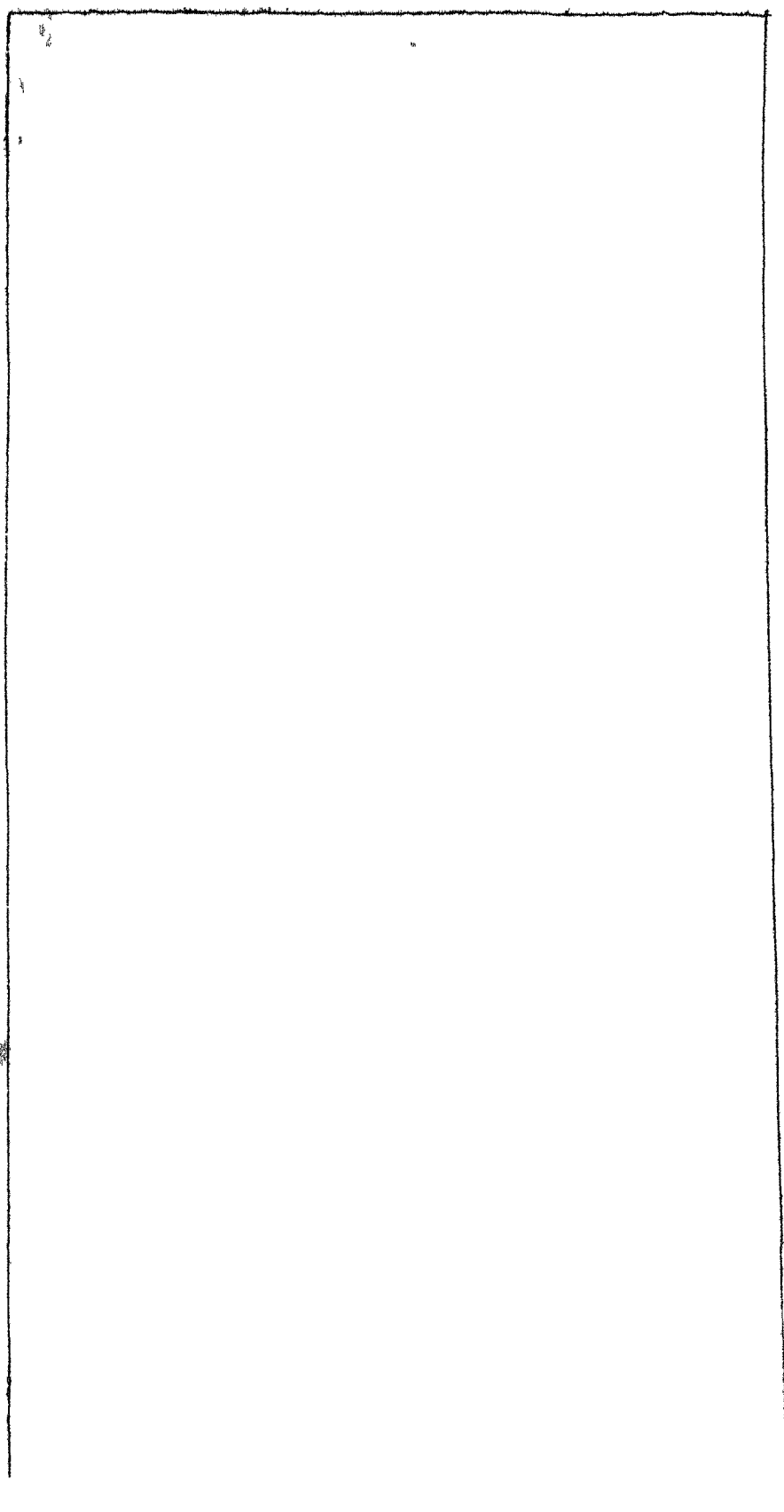
تخلص ہے بلبل ہند ملک الشعرا میر محمد تقی میر کا
خلف الرشید تھے میر عبداللہ کے اور ہمشیرہ زادہ
اور شاگرد رشید تھے سراج الدین علیخان آرزو کے
مولد انکا دہلی ہے اور مسکن لکھنو مین وفات
پائی سات دیوان اردو مع قصائد اور
مثنویات وغیرہ اور ایک دیوان فارسی اور ایک
تذکرہ اور ایک رسالہ حیر فیض النبی یادگار ہے

# واسوخت میر

طرز اے رشک چمن اب تو ہی کچھ تازی ہے | ساتھ غیرون کے مری حق مین سخن سازی ہے
داغ رکنے کو مری نہین سے گلبازی ہے | ہمدمی انسے تجھی ہے سب ہم آوازی ہے

گوش کر میری بھی شکوی کی طرف گل کی رنگ
حرکتی ترکتی روش غنچہ ہوا ہون دل تنگ

ایک مدت ہوئی بدنامی و رسوائی سے | بیکسی بیدلی دردلیتی و تنہائی سے
صبح جب دی ہی دعا گالی ترے کہائی ہے | ابتدا سے میری قلت تجھی خوش آئی ہے

خلق کیا کیا تری بیطوریون سی کہتی نہین
مین بھی ناچار ہون اب منھ مین زبان ہی نہین

ملتفت حال پہ ہونا ہے مری اب موقوف | بات گر دن کو کوئی ہو گئی تو شب موقوف
اے فریبندہ سخن رابطے کی سب موقوف | مہر و الطاف و عنایات و کرم سب موقوف

مہربانی سے کبھون کوئی جو ایدھر کی نگاہ
سو بھی اس طور کہ کیا جانیے کیدھر کی نگاہ

مین جو صحبت مین اٹھ بیٹھا تو ترکی بولو ہو | آنکھیں ادھر سے جو موندو ہو سو تم کھولو ہو
نام لیتے ہو کراہت سے مرا جو لو ہو | لگ چلی غیر تو تابع اسی کے ہو لو ہو

سوے حرف آنکی طرف چشم حمایت ادھر
ابرو اودھر کو جھکی لطف و عنایت ادھر

پیار تجھکو نہ کیا گر تہ اگر چاہتے ہم | کا ... تیری روش پہلی ہی پہنچانتی ہم
جی ہی جی جو مٹی تیرا وعدی نہ کبھو مانتے ہم | ... اب اٹھا ... اٹھانا ہم

اس قدر تجھسی نہ لگ چلتی نہ اتی اس راہ
تو بری ہوتا تو کرتی نہ تری اور نگاہ ؛

۵۶
یہ فریبندہ سخن گوش نہ کرتی ہرگز　　خواہش گنج دہن دل پہ نہ دھرتی ہرگز
بی شب وصل دن اسطور نہ بہرتی ہرگز　　لعل جان بخش پہ یون تیری نہ مرتی ہرگز

اتفاقات سے ہوجاتی ملاقات تو خیر
دل تجھ پہ رکھا جب نہ کوئی یار نہ غیر

۵۷
عشوہ و ناز و ادا سے کبھو تو کو گیا کام　　جی نہ بیچین رہا کرتا نہ دل بے آرام
ہوگیا یون تو کبھو ہوگیا آپسمین کلام　　بی رخ زلف ہمین کا ہیکو ہر صبح و شام

جنس اچھی تری پر گرمی بازار کہان
سرگران تو تو بہت ہو یہ خریدار کہان

۵۸
تجھسے جمہر و وفا دل کا لگانا تہا غلط　　آپ کو حرف غلط رنگ مٹانا تہا غلط
خط وہی قاصد کو تری اور جلانا تہا غلط　　آتش غم سے میری جی کا جلانا تہا غلط

اپنی نادانی سمجھیے کہ تو کیا نسخہ ہے
آدمی بہی کسو دانا کا لکہا نسخہ ہے

۵۹
غم نہین تجکو مری یاری وفاداری کا　　نہ خیال آوے ہی بندی کی گرفتاری کا
طور چھوڑا نہ تنک تو نے ستمگاری کا　　وہی عشوہ ہے شب و روز دل آزاری کا

پرسش حال کا بہی مجکو نہ ممنون کیا
یہی خاطر کو حزین دل کی تئین خون کیا

۶۰
ترک اخلاص کیا سب سے تجھی پیار کیا　　رحم دل اپنا کیا جان کو آزار کیا ؛
چاہ سے اپنی عبث تجکو خبردار کیا　　کیا کیا ہمنی کہ اس معنی کا اظہار کیا ؛

جو کہ الفاظ نہ شایان تہی سو تو کہنی لگا
وجہ بیوجہ تو ترپوش ہی اب رہنے لگا

آرسی کی کبھی صورت نہ دکھائی تجھکو
دلربائی کے نہ انداز سکھائے تجھکو
طرز پر سرکشی کی نہ سجھائی تجھکو
کیون بگڑتا تو جو ایسے نہ بناتے تجھکو

مستی چشم سے ہوتی نہ اگر تجھکو خبر
ایسی ہوشیاری سے کرتا نہ تو ادہر کو نظر

اور یہ پارہ بھی اس شہر مین مشہور ہوا اب
دیکھنا کچھ ہو اسی کا مجھے منظور ہوا اب
اسکی محبوبی و خوبی کا مذکور ہے اب
صرف اس پر کرونگا اپنا جو مقدور ہے اب

اوس کنی ضد سے تری شام و سحر جاؤنگا
گھر سے جس دم اٹھونگا اسکے ہی گھر جاؤنگا

وہ بھی سن شور وفا مجسے ملا چاہی ہے
کوئی دن انکو مجھے پاس رہا چاہی ہے
مختلط لطف و عنایت سے ہوا چاہی ہے
کام دل یون ہون اسی سی جو خدا چاہی ہے

پاؤ کا رخ بھی بتلاؤن دم اس سمت پھرون
خط تری بندگی کا غذ بادا اس کا کرون

مین بھی ناچار ہون تا چند جفائین بھی سہون
یا اسی ماہ کنی جا رہون گو اسمین ہون
قصد رکھتا ہون کہ اس شہر مین گھر مین ہون
خوبیان اور تری حسن سلوک اسی کہون

لیکن ترا مہر مری دونون ہین اسپہ معلوم
اسکی معلوم ہوئی روی دل اودہر معلوم

پھر تو جیکو مین کرون کا اسی سہ پہر قربان
بس بگولا سا ہوا تیری سی لیے سرگردان
راہ منزل مین پھرونگا اسیکی دست افشان
اس قدر مجھکو دماغ اب ہی کہان دل ہی کہان

نہ رہون مجور رو بیخواب شبون کو روتا
کاش مشتاق تری منہ کا نہ آشنا ہوتا

ابتو جو کچھ ہو دل اوس سے لگا بیٹھونگا
ہاتھ دا سوختہ ہو جسی اٹھا بیٹھون گا
اوسکے در اوپر درویش سا ہو جا بیٹھونگا
آون گا بھی تو تری پاس نہ آ بیٹھونگا

دور سے ایک نظر کرکے چلا جاؤن گا
سو بھی گنتی دنون پھر کا ہی کو مین آؤنگا

لاگ ہے جسنے دیا دین کہون قیل و قال
دل نشین اسکے کرون خوب طرح کہنہ مقال

ساری مجلس کی تئین اوسکے کرون واقف حال
بعد ازان ترک کرون کہاکی قسم تیرا خیال

پھر کبھو وہم مین بھی گذری نہ ملنا تیرا
جب تب در پہ اسیکی رہے ماتھا میرا

لگ چلون اوس سے صبا کی سی طرح شام و سحر
اسکی پاؤن تلی سے کے خاک کرون کحل بصر

روی گلرنگ سی اسکی نہ اوٹھی میری نظر
چپکی اسکی لب شیرین سے رہین دیدہ تر

در ہمی حال کی اوس گیسوئی برہم سی رہے
جی کو بیطاقتی اوس قد کی خم و چم سی رہے

نارسیدا تیری دل پھر نہ او ٹھاوی ہرگز
بات یہ تیری فریبندہ نہ بھاوے ہرگز

طرز رفتار تیری جیمین نہ آوی ہرگز
آنکہ خوبی کی طرف تیری نجاوے ہرگز

وہ جو سادہ ہی تو پرکار بھی ہوجاوے گا
اب جو بیگانہ سا ہی یار بھی ہوجاوے گا

فن معشوقی مین تیار کرونگا اسکو
شانہ و آئینی سے یار کرونگا اسکو

حسن سی اسکی خبردار کرونگا اسکو
ضد سی مین تیری بہت پیار کرونگا اسکو

فرش رہ دیدہ نمناک کرون گا واسطے
پلکون سے خار و خس پاک کرونگا وانکی

ہوگیا مجسی جو مانوس تو مرزا ہوگا
پوشش تنگ کا مصروف و مہیا ہوگا

گہیر جامی کا نہ سو گز سے کم اسکا ہوگا
پٹی بندون کا برو دوش پہ پہیلا ہوگا

چلتے دامن کی تئین لگتی رہی گی ٹھوکر
ہوگا ہنگامہ ادہر نکلے کا جیدہر ہوکر

۵۲۲

کس و ناکس اوسی سے یار یگانہ شفقت ہو گا
رشک سی او سکے ترا حال دگرگون ہو گا
ایسی سج سے تو اوسی دیکھکی محزون ہی گا
دل نازک ترا او سکی کا جگر خون ہو گا

شرم سی ہو گا نہ ایک آنکھہ اٹھانا مشکل
بلکہ ہو جاے گا اس کوچے مین آنا مشکل

۵۲۳

طنز و تعریض و کنایہ سے تبنگ آویگا
ربط و اخلاص مین دیسا نہ مجھی پاویگا
ناز کا طور فراموش ہی ہو جاوے گا
سیخن یاد رہی دل مین تو پچھتاوے گا

آشنا جتنی ہین بیگانہ نکل جاوین گے
سر جھکائی اوسیکی اور چلی آوین گے

۵۲۴

اب بہی تو بہی تو مجکو ہی وہی تجھسی پیار
وہی مخلص ہون قدیمی وہی ہین تیرا یار
چھیڑ کا ننگ نہین تیری نہ گالی ہی کا عار
بندگی کیش و وفا شیوہ و اخلاص شعار

چوٹ مجکو بہی غیرونکی ملاقات کی ہے
چھوڑی یہ تو پھر آزردگی کس بات کی ہے

۵۲۵

جی نہ ٹھہرا کبھی کام ایتھہ مری چہاتی سے چلے
شکوہ نالے سے زبان منہہ مین نہ ہمارے نکلے
دل نہ سینہ مرے شام و سحر کوئی سے ملے
آئی جانی کہین سی تو سے لیے لگ تیری گلے

زور سی بازو پہ اپنی مری سر کو رکھا
دست گستاخ پہ لی تیری کمر کو رکھا

۵۲۶

بس ہوس گیسوؤن سی دل کی تو بد نام ہوا
کالنسہ لیسونکی گہی مرتکب جام ہوا
بسکہ راتون کو رہا شہرۂ ایام ہوا
شوخ و مشتاقی و بد وضع ہی آشام ہوا

طور پر میری سعیشت کوئی دن اچھی ہے
ایسی بدکار سے صحبت کوئی دن اچھی ہے

۵۲۷

آیا گر غیر کی ملنے کی قسم کھاتا ہے
ذرہ ذرہ وسا ہی رہی اوسکا اوسی بہاتا ہی
میر ہی حضرت دل شنا نہ سی شرماتا ہے
دلکو واسوز سے منہہ پر یہ سخن لاتا ہے

ورنہ مشتاق ہی شوخی سے جگر خستہ ترا
کشتہ و مردہ ترا رفتہ و دل بستہ ترا

تمام ہوا
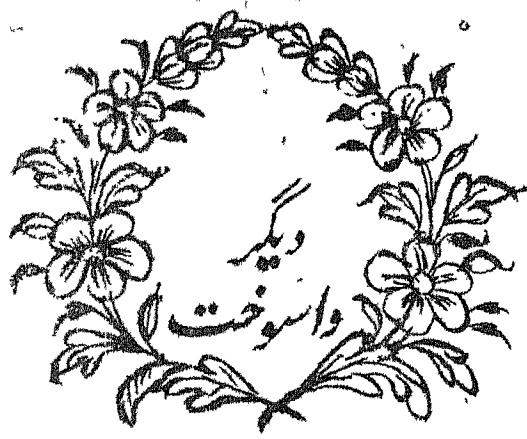
۱

پیچ کہو شہر مین صحرا مین کہان رہتی ہو — یان بہت رہتی ہو خوش باش کہو ان دنون
ان دنون یارونکی انکہو نسی نہان رہتی ہو — خوش رہو سیر سر محبان جہان رہتی ہو

اک طرف بیٹھی ہوئی ہم ہی لہو پیتی ہین
عشق کی جان کو دیتی ہین دعا جیتی ہین

۲

دل خوشی ہوتا نہین سبزہ ہی یا سنبل سی — یعنی اب عشق نہین مجکو خط و کاکل سی
ہمنشین داغ کہلی دل پہ مری سب گل سی — آچمن زار مین گل بار ہی کرون بلبل سی

شاخ گل پر تو وہ ہو اور لب جو پر مین
داغ کو دل پہ وہ لی گل کی تئین رو پر مین

۳

ہی زمین خشک مری دیدۂ تر سی پایاب — شہر و کہسار و بیابان سبھی ہین سیراب
ہر طرف اشک کی بہری ہین دو ان تپیلا — کام کرتی ہی جہان تک کہ نظر اب ہی

ہی عبث جیپی جو بہری کبھی بارش کا خیال
مین تجھ روتا ہون تیری غم مین علی قدر حال

۴

زہر ہی الماس کی ہین مشت نمک شک ہیچ — کسکو پیاری یہ بہم پہنچی ہین ایسی ابل تو
لذت درد سے مقدور ہو جب تک کر تو — دیکہہ زنہار ندی مرہم بدرو کو رو

ننگ ناموس کو مجبور جنون کی رکھہ نہ نظر
منہہ پہر آئی ہین مری جان بی ای زخم جگر

دن ہین گذرین کہ ای شوخ یہ خواری ہی مجہی
روز و شب درد و غم و نالہ و زاری ہی مجہی
تجہسی بی رحم ستمگار سے یاری ہی مجہی
بلکہ ہر روز کی شب ہجر مین بہاری ہی مجہی

اہل دل جانکی رکہتا ہی مجہی عشق بہ ننگ
کاشکی دلکی عوض کوئی ملا ہوتا سنگ

عاقبت کا نظر آیا نہ اک آثار ہمین +
حیف صد حیف میسر نہوا یار ہمین +
دلکی بیتابی نے ہر چند نہ کہا خوار ہمین
تیری کوچے مین کہین سایۂ دیوار ہمین

تا کہ وان نالہ و فریاد کیا کرتے ہم
اک طرف بیٹہہ تجہے یاد کیا کرتے ہم

کب تلک ہاتہہ سی خوبان نہ جفاکاری دین
تم کہو کب تئین یہ داد وفاداری دین
اس وفاداری کے بدلی یہ ہمین خواری دین
عشق ہی جرم جو کچہہ ہو تو گنہگاری دین

قصد فریاد ہی کر یار ٹک انصاف کرین
پہر دی گو سنگ کی کدورت سی ہمین صاف کرین

مت برس خاک پہ عشاق کی ہم کیا کم تہی
موج سیلاب پہ آنسو کی گئی عالم سے تہے
حرف دیروزہ ہی یہ وید ہی ہماری نم تہی
یعنی ای ابر کسی عہد مین ہم ہی نم تہی

عزم کر دینکا آبادی سے کراوتہی تہے
بیٹہہ کر دشت مین طوفان ہی کراوتہی تہے

کون تہا یان کہ مجہی دیکہہ ندامت رکہی
میر صد سال خدا تجکو سلامت رکہی
یا مری سر پہ نصیحت سے قیامت رکہی
تو نہو وے نہ مجہی کرکے ملامت رکہے

ورنہ اتبک تو مری خاک بہی ہو جاتی ہوا
لیگئی ہوتی تبرک کی طرح باد صبا

## دیگر واسوخت میر

۵۱

یاد ایام کہ خوبی سے خبر تجھکو نہ تھے
فکر آرائش کی شام و سحر تجھکو نہ تھی
سجدہ آئینی کی اور نظر تجھکو نہ تھے
زلف آشفتہ کی سدہ دو دوپہر تجھکو نہ تھی
شانہ تھا تا بکمر کوچۂ گیسو تیرا
آئینہ کا ہیکو تھا جیرت تئے رو تیرا

۵۲

آگہی حسن سی اپنی تجھی زنہار نہ تھی
پانوں چھول نہ پڑتا تھا یہ زفتار نہ تھی
اتنی مستی سی تری آنکھہ خبردار نہ تھی
ہر دم اسطور کمر مین ترے تلوار نہ تھی
خون کا ہیکو یون کوچی مین تری ہوتی تھی
دل زدی کب تری دیوار تلے روتی تھی

۵۳

خواہش دل کی ملاکرتی تھی ہر شب واد
سطلقا تجھسی نہ مربوط تھی ارباب عناد
طبع مین تیری تصرف تھا ہمین جلد سی یاد
کا ہیکو رہتی تھی کوچے مین تیری شور و فساد
طور پر اپنی تیری پاس ہم آجاتے تھے
حسب خواہش تجھی ہر شام و سحر پاتی تھی

۵۴

بند جامی کا جو وا ہوتا تھا وا رہتا تھا
تھوڑی رنجش مین گلی ہی سی لگا رہتا تھا
بی تکلف مری گھر آنکو آ رہتا تھا
ٹک سدا رہتی تو دیر آنکھہ ملا رہتا تھا
اسقدر قدر نہ تھی اپنی تری آنکھوں مین
سبب و بانہین یہی رہتا تھا میری آنکھوں مین

۵

آستینون مین نہ تھی چاک نہ دامن مین — تُکمی کا ہیکے تھین لگتی تھے پیراہن مین
یہ طرح کب تھی دوپٹی کی تلی چیتون مین — بھرتی کس روز تھی یون کیڑی بھی انگیا پہن

بند ملتی ہوئی ہر دم نہ گُھری رہتی تھے
پیچ پگڑی کی گلی مین نہ پڑی رہتی تھے

۶

کس دن اتنا تھا پر اگندگی مو کا خیال — دو دو دن چہری پہ بکھری ہی ہا کرتی تھی بال
لعل جان بخش تر رہتی تھی کبھو اتنی لال — خوبی خندہ نہ لوگون کی جیبون کی تھی بال

پان سے شوق نہ تھا کیا مسی کا مذکور
غصی ہو جاتی تھی سن ایسی کسیکا مذکور

۷

تنگ پوشی سی نہ مخطوظ تمہین باقی تھی — تنگ جامی جو سی جاتی تو گھبراتی تھی
مسکی چولی سے کبھو در پہ نہ تم آتی تھے — لیٹی دامن سے الٹ گھری مین پھر جاتی

یا تو اب کہنی پٹھی مونڈھی چسپے رہتی ہین
باہر اندر رہو کہین بند کسی رہتے ہین

۸

شوق زینت سی تھا ربط نہ رعنائی سی — دل نہ اتنا تھا لگا خوبی و مرزائی سے
اتنو سو بار کمر بند ہتی ہی اکلائی سے — دیکھتی رہتی ہو ترکیب ہی خود رائی سے

روسیہ آینی سے تمکو فراغت ہی نہین
سرمہ تیرہ درون سی کبھی فرصت ہی نہین

۹

شانہ اب ہاتہ مین ہے زلف بنا کرتی ہو — سی اتو تمہین کئی بار لگا کرتے ہے
پاس سرمی کی سلائی ہی رہا کرتی ہے — آنکھ رعنائی پر اپنی ہی پڑا کرتی ہے

جان آنکھون مین کسیکی ہو نظر تمکو نہین
غش کرے کوئی ستم دیدہ خبر تمکو نہین

۱۰

کب گلی کوچی مین پھرتی ہے تم تلوار — پر تلا کا ہی کو رہتا تھا گلی کا یہ ان [illegible]
ساتھ نہ خونخوار نہ پھرتی تھی نہ تم تھی خونخوار — دم مین ناحق کسی یون جان نہ کہتی تھی [illegible]

تا پر فتنہ و پر خاش ہوے ہوا تبو
شوخ و مشتاق و اوباش ہوئی ہوا تبو

۱۱

پیشتر ہمسے کوئی تیرا طلب گار نتھا
جنس اچھی تھی تری لیک خریدار نتھا
ایک بہی نرگس بیمار کا بیمار نہ تھا
ہم سوا کوئی ترا رونق بازار نہ تھا

کتنی سودائی جو تھے دل نہ لگا سکتی تھے
آنکھین یون موند کے دی جی نہ جلا سکتی تھے

۱۲

یا تو ہم ہی تھی کہ اب ہمسی نہین کچھ یاری
یاد خاطر رہی اب ہمکو بہی ہے بیزاری
مفت برباد گئی عزت و حرمت ساری
یعنی اس شہر سے اٹھہ جانیکی ہی تیاری

رشتہ غیر نہین آنکھون سے دیکھا جاتا +
طاقت اب یہہ دل بیتاب نہین ٹک لاتا

۱۳

کوئی نادیدہ محب سادہ لگا لینگی ہم
بوس آغوش کا آمادہ لگا لینگی ہم
سادہ نا مرتکب بادہ لگا لینگے ہم
بند خود رائی سے آزادہ لگا لینگی ہم

اوسکو آغوش تمنا مین اب اپنی لینگے
اوس سے داد دل ناکام سب اپنی لینگے

۱۴

اسکی کہینچین سے کے علی الرغم تری مرزائی
مجلسون مین اوسی لاوینگی بصد زیبائی
اوسکو سکہلاینگی طرز و روش رعنائی
صحبت ای دشمن جان اوس سے اگر بر آئی

تو بہی دیکھیو کس طور رکہاتے ہین ہم
چھیڑ مین کیا رکہتی ہین کہ ٹک سب سے ستاتی ہین ہم

۱۵

جو ہری کو اوسکی کر آراستہ و لخواہ کرین
راہ خوبی کی بتا کر اوسے گمراہ کرین
آرسی اوسکو دکہا حسن سے آگاہ کرین
تو سہی ضد سے تری ایسا ہی شتاہ کرین

آنکہین ہی سے تری خوبی و رعنائی کے
دیکھا ان کی ترے ہی جامہ زیبائی کے

دست افشان ہو تو عزت تیری سب ہاتھ سے جاۓ
مار ٹھوکر چلی دامن کو تو تو سر نہ ہلاۓ

چشم مکحول کو دکھلای تو تو آنکھ چھپای
جس طرف اوسکا گذر ہووی تو ادھر کو نجاۓ

چھیڑی گالی دی اشارت کری چشمک مارے
عشوہ و غمزہ و انداز بھلا دی سارے

زندگانی ہو بھی ہاتھ سے اوسکی دشوار
پہنچیں ہر آن ہیں اونسی تجھی سو سو آزار

کوئی دن تو بھی پھری جان سی اپنی بیزار
طنز و تعریض و کنایہ کی رہی اک بوچھار

جالی ٹک سامنی اسکے تو بہت تر آوے
عرق شرم ہیں ڈوبا ہوا سب گھر آوے

دل واسوختہ کو اپنی سے جاتے ہیں
اپنی جا غیروں کو ناچار وہی جاتی ہیں

غصے سے خون جگر اپنا ہی جاتی ہیں
ایکی یون جاتی نہیں عہد کہی جاتی ہیں

آویگا تو بہی سنانے کو نہ اوسنیگے ہم
جانسی جاوینگے پیان سے نجاوینگی ہم

بازگشت ایکی کسوطرح نہیں ہے منظور
جانا ٹہا نا تو پھر آنی کا یہاں کیا مذکور

گو کہ درپیش ہمیں آوے رہ دور و دراز
جی سے اپنی بھی گذر جاۓ پتا مقدور

منہ ادہر کر لی نہ جس جا سی نہی اٹھ جانا
قدر کھو دیوی ہی ہر بار کا آنا جانا

میرا اعراض بھی لوگوں نی کیا ہی آگے
خلق عالم سے کنارا ہی کیا ہی آگے

دل کی واسوزیں لوہو بھی پیا ہی آگے
عزت و قدر بھی برباد دیا ہے آگے

پر کسھوں نی نہیں اس ڈھب سی زبان بازی کے
یہ بھی خالہ ہی کوتی طرز سخن سازی کے

تمام ہوا

## دیگر واسوخت میر

۵۱

ایک دن وہ بھی تھی کہ تکلونہ قریب آتی تھی
اولی سولی بہی مری آگی اٹہہ جاتی تھی

مدعی کا ہمیکو مجلس میں جگہ پاتی تھی
چہوتی تھی پانون بہر سر میں ہمیں کہاتی تھی

یا تو اب شام و سحر پاس لگی رہتے ہیں
کرکے سرگوشی جو کچہ چاہتے ہیں کہتی ہیں

۵۲

تکلو ہی آٹہہ پہر حرف و حکایت اونسی
بازو جا تو ہوا اونہیں چشم حمایت اونسی

شکر انکا ہی جو ہی بھی تو شکایت اونسی
ہر طرح کوئی چلی جای رعایت اونسی

ہاتہہ کاندہی پہ کبہو رکہکی کہڑے ہوتی ہو
کبہو منت کرو ہو تاک جو کہڑے ہوتی ہو

۵۳

پاس انکا ہی تمہیں خاطر انہیں کی منظور
انسی ملتی ہیں نہیں کرتی کسی طور قصور

اونسی ایک دن ہیں کئی بار ملاقات ضرور
اونسی لگ بیٹہتی ہو بہاگتی ہو ہمسی دور

جنکا شیوہ ہی حرم زدگی اونہیں سی صحبت
بندگی کشتوں سی پرخاش خدا کی قدرت

۵۴

وہی جو آزردہ ہوں ٹک بہی تو منانی جاؤ
الگ کر بیٹہہ رہیں گہر تو بلانی جاؤ

الغرض کرکے او دہر سو بہانی جاؤ
انکو دریا پہ جو سن پاؤ نہانی جاؤ

ہم اگر خاک ملیں منہہ پہ نہ بولو چالو
آگہ ہو لگیں تو ...س کرتا لو

اتنی پوشاک ہی کچھ تازی نکالی تمنے
طرحداری کی طرح اور ہی ڈالی تمنے

۱۱

کن دنون ساتھ کئی یار رکھا کرتی تھی
کسکے گھڑی ہاتھ مین تلوار رکھا کرتی تھے
کن شیون غیر سی یہ پیار رکھا کرتی تھے
کسکو یون میری طرح مار رکھا کرتی تھی

میان سے اتنو لیے آٹھ پہر رہتے ہو
گھر سی جب نکلو ہو تب خون ہی کر رہتے ہو

۱۲

بال وان سنورین تیری یان مجھ کو جو ہی جنجال
ہو جگر داغ مرا سینہ پہ بہی تیری خال
مین ملون خاک مین شطرنج تھی اپنی چال
منہدی پانون سی لگی گھل کی رہو مین پامال

سرمہ آنکھون مین جگہ تیری کری شام و سحر
مطلق احوال مرا تجکو نہو مد نظر

۱۳

نہین قریب انکی لگا ہین وہی تمہاری پیارے
شوق کی ہاتھہ شب و روز سر و دل مارے
دامن و جیب پھٹی یاد ہین انکی ساری
چہاتیان کوٹتی ہی کوٹتی آخر ہارے

روئی اتنا کہ جگر مین نرہے لوہو کے بوند
اب سمان وہ ہی کہ دیکھو گی میان آنکھیں موند

۱۴

تنگ اب حد سی زیادہ ہوئی ہین یا د رہی
کبتک اس طور کوئی ای ستم ایجاد رہے
بس بہت ہی تیری اطوار سی ناشاد رہے
دن کو بیداد رہی رات کو فریاد رہے

ہی قریب اب کہ تیری کوچی سے اٹھ کر جاوین
لی جمیت ہی ہمین کہیو اگر پھر آوین

۱۵

اک طرف مرثیہ کی جا کے بہا کیا کریے
سر گریبان مین یون ڈال رہا کیا کریے
ہر زبان ہر کسی حال کہا کیا کریے
میر کی طور ترا شکوہ لکھا کیا کریے

جی نہ نکلا اگر اس مین تو کڑھا کریے گا
مرثیہ اپنا کہین بیٹھ کہا کریے گا

## مومن

تخلص ہے حکیم مومن خان کا مشاہیر شعرا ے
دہلی سے تھے دیوان فارسی اور ریختہ اور کئی مثنویان
قصۂ غم اور شکایت ستم اور قول غمین اور تف
آتشین انسی یادگار ہین انکی کلام سے واضح ہوتا ہی
کہ بہت شاعر شوخ طبع نازک خیال تھے
اور استاد عدیم المثال معاصر تھے
ملک الشعرا محمد ابراہیم ذوق کے
دہلی میں شاگرد انکے بہت ہین فقط

# واسوخت مومن خان
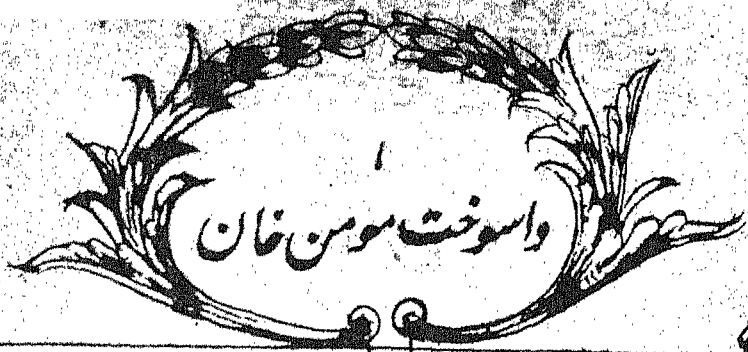
ای ستمگر کہاں تلک بیداد — سر پامال عاشق ناشاد
قول دینا عدو کو حسب مراد — مر گیا تیرے ہاتھ سے فریاد

فکر جور و ستم جفا کب تک
بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجانے دے دل آزاری — چھوڑ دے خود سری خونخواری
دیکھ اچھی نہیں ستمگاری — نہ پڑے صبر نالہ و زاری

کہیں تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہیں آنکھوں کو یوں نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہیں — دور گردوں پر اختیار نہیں
عشرت دہر پائدار نہیں — چرخ کو ایک دم قرار نہیں

ہوشیار اے ہمارے بات بڑے
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑے

حسن آخر ہے بیوفا نہ ہے — چہرہ گلرنگ باصفا نہ ہے
شوخی ناز عشوہ و ادا نہ ہے — لب شیریں میں کچھ مزا نہ ہے

شور اوٹھے نہ خوش خرامی سے
سب ہے حلاوت ہو تلخکامی سے

طرۂ یار سپید سا ہو جاے | ناگہاں ایک جان کی بلا ہو جاے
زلف سے کے بدلی قد دوتا ہو جای | خوشنما چہرہ بدنما ہو جاے

آپ ہو کی عوض پریشان ہو +
روے آئینہ وار حیران ہو +

تیغ ابرو سے دل فگار نہو + | تیر مژگان جگر کے پار نہو
خنجر غمزہ زخم بار نہو | کوئی دنیا مین جان نثار نہو

ایک قلق طبع نازنین پہ ہے
بے ارادہ شکن جبین پہ ہے

کلف آجائے ماہ کامل مین + | داغ رخ لالہ کے مقابل مین
غنچہ ہو گلر خون کی محفل مین | شل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوۂ بی بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بن نکل جائے

پھر سری طرح ناز اوٹھائی کون | پاس اپنی تجھی بٹھائے کون
ہی فسون ایک دم مین آئی کون | لب شیرین کو منہ لگائے کون +

طعنہ زن ہوا ور انگبین لب پر
تلخیان ہونگین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو تر ہے | تندی ناز کی کی خو تر ہے +
دلربا پانہ گفتگو تر ہے + | یہ قیامت کہ اب ہی تو تر ہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے سقدر بگڑے

چھوٹنے کی مرے ندامت ہو | آپ کو وسے دم ملامت ہو
بیٹھتے اوٹھتے اک قیامت ہو | پھر ملے تجھی کے شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا میرے
یہ مصیبت سے ہے بلا میرے

فکر انجام سے نہو انجان
اوس ماشے کو ظالم آیا جان
مجھے سمجھا تو میرا کہنا مان
دل مین اپنے ذرا سمجھ نادان +

کب تلک کوئی نامراد رہے + +
بہول جاؤنگا مین بہی یا درہے +

کوئی بہی اسطرح جلاتا ہے
کوئی بہی اتنا بہول جاتا ہے
کوئی بہی اسقدر ستاتا ہے
یہی رہ رہ کے جی مین آتا ہے

مین بہی پروا تیرے ذرا نکرون
ہون تو عاشق ولے وفا نکرون

وہ جو ہمدم ہے تیری بیچارہ
وہ بہی ہوتی چلی ہے آوارہ
شوخ جیسی نجوم سیارہ +
تازہ تازہ ہے شوق نظارہ

مژہ سے شوخیان ٹپکتے ہین +
آنکہین زہرہ نمط جہپکتے ہین +

پردہ کو دمبدم اوٹہا دینا
گاہ آواز خوش سنا دینا
روے تابندہ کو دکہا دینا
جون سحر گاہ مسکرا دینا

جلوے خورشید کے سی ہوتی ہین
نغمے ناہید کے سے ہوتے ہین

بسکہ ہے ولولہ جوانے کا
قصہ سن میری جانفشانی کا
لطف ڈہونڈہی ہی زندگانے کا
شیوہ سیکہا ہی مہربانی کا

گمشدہ دل کی جستجو ہے بہت
مجھے عاشق کی آرزو ہے بہت

دیکھ کر اپنے اوسے لگا لونگا　　حسرت و آرزو نکالونگا

تجھسے بیباک تر بنا لونگا　　ناز و انداز سب سکھا لونگا

چاہیے آفت زمانہ بنے

غیر نا آشنا یگانہ بنے

بند ۱۷

بزم مین جب وہ جلوہ فرما ہو　　گو وہ تمکین سے نالہ پیدا ہو

تیرے واماندگی تماشا ہو　　بر شک پر بھی قیامت اوٹھنا ہو

تجھسے مشکل زمین ملا کب جاے

اوسکی شان و شکوہ مین دب جاے

بند ۱۸

سر پہ مانند گل بٹھاؤن اوسے　　تیرے آگے گلے لگاؤن اوسے

ہاتھ وہ گل سے جب ملاؤن اوسی　　گلی کا ہار بس بناؤن اوسے

دست رنگین جو یون حمائل ہو

تو گلا کاٹنے پہ مائل ہو

بند ۱۹

اوسکی جانب رہی نظر ہر دم　　تھام لو بس دل و جگر ہر دم

کھینچون مین آہ پر شرر ہر دم　　بزم مین اوسکو دیکھکر ہر دم

مسکراؤن تیرے رولانے کو

داغ کھاؤن تیرے جلانے کو

بند ۲۰

سب یہ پاس لحاظ اوٹھا دی وہ　　رشک سے جی ترا اٹھا دی وہ

جور و بیداد کی سزا دی وہ　　کیا تماشا غرض دکھا دی وہ

کیسے کیسے بہم نظارے ہون

تیرے دکھلانے کو اشارے ہون

بند ۲۱

لعل لب سے جو در فشانی ہو　　جلوہ جون مہر آسمانی ہو

مثل شبنم تو پست پانے ہو　　زرد رو رنگ ارغوانے ہو

تیرے گلبرگ خندہ زن پہ ہنسے
مثل گل غنچہ دہن پہ ہنسے
۲۱

کیسے وہ ہین یہ کیا بلا زلفین — خم سی کہتی ہین کج ادا زلفین
دور کر ایسی بد نماز زلفین + — روسیاہی سے ہے چھوڑ ناز زلفین

یون جو وہ ہنس کرے چوٹین
تیرے چھاتی پہ سانپ سے لوٹین
۲۲

بس جلایا کرے شرارت سے — پائی پاسنے ہو تو حرارت سے
دیکھے تو دیدہ حقارت سے — جی ہلادے ترا اشارت سے

طعنے ہر دم ہون تیغ ابرو پر ++
خشمگین تیرے چشم جادو پر ++
۲۳

دم ترا شوخیون سے ناک مین لائے — سونگ کر بو کو تیری ناک چڑھائے
دست کللون سے اپنے عطر لگائے — بگڑی جتنا تو اور تجھکو بنائے

بس ترا اوسکے ہاتھ سے پچھلے
حسرتون سے تو اپنی ہاتھ ملے + +
۲۴

خوبی بدناز خوش ادا کو کہے — نقش پا چشم سرمہ سا کو کہے
کہربا روے دلربا کو کہے — بند غم کاکل دوتا کو کہے ++

طعن و تشنیع ہی سے کام رکھے
جا بجا گو کہ نام رکھے
۲۵

شوخیون سے سدا ستائے تجھے — گرمجوشی مین بھی جلائے تجھے
حال ابتر مرا دکھائے تجھے — قصہ درد و غم سنائے تجھے

کہے اب بھی یہ ستم چاہتے ہین
ایسی صورت پہ یون نباہتے ہین

بیت بر امان عرض بیجا کا ++ | کیا گلہ حرف اہل سودا کا ++
کر علاج آہ تاب فرسا کا | اب تلک وقت ہے مدارا کا

کر مکافات ہجر دل جو ہو ++
پہر وہی مین ہون اور وہے تو ہو
بیت

جوش اندوہ کی سبب آیا + | جب گلہ دل سے تا بلب آیا
ورنہ بن تیرے چین کب آیا + | مین گیا یہان سے تو غضب آیا

گور دروازے پر بناؤن مین ++
موے پر بہی نہ یہان سے جاؤن مین
بیت ۲۸

پر کرون کیا کہ اختیار نہین | دل بیتاب کو قرار نہین
کچہ محبت کا اعتبار نہین | یعنے اچہا مآل کار نہین

تمکو خو ہو گئی تغافل کے
یہان نہین حد رہی تحمل کے
بیت ۲۹

کب تلک یہ جفا سہونگا مین | اس ستم پر نہ کچہ کہونگا مین
یہ نہین ہے تو بس نہونگا مین | جو کہا ہی سو کر رہونگا مین ++

سب جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

تمام ہوا

دیگر

## واسوخت مومن خان

۱

دوستو عشق نهفته نی ستایا ہی مجھے
آتش شوق نهانی نی جلایا ہی مجھے

کیا کہون کیا غم پنہان نی دکھایا ہی مجھے
ضبط وحشت نی یہ دیوانہ بنایا ہی مجھے

چہرۂ راز سی پردہ نہ اوٹھاؤن کب تک
گو کہ غم پردہ نشین ہی یہ چھپاؤن کب تک

۲

تاب پرخاش ستمہای نہان کی حد ہے
قوت کشمکش آہ وفغان کی حد ہے

کچھ فریب دل بیتاب و توان کی حد ہے
ضبط سوز نفس شعلہ فشان کی حد ہے

کیونکہ خالی نکرون جی کہ بھر آتا ہے
بیش چلتی جو نہین غصہ چلا آتا ہے

۳

کب تلک کوئی نہ سرگرم حکایت ہووے
کب تلک لب نہ شرر ریز شکایت ہووے

ہو تحمل جو تحمل کی نہایت ہووے
کیجیے صبر اگر صبر کی غایت ہووے

کچھ زبان بھی تو نہین زور کہ چل ہی نکلے
غم کچھ ارمان نہین ہی کہ نکل ہی نہ سکے

۴

جب سے عاشق ہوی ہم رنج نپائی کیا کیا
لب پر آئی نہ گلے جی مین گر آئی کیا کیا

کیا کہین آہ کہ خاطر مین نہ لائی کیا کیا
جب تلک تاب ہی نازا و ٹہائی کیا کیا

پر نہین حوصلہ ہم ستم بھی اب تو
بیوفا ہائی ہوی جاتی ہین ہم بھی اب تو

دل میری گہنی مین بہی تو کوا ہی کہون
پر بگڑ ہی گئی جب بات تو کیون بات سہون

اسکو بہی چاہیی طاقت کہین جب بیٹہہ رہون
کچہہ بن آتی ہی نہین ہای عجب رنج مین ہون

دلپہ کیا ہاتہ دہرون ہاتہ ہی قابو مین نہین
سر ہی کسپہ کہ حالت میری زانو مین نہین

دل ہی یا دشمن جانی کہ ستاتا ہی مجہے
داغ ہی یا تپ غیرت کہ جلاتا ہی مجہے

جوشش ہے یا شب وعدہ کہ پہراتا ہی مجہے
شکوہ ہی یا خبر وصل کہ بہاتا ہی مجہے

غش مگر اوسکا تصور ہی کہ آجاتا ہے
جی بہی معشوق ہی گویا کہ چلا جاتا ہے

ہم پہ جو گذری قلق اوسکی بلا سی گذری
جان ہی جائینگی وہ نہ جفا سی گذری

ہی وفا سی ہی حاصل تو وفا سی گذری
کبتلک کچہہ نہ کہین ایسی حیا سی گذری

یاس ناموس مین کیون ہو جب اونکو ہی نہین
جس نظر سی کہ لحاظ آئی تہا اب وہ ہی نہین

ملک الموت ہی آتا نہین ہان کیا کیجی
کچہہ توقع نہین دلجوئی جانان کیا کیجی

نہین کہنے مین زبان منع زبان کیا کیجی
دم ہی باقی نرہا ضبط فغان کیا کیجی

نالۂ گرم و دم سرد کی طغیانی ہے
کوئی دن اور جو دنیا کی ہوا کہانی ہے

دلکو اوس دشمن جانی سی لگانا ہی تہا
باتون پر اوس لب جانبخش کی آنا ہی تہا

دم مین اوس چشم سخن ساز کی آنا ہی تہا
جو کہ سمجہی تہی یہ قصہ بڑہانا ہی نہ تہا

اب بہی ای کاش کچہہ ایسا ہو کہ جہگڑا جائی
رحم آجای اوسی یا مجہی صبر آجائے

خوب کرتی ہین کہ وہ ظلم کیے جاتی ہین
رنج دینے کو دل اور دکہ لیے جاتی ہین

داد بیرحمی بیداد دیے جاتے ہین
ہم بہی ایک اتنی توقع پہ جیی جاتی ہین

اینچی ہی حال مین تہی زلف گرفتار سدا
کہاتی پہرتی تہی غم نرگس بیمار سدا
غمزہ کو نوک مژہ سی خلش خار سدا
تازہ آزار مین تہی عشوۂ بیکار سدا
آرزو چشم کو وحشی نظری کی ستی
دست مژگان کو ہوس پردہ دری کی تہی

۱۷

قیدی سلسلۂ زلف دوتا ایک نہ تہا
بسمل کشتۂ شمشیر جفا ایک نہ تہا
پایمال روش فتنہ فزا ایک نہ تہا
نام رسوا کن انداز حیا ایک نہ تہا
حیرت حسن کی چرچی سی تجمل ہوتی تہی
کیسی افسوس سی دیکہہ آئینہ کو روتی تہی

۱۸

شوخی وحشت پس از حال کہان تہی ایسی
خلق رفتار سی پامال کہان تہی ایسی
بانگ شور افگن خلخال کہان تہی ایسی
یہ چلن کاہی کو تہا چال کہان تہی ایسی
آنچلون سی کہو نقش کہان جہڑتا تہا
کب دوپٹہ یہ ہر اک طرح گرا پڑتا تہا

۱۹

گرم تہا یون ملک الموت کا بازار کہان
زندگانی سی تہی کم حوصلہ بیزار کہان
کو بکو تہی یہ فغانہای عزا بار کہان
ہر اشارہ یہ چلا کرتی تہی تلوار کہان
شہر یون خون کی کشتی نہ بہا کرتی تہی
یہ وہی کو ہی جہان خاک اڑا کرتی تہی

۲۰

تمکو یہ طور یہ انداز کہان آتی تہی
یہ ستم حادثہ پرداز کہان آتی تہی
ایسی دم ہای فسون ساز کہان آتی تہی
اسقدر مہر فزا ناز کہان آتی تہی
یون الگ ہنی مین عاشق سی لگاوٹ کب تہی
روز بوسہ پہ مگر نہین بناوٹ کب تہی

۲۱

زلف تہی ہم اثر شام غریبان کس دن
صبح محشر تہا بہلا چاک گریبان کس دن
برق خرمن تہا کہو خندۂ پنہان کس دن
سرمہ تہا رشک بلاہای شب ہجران کس دن

خوبی طرز تغافل کی خبر کاہیکو تھے
شوخی جنبش مژگان پہ نظر کاہیکو تھے

۲۲

حلقۂ دام نہ تھا حلقۂ گیسو ہرگز | موج شمشیر نہ تھی جنبش ابرو ہرگز
در پی قتل نہ تھی طبع جفاجو ہرگز | فتنہ پردازیون کی کچھ بھی نہ تھی خو ہرگز

چشم فتان کو خیال نگہ ناز نہ تھا
غمزہ مانند مری اشک کے غماز نہ تھا

۲۳

مجھسے جب آنکھہ لڑی ہر سر پیکار نہ تھے | لیگئی جب تیرے دلکو تو دل آزار نہ تھے
مجھکو جب کام پڑا ہی تو جفاکار نہ تھے | ایسے بیدرد و ستم پیشہ و خونخوار نہ تھے

طرز عشاق کشی آپ کو معلوم نہ تھے
شہر مین الحذر و ولولہ کی دہوم نہ تھے

۲۴

جان سی آگئی تھی طبع کی آجانی سے | کیا ہی خوش ہوتی تھی دمین مرے غم کہانی سے
شوخی روز فزون تھی مرے گھبرانی سے | ہاتھ سی جاتی تھی دلکی مرے ہاتھ آنی سے

یہی دم بھرتی تھی جو دم مرا بھرتا ہی کوئی
ایسے مرتی تھی کہ اب ہمپہ بھی مرتا ہی کوئی

۲۵

دمبدم کیا مری دلجوئی و دلداری تھی | دوستی تازہ نیا شوق نئی یاری تھی
وصل مین صبح تلک شام سی بیداری تھی | ہمکناری و سیہ مستی و میخواری تھے

غش مری بیخودی نشہ سی ہونے لگے
دیکھکر گریہ مستی کو بھی رونے لگے

۲۶

بمروت تھی اون آنکھون مین مروت کتنی | رات دن مدنظر تھی مری الفت کتنی
بدگمان تھی نگہ چشم محبت کتنے | دوربین تھی نظر لطف و عنایت کتنی

بمروت نظر آتی ہو کہا کرتے تھے
دیکھتی تھا مری چتون کو رہا کرتے تھے

اتنی بیدردی و بیباکی ہے
لطف میں سستی و آزار میں چالاکی ہے
پی سبب رنجش بیوجہ غضبناکی ہے
کہو دیا آپکو کیا وضع یہ پیدا کی ہے

جان سی جاتی ہیں ہم اور نہیں پروا ہی نہیں
ہوگئی ایسی کہ گویا کبھی کچھ تھا ہی نہیں

۲۸

ایک مصیبت ہی کہاتا ہوں نہ میں سوتا ہوں
یاد ایام ملاقات میں جی کہوتا ہوں
ہی غذا خون جگر ضعف سے غش ہوتا ہوں
رات دن کلبۂ احزان میں پڑا روتا ہوں

خندۂ ان چشم جگر دیکھہ کی ہر دم اپنے
یاد آتی ہیں وہ گلخندۂ بیسم اپنے

۲۹

گو سوا شربت مے یاد مرا چارہ نہیں
پہر وہاں آن پہروں ایسا بہی آوارہ نہیں
جز نظر تار رفوی دل صدپارہ نہیں
کیا کروں صبر نہیں طاقت نظارہ نہیں

کیونکہ بدلی ہوئی تیوریہ تمہاری دیکھوں
کیونکر ان آنکھوں سی غیروں کی اشارے دیکھوں

۳۰

چھوڑ دینا تھا نہیں جور و ستم کو تجھے
بھول جانا تھا جفائی ہم کو نہ تجھے
دل ہی کہونا تھا اس ناز و ستم کو نہ تجھے
نیست کر دینا تھا اندوہ و الم کو نہ تجھے

قابل ترک تھی خوی ستم آرا نہ کہیں ۞
لائق سہو تھی یہ رنجش بیجا نہ کہیں ۞

۳۱

غیر ہیں ہمرہ تو وصل گوارا کیونکر ہو
سب گذری تو کسیکا بہی گذارا کیونکر ہو
دو جواب انکو تو پہر عرض کا یارا کیونکر ہو
گر پڑی چشم کی تو اوسی اشارا کیونکر ہو

کسلیے شعلہ نظر بازی بیباک سے ہے
پردہ کیوں سر گریبان کیطرح چاک سے ہے

۳۲

ہائی یکبار وہ لطف پی ہم چھوڑ دیا
چارۂ رنجش و درمان الم چھوڑ دیا
انس و اخلاص دلاسا و کرم چھوڑ دیا
تینی بہی آپکو اس سر کی قسم چھوڑ دیا

اب اگر دو بھی تو داد دل ناکام نہ لون
گو کہ بدنام ہوا ہون پہ کبھی نام نہ لون

۳۳

جب شمع چاہ تو کسو واسطے چاہون مین بھی
تم ہو گر فتنۂ دوران تو بلا ہون مین بھی
بیوفا نکلے تو کا ہیکو نباہون مین بھی
خوب ہی جان رکھو یہ کہ برا ہون مین بھی

پھر او دھر منہ نکرون شکل دکھاتا تو کہان
اوسطرف سے نچلون کو چمین آتا تو کہان

۳۴

دل سے ہی عہد کہ ملنے کی قسم کہاؤن گا
گھر مین بھی آئی تو صحرا کو نکل جاؤن گا
آن بیٹھوگی کہین پاس تو اوٹھ جاؤن گا
کیونکہ کہو دون کہ مین پھر جان کہان پاؤنگا

دم ہی نکلو نہین یہ صدمہ مری دل پر گذرا
گذری دنیا سے بلا تم ہی سے مین در گذرا

۳۵

دیکھ لونگا مین بس اب مہر لقا اور کوئی
آتش خرمن آزار و جفا اور کوئی
برق وش شعلہ روش گرم ادا اور کوئی
شمع کاشانۂ فروزان وفا اور کوئی

تو سہی آتش غیرت سے جلاؤن تمکو
تم تو کہتی ہو مین بیچ آگ لگاؤن تمکو

۳۶

وہ پریزاد کہ دیوانہ ہو عالم اوسکا
چشم جادو و فسون عشوۂ پیہم اوسکا
طاق محراب بلا طرۂ خوش خم اوسکا
تیز تیز ایسی نظر دشنہ بھری دم اوسکا

تیغ ابرو کی یہ جنبش ہو کہ بس تو کٹجائے
دست مژگان کے اشارے سے کلیجہ پھٹجائے

۳۷

نکلی ہر بات نئی طرز ملاقات مین بات
کس اداسے کری ایما و اشارات مین بات
بذلہ آمیز بیان حرف حکایات مین بات
ہر سخن مین سخن نغز ہو ہر بات مین بات

چپ ہی لگجای تجھی جب وہ فسونگر بولے
ہر جگہ بند کرے بسکہ زبان کو کھولے

۳۸ رات دن نغمہ سرا زمزمہ پرداز ہے — اپنے شوریدۂ ناکام سے دمساز ہے
طعن و تشنیع میں بھی چاشنی ناز ہے — سخن تلخ میں بھی لذت دہ انداز ہے

گالیان جب لب شیرین سے سنائی تجھکو
دانت کھٹے ہون تری بات نہ آئی تجھکو

۳۹ دعوی نیکوئی اوس سے تری شامت ہووے — جون ترے سامنے ہو تجھکو ندامت ہووے
روش ایک فتنۂ محشر کی علامت ہووے — جب ترے پاس سے نکلے تو قیامت ہووے

لگ چلے ہے تو اگر اوس بت مغرور کے ساتھ
پونہچے مرنے کے قریب ایک ہی چل دور کے ساتھ

۴۰ ہای جی بیٹھ گیا بسکہ وہ تمہاے ہیں ستم — دل کھینچے کیون نہ بہت کھینچ چکا رنج و الم
صدمۂ عشق نے بیطور کیا ناک میں دم — ایسا بیزار ہوا ہون کہ خدا ہی کی قسم

اوسنے ہی کام نہ رکھا تو نہ رکھونگا کام
پھر یہ سمجھونگا کہ مومن کو بتون سے کیا کام

تمام ہوا

# سوم
# واسوخت مومن

۱

اے چارہ گر اچک کہ دم چارہ گری ہے
کیون پہلے ہو درماں کا یقین سنکے اثر ہی ہے
ہو جاؤں مین جان بر تو تری ناموری ہے
مین جان سے مرتا ہون تجھے بیخبری ہے
اپنی سی تو کر دیکھ عبث نسخہ دری ہے
یون دعوی بیصرفہ تو بیہودہ سری ہے

گر ہے مریض کی دوا ہو سکے تو جانین
بیمار محبت کو شفا ہو سکے تو جانین

۲

ہر چند کہ درمان سے نہین عشق بتان کا
مرنا فلق ہجر مین اچھا ہے یہان کا
وہ حال نہین ہے دل بیتاب و توان کا
زخم دل مجروح پہ لگتا نہین ٹانکا
پر شکر ہوا سہل علاج اپنی تو جان کا
تھمتا نظر آتا ہے لہو زخم نہان کا

تاثیر دوا اب جو تری کر جاے تو کر جاے
ہر چند کہ بہتر ہے بہر جاے تو بہر جاے

۳

یعنی کہ دل اور دشمن جانی ہو پرا اب
[illegible] جان نہین آزار فسردا اب
و عشق سے خاطر ہے نہ وہ اس و فا آب
گو تھا مرض الموت پہ حکمت سے شفا اب
بیچے سے مرے ہاتھ جدا ہونے لگا اب
وہ فتنہ نہ وہ آفت ہے نہ وہ شوق بلا اب

پیچیدہ نہین [illegible] خم زلف [illegible] ہے
[illegible] ہے

۴

[illegible]
سر شتی نظم و وقف صد ازار را مین

معشوق کے پرہیز سے بیمار رہا میں | مجرم جفاؤں کے سزاوار رہا میں
کیا کیا نہ مصیبت میں گرفتار رہا میں | افسردہ دل گرمی اغیار رہا میں

آخر تپش اس آتش خاموش میں آئی
جان گرمی غیرت سے غضب جوش میں آئی

۵۵

کل گھر میں وہ بیٹھے تھے سراسیمہ حیران | اس حال کے دیکھے سے ہوا حال پریشان
غصے کے سبب چھپ نہ سکی رنجش پنہان | سمجھا تھا کہ یوں بھی تو ہی مایوسی حرمان
انصاف کرو صبر کرے کب تلک انسان | ناچار کہا طعن سے بیٹھے کدھر ہیجان

کس سوچ میں بیٹھے ہو ذرا سر تو اوٹھا لو
گو دل نہیں ملتا ہے پر آنکھیں تو ملا لو

۵۶

دیکھو تو ادھر کو کبھی یار تھے ہم سے | تصویروں کی طرح محرم اسرار تھے ہم سے
سرمست مئے حیرت دیدار تھے ہم سے | آئینہ نمط پشت بدیوار تھے ہم سے
منظور نظر صورت اغیار تھے ہم سے | اس چشم عنایت کی سزاوار تھے ہم سے

یون حسرت دیدار سے ہم سیر نہیں تھا
کچھ نرگس بیمار کو پرہیز نہیں تھا

۵۷

کہیے تو یہ کیا بات ہے قربان تمہاری | کچھ طور نظر آتے ہیں بدلے ہوئے ساری
ہے ناز نہ ایما نہ ادائیں نہ اشارے | اب کھیلتے رہتے نہیں تم گھر میں ہمارے
آئے کبھی برسوں میں تو آتے ہی سدھارے | بیٹھے بھی اگر پاس تو چپ شرم کی مارے

پھر کس لیے گھونگٹ رخ روشن پہ لیا ہے
پھر کیوں نئے سر سے وہی پہلی سی حیا ہے

۵۸

وہی تو ہوں میں ہمدم و دمساز تمہارا | مد نظر چشم [illegible] باز تمہارا
وہ جس کی ہوا صرف سب انداز تمہارا | اک [illegible] تھا جس پہ رہا ناز تمہارا
وہ محرم ہر غمزۂ غماز تمہارا | پھر [illegible] تھا جس سے کوئی راز تمہارا

حسن آئینہ و دیدۂ دیدار طلب تھا
ہر حلقۂ عشاق وفادار لقب تھا

۹

وہ مہر وہ الفت وہ محبت ہی نہیں ہے
پہلو وہ سدا ابروِ خمدار میں چین ہے
آتے ہی یہاں بس چلے جانیکی کہیں ہے

یا طبع میں الطاف تھی یا بر سر کین ہے
بیوجہ شب و روز شکن زیب جبین ہے
اب ہوش کہیں آپ کہیں دھیان کہیں ہے

فرق آ پڑا طرز ملاقات میں کیسا
غصہ ہی چلا آتا ہے ہر بات میں کیسا

۱۰

وہ پیچ و خم طرۂ طرار کہاں ہے
وہ تازگی نرگس بیمار کہاں ہے
وہ بوے تن رشک سمن زار کہاں ہے

وہ کشمکش کاکل خمدار کہاں ہے
وہ تازگی و رونق رخسار کہاں ہے
وہ رنگ رخ غیرت گلنار کہاں ہے

گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہیں اب
بدلی گئی کچھ تم تو وہ صورت ہی نہیں اب

۱۱

ہے طبع میں ہر روز فزون تیغ فزائی
یہ تندیِ خو تو نہیں کچھ گرم ادائی
ہر ایک سے ہر بات پہ ہوتی ہے لڑائی

اپنے میں سمائے نہیں کیا دل میں سمائی
اس شعلہ مزاجی سے مری جان جلائی
کیون خصلت مذموم پسند آپکو آئی

کس واسطے بیوجہ غضبناک ہوئے ہو
کچھ شرم میں تھا عیب کہ بیباک ہوئے ہو

۱۲

تم گھر میں کہاں آئی کہ گویا غضب آیا
کچھ جیتے ہے ایسا کہاں کا غضب آیا
سمجھو تو ذرا بات کہ بیجا غضب آیا

کوئی ہو جہان سامنے آیا غضب آیا
پھر لڑکے چلے جاتے ہو یہ کیا غضب آیا
گھر والے کہاں جائیں یہ کیسا غضب آیا

بیوجہ [illegible] کا سزاوار تو میں ہون
اور [illegible] کر [illegible]

[illegible] سے بگڑ کر مرے دم پر نہ بناؤ
کیون ہاتہ سے جاتے ہو تم اتنا بھی نہ آؤ
دل سرد ہوا تمسے مرا جی نہ جلاؤ
وہ نزاکت جہان رہتے ہو اب بھی وہین جاؤ
جو تمکو ستایا کرین تم اونکو ستاؤ
اس گرمیِ الفت کو بس اب آگ لگاؤ

کب تک جلے کوئی یہ تپش تا کمین ملجاے
ٹھنڈا ہو کلیجا جو کہین سوزش دل جاے

افسوس مرے غم نے کی تجھمین سرایت
آئی وہی درپیش جو تہی عشق کی غایت
بہولے سے جو ملجاتے ہو یہ بہی ہی عنایت
بیفائدہ سے آئی نظر حرف و حکایت
بیجا ہین گلے سب مرے بیہودہ شکایت
یعنی ہون سبب پوچہہ کی شرمندہ نہایت

ہے سچ بجا بات یہ بہائی ہے جیکو
سچ کہتے ہو دل مینے دیا اور کسیکو

مین ہی تو رہا ہون کہین شب کو خوش و خرم
میری ہی نظر سے ہے عیان نیند کا عالم
انگڑائیان لیتا ہون یہ مین ہی تو پی ہم
مینے ہی تو کی بادہ کشی غیر سے باہم
آتی ہے جمائی یہ جمائی مجھے ہر دم
میری ہی تو گردن مین پڑا جا ہی کہیہ خم

میری ہی تو آنکھون مین غضب نیند بہری ہے
میری ہی جبین سے ہے یہ جو گہٹنے پہ دہری ہے

مین ہی تو کہین رات کو بیدار رہا ہون
مین ہی تو مئی وصل سے سرشار رہا ہون
ملک ہوس تازہ خریدار رہا ہون
مین ہی تو ہم آغوش طلبگار رہا ہون
مین ہی تو کف غیر سے میخوار رہا ہون
لذت دہ اوباش ہوسکار رہا ہون

بدمستیان میری ہی تو آنکھون سے عیان ہین
میری ہی تو ہونٹون پہ یہ دانتون کے نشان ہین

کوئی نہ کہے یہ کہ سکھایا ہے کسی نے
بیجرم یہ طوفان اوٹھایا ہے کسی نے
تجکو مری جانب سے لگایا ہے کسی نے
الیب ہوا نہ بنایا ہے کسی نے

یہ جھوٹ نہیں سچ ہی جتایا ہے کسی نے
کیا لیا نہیں آنکھوں سے دکھایا ہے کسی نے

یوں مان لے ایسا کوئی نادان نہیں ہے
تم غیر سے ملتے ہو یہ طوفان نہیں ہے ۱۸

کیوں لوگ لگے آپ یہ بہتان لگانے
بیٹھے تمہیں جا کوئی جلانے کہ بجھانے
کچھ خیر ہے مجھسے ہی لگے باتیں بنانے
یہ بات تم اوس سے کہو جو بات کو مانے
سب عذر ہیں بیفائدہ بیہودہ بہانے
معلوم ہیں سارے مجھے چھپنے کے ٹھکانے

گر کہیے تو اک ایک کا میں نام بتا دوں
یہ پردہ ناموس کہ سب صاف اوٹھا دوں ۱۹

یہ بات تو ہے آپکے گفتار سے ظاہر
اثر ہے صاف آپکے انکار سے ظاہر
عالم ہے خزاں کا گل رخسار سے ظاہر
یہ چال ہوئی آپکے رفتار سے ظاہر
ہے مستی شب نرگس مے خوار سے ظاہر
بدطوری و تنبیہ ہے اطوار سے ظاہر

کیا شکل بگاڑی ہے بس اب منہ نہ بناؤ
آئینہ دکھا دیجیے تو صورت نہ دکھاؤ ۲۰

کیا قہر ہے کیونکر نہ اوسے ڈر دو جگر میں
اک آن بھی تجھسے نہ ملو آٹھ پہر میں
سنتا ہوں شب و روز تمہیں بزم دگر میں
میری تو بغل خالی اور آپ اور کی بر میں
گھر چھوڑ کے اپنا رہو یوں اور کے گھر میں
کیونکر نہ ہو تاریک جہاں میری نظر میں

ہر روز تو اے مہر درخشاں ہے کہیں اور
ہر رات تو اے شمع شبستاں ہے کہیں اور ۲۱

ہے وقت اگر دل میں سمجھ جاؤ تو بہتر
بیباکی بیصرفہ سے شرماؤ تو بہتر
اغیار سے ملنے کی قسم کھاؤ تو بہتر
اندیشہ انجام سے پچھتاؤ تو بہتر
جو دل میں ٹھہرتی نہیں ٹھہراؤ تو بہتر
اب بھی جو ان اطوار سے باز آؤ تو بہتر

پھر [illegible] طرح سے پچھتاؤ گے دیکھو

اسپہ ہے کیسے کی تم بہی سزا پاؤ گے دیکہو

۲۲

کچہ تم ہی تو دلبر نہین اہی یار جہا نہین — تمسے بہی زیادہ ہین طرحدار جہا نہین
باقی ہین ابہی دیکے طلبگار جہا نہین — اس جنس کی ہے گرمی بازار جہا نہین
نکلین گے بہت آپکے اغیار جہا نہین — میرے بہی ہزارون ہین خریدار جہا نہین

معشوق مجہے گر نہین عشاق بہت ہین
یہ یاد رہے میرے بہی مشتاق بہت ہین

۲۳

کیا ایسی بنی مجہپہ کہ پامال جفا ہون — تم آنہی بگڑ جاؤ مین اوسپہ بہی بنا ہون
تم چہوڑ دو یون اور مین پابند وفا ہون — تمسے نہون آزردہ مین گو جیسے خفا ہون
یہ چاہیے مجکو بہی کہ اب اور کو چاہون — ایسے کسی معشوقۂ دلجو پہ فدا ہون

ہردم جو سوئی عاشق مضطر نگران ہو
کیا ستم اوسکی دل نازک پہ گران ہو

۲۴

یون دل شکن عاشق جانباز نہووے — ان بوالہوسون نے کبہی دمساز نہووے
ہر ناکس و کس محرم و ہمراز نہووے — جون دور زمان حادثہ پرداز نہووے
بار فلک تفرقہ انداز نہووے — بیصرفہ ادا اوس سے کوئی ناز نہووے

کیا ذکر ہے منہسے بولے وہ بے طور کسی سے
کچہ بات ہے وہ بات کرے اور کسی سے

۲۵

لازم ہے کہ ضد سے تری ہر بزم مین جاؤن — دیکہے کہ نہ دیکہے کوئی احوال دکہاؤن
ہر ایککو افسانۂ بیچپ سناؤن — یہ تیری جفا اوسکی وفا سکو جتاؤن
اس شعلہ زبانی سے مین کیا کیا نہ جلاؤن — تاعہ ہے تو ہون شکر و شکایت پہ جلاؤن

مشہور اوسے اور تجہے بدنام کرونین
ناکام تجہے اور اوسے خودکام کرونین

۲۶

غیرونکو ملاقات سے تیری حذر ائے — ہر کو — نے سے مرا قصہ سنا سکے

یون غیر کی بن آئے تو کیا کیا نہ بنا ہے
تو بیٹھا ہے شرم سے اور وہ نہ بلائے
ملنے سے تجھے دیکھے جو دم نا کمین لائے
پروانہ کہے کچھ بھی تو جائے کہ نہ جائے

ہر گز سبب ترک ملاقات نہ پوچھے
لگجائے تجھے چپ پہ کوئی بات نہ پوچھے

یہ نالہ ہو لب پہ کہ خداوند دو عالم
کس جرم کی تعزیر مین یون خوار ہوئے ہم
وہ عیش جو یاد آئین تو کیا کیا ہو ماتم
ہم بھی کبھی رہتی تھی جہانین خوش و خرم
جتنے کہ ہوئے تھے خوشی اوتنا ہی ہوا غم
دلمین کہے سو حسرت و افسوس سے ہر دم

جلتا ہو نہین تو انجمن افروز کہان ہے
دل داغ ہے تو ای مری دلسوز کہان ہے

ہوا ان حرکاتون سے ندامت مجھے کیا کیا
قسمت ہی بری ہو تو کرے کوئی بھلا کیا
ہر وقت ہو افسوس کہ ہے ہے یہ ہوا کیا
رہ رہ کے خیال آئے کہ یہ شئے کیا کیا
الزام دون کیونکر اوسے ہین اپنی ہی خطا کیا
عاشق نہ رہا کوئی تو معشوق رہا کیا

ہر اک سے کہے کچھ مجھے تدبیر بتا دو
اوس وحشی رم خوردہ کی تسخیر سکھا دو

ہر ایک بہانے سے مجھے جلوہ دکھا جائے
ہر لحظہ مرے سامنے سے ہنس کو چلا جائے
ہر شوخ اشارت سے مرے دل کو لبھا جائے
ہر آن نئی آن سے بن ٹھن و برآ جائے
ہر وقت شرارت سے نئی آگ لگا جائے
یہ شعر سدا اسیر ہی سنانے کو پڑھا جائے

کیا کیجیے ہمین نازا و ٹھانا نہین آتا
روٹھے کو مناتے پہ منانا نہین آتا

پھر دل نہ ملے بات سے گو بات کو ٹالون
ناچار ہو پھر آپ ہی مین تجھکو منالون
پھر دیکھے تجھے سر سے بلا [illegible]
پھر جان نہ سنبھلے مری ہر چند سنبھالون
بیتاب ہو بس دوڑ کے چھاتی سے لگالون
تجھکو بھی مین اپنا سا وفادار بنالون

سب ہے تا م جو پہر تابع فرمان کرو نہین
مومن ہون تمہین تجکو بہی مسلمان کرو نہین

تمام ہوا

## مہر

تخلص ہے محمد کامیاب خان عرف عبداللہ خان کا
خلف ارشید ہین محمد مصطفے خان مرحوم صاحب
مطبع مصطفائی کے باشندۂ لکھنؤ ہین صاحب
دیوان ہین فارسی مین شاگرد ہین میر ناصر علیصاحب
مرحوم متخلص بہ نصیر مصنف گلستان مسرت کے
اور اردو مین شاگرد رشید ہین مرزا اصغر علیخان
نسیم دہلوی مرحوم کے شاعر خوش فکر نازک خیال
ہین اپنے طرز مین عدیم المثال ہین

# واسوخت مہر

۱

لو سنبھالو مجھی درد جگر کی بڑھتا ہی — روکنا دل طرف نوحہ گری بڑھتا ہی
شب بہت کم ہی چراغ سحری بڑھتا ہی — پہلی منزل کو تمہارا سفری بڑھتا ہی

جان شیرین قفس و شور سی اب نکلے گی
حسرت بوسہ لب گور سے اب نکلے گی

۲

صدمۂ دل نفس چند بیان کرتے ہین — ضبط ممکن نہین لب سیل فغان کرتی ہین
کیا کرین راز نہان آج عیان کرتی ہین — اپنے شکوی رقم ای آفت جان کرتی ہین

آتش عشق جگر سوز مین سب جلیے کب تک
کف افسوس کو بیٹھی ہوی سب ملیے کب تک

۳

یاد ایام کہ بی رنج و تعب کٹتی تھے — لطف سی روز خوشی سی سحر شب کٹتی تھی
سالہا سال سی با عیش و طرب کٹتی تھی — جیسی بی لطف کہ اب کٹتی ہی کب کٹتی تھی

شور و فریاد سی واقف لب خاموش نہ تھی
بادہ خون جگر مین یہ کبھی جوش نہ تھے

۴

باغ عالم مین خزان دیدہ تھا گلشن دل — نالہ بلبل گلزار نہ تھا شیون دل
اور بھی پاک خار حوادث سی تھا دامن دل — مسکن عشق تھا دل زلف نہ تھی مسکن دل

اب جو ہین شور یہ فریاد کہان تھے آگے
یہ گریہ و فریاد کہان تھے آگے

ابد غیر سے پہلی تو نہ تھا کچھ تمسکو
اوس سے اب تو سمائی ہے ہوا کچھ تمسکو
نظر آتا ہی نہ تھا میرے سوا کچھ تمسکو
پاس عاشق کا مرے جان نہ رہا کچھ تمکو

ہم کہی دیتے ہیں راضی ہو کہ تم ناخوش ہو
بیمروت ہو دغاباز ہو محسن کش ہو

جانتے ہیں کہ ریا کرتی ہو بیزار بہت
بادہ حسن گلوسوز کی سرشار بہت
کہتے ہو لکھنؤ میں مجھسی طرحدار بہت
دل لگی کو تمہیں ملجائیں گی عیار بہت

واقعی آپ یہ آوازے جو کچھ کستے ہیں*
قدرت اللہ کی ہے ہنستی ہے گھر بستے ہیں

قصد یہ تھا کہ اب آہیں نہ بھرونگا ہرگز
خیر اچھا ہوا ایسا نکرونگا ہرگز
زندگی ہے تو کسی پر نہ مرونگا ہرگز
ملنے سے اور حسینوں کی نہ ڈرونگا ہرگز

راہ پر آتے نہ تھی تم کہ وہ رستا چھوٹا
مجکو سودا نہ ہوا تھا ابھی رستا چھوٹا

ہاں پریزاد تو دیکھا ہے دکھاؤنگا تمہیں
خواب خرگوش سے اک روز جگاؤنگا تمہیں
اب تو ہنستی ہو مگر خوب رولاؤنگا تمہیں
اپنی جلسے میں بٹھا کر وہیں لاؤنگا تمہیں

آنکھیں اوس وقت چھپالوں جو ملاؤ آنکھیں
ایسا نظروں سے گرادوں کہ بچھاؤ آنکھیں

بال دیکھو اگر اوسکی تو پریشانی ہو
وہ جبین دیکھو تو پیش آئے جو پیش آنی ہو
نور آئینہ رخسار سے حیرانی ہو
بینی دم ناک میں لانے کی لیے بانی ہو

تیکھی چتون ای خیال خط نوخیز تمہیں
ہونٹ چبواے غم لعل شکر ریز تمہیں

شرمگیں آنکہ کو کیا کیا نہ پریشان دیکھو
سر جھکاؤ خم ابرو جو مری جان دیکھو
پیت اسو صف مژگان کا جو سامان دیکھو
شہر خموشان دیکھو

گر زبان دیکھو لٹو ہو گئی جاؤ صاحب
دانت چمکائی تو ہیرا ابہی کہاؤ صاحب

سرخی پان سی روان عین جگر دیکھو تم — اوسکی مسی سی ہوا اندہیر جدہر دیکھو تم
کانون پر ہاتھ دہرو کان اگر دیکھو تم — بجلیان بجلی گرائین جو نظر دیکھو تم
بالیان دیکھو اگر اوسکی تو پتاتے پہرو
بالی وہ بالا بتائین تمہین گہبراتے پہرو

جب وہ جہنکوا کی کنوئین چاہ ذقن کہلا کر — چلو بہر پانی مین تم ڈوب مرو شرما کر
غبغبہ گلوگیر ہو گردن کو مصفا پا کر — شان کہو دی کبہی شانون کو ذرا پہڑکا کر
مچھلی سی تڑپو جو بازو کی گلائی دیکھو
کل نہ آئی کبہی دم بہر جو کلائی دیکھو

وہ کف دست کف دست بیابان دکہلائے — چہاتی پیٹا کرو تن تن کی جو پستان دکہلائے
پیٹ پکڑی پہرو ایسا شکم ای جان دکہلائے — ناف گرداب الم ہو یم حرمان دکہلائی
جب کمر جادۂ راہ عدم آباد بنے
دفتر ازبر سبکی خط ایراد بنے

آگ اوس شیشۂ بر کی جابہ جو کبہی دیکھو تم — پیاری دیکھی نہو وہ چیز نئی دیکھو تم
لوح الماس مین اک ذرہ تیڑہی دیکھو تم — چہلا آئینی مین مجھو حسد کی دیکھو تم
سر جہکا لو کبہی صورت نہ دکہاؤ اپنی
مفت جان حسرت ارمان مین گنواؤ اپنی

کو ... بہرین دیکھو تو سر پہوڑو تم — رانین مخمل سی وہ مین خواب خورش چہوڑو تم
مشت ... زانو کی طرف موڑو تم — آئینی اپنی خیالات کی سب توڑو تم
شمع فانوس مین بہی پانچی مین ساق نہین
کون معشوق ... وہ حسین شاق نہین

بند ۱۶

پشت پا آپ کی گالون سی صفا کہتی ہین — اپنا منہ دیکھکے آئینی ہین یا تلوی ہین
تمکو ٹھکراتی چلین چال وہ یہ چلتی ہین — ایسی معشوق زمانی ہین کہان پائی ہین

روزمری مین زبان صاف سخنگوئی مثل
شہر کا شہری دیوانہ پری رو بے مثل

بند ۱۷

اسطرح کا کوئی انسان نہوا اور نہ ہی — اپنی صورت پہ وہ نازان نہوا اور نہ ہی
اوسکے غم مین کوئی گریان نہوا اور نہ ہے — اوسکو اندیشۂ دوران نہوا اور نہ ہی

خوبرو عربدہ جو سحر بیان ملتا ہے
ایسا دنیا مین طرحدار کہان ملتا ہے

بند ۱۸

خوبی و حسن بہی ہی خلق و مروت بہی ہی — ناز و انداز بہی ہی مہر و محبت بہی ہی
شان و شوکت بہی ہی کچہ ہمت و جرات بہی ہے — شرمگین آنکہ بہی ہی عفت و عصمت بہی ہی

کونسی بات ہی اوسمین جو نہین خوبی کے
ایک پتلا ہی جو سچ پوچہو تو محبوبی کے

بند ۱۹

اس زمانی مین تو بیشک وہ حسین یکتا ہی — بہولی صورت پہ ہر ایک جو رو پری شیدا ہے
اور ونکی جاہ سی مطلب نہین بی پروا ہے — ابتدا اپنی اوسی یاد ہی سب بہولا ہے

غرض عاشق کا بہت پاس رہا کرتا ہے
غیر کے ملنی سی وسواس رہا کرتا ہے

بند ۲۰

حق یہ ہی خاطر غمگین و ہین مصروف ہی اب — دل لگی اپنی اوسی گہری پہ موقوف ہی اب
ساری دلجوئی کی باتون مین وہ معروف ہی اب — اوس سی الفت ہی مجہی جیسی وہ مالوف ہی اب

اپنی دن یاد کرو اب بہی تو کچہ بات نہین
ہم کہین تم کہین یون لطف ملاقات نہین

بند ۲۱

اپنی آغاز کو سوچو تو کہ یہ ڈہنگ تہی کب — ناز رفتہ تہی کب مستعد جنگ تہی کب
ڈہیلی کپڑون کی ہیئتی سی اچی تنگ تہی کب — [illegible] درنگی کی بہلا رنگ تہی کب

آیینہ دیکھہ کی حیران نہوا کرتے تہے
اور کبھی بالون سی پریشان نہوا کرتی تہے

۲۲
ہم خفا ہوکی ندآتی تہی وہ دن بہول گئے
وہ دو دن گہر کو نہ جاتی تہی وہ دن بہول گئے
بالون مچھ کی سناتی تہی وہ دن بہول گئے
ہنسکے ہم تمکو رولاتی تہی وہ دن بہول گئے

شغل تہا نالہ ہمیں سے وہ دن یاد نہین
رویا کرتی تہی میری غم سی وہ دن یاد نہین

۲۳
تمکو سودای محبت تہا بتاؤ کہ مجھے
تمکو اندیشہ فرقت تہا بتاؤ کہ مجھے
تمکو رنج و غم وصلت تہا بتاؤ کہ مجھے
تمکو دن روز قیامت تہا بتاؤ کہ مجھے

کسکو دنیا سے نہ کچہ کام رہا کرتا تہا
کبہی مین منتظر شام رہا کرتا تہا

۲۴
یہ لگاوٹ جو نظر آئی تو شیدا ہوی ہم
نازبیجا سی شب و روز کی رسوا ہوی ہم
کثرت شوق مین کچہ کسی یادہ ہوئی ہم
تمنی آنکھون یہ رکھا پسکی جو سر ا ہوی ہم

آپ نازان تہی کبہی اپنی محبت کے سبب
فخر تہا ہمکو کبہی آپ کی صحبت کے سبب

۲۵
اب نہین تمکو اگر ہمسی محبت نہ سہی
اب نہین تمکو اگر خلق و مروت نہ سہی
اب نہین تمکو اگر ہمپہ عنایت نہ سہی
اب نہین تمکو اگر وصل کی حسرت نہ سہی

ایک سی ایک حسین ڈہونڈہیی تو ملتا ہے
لکہنو شہر ہی غدار کسی پہ وا ہے

۲۶
پہر کبھی دیتے ہین سمجہاؤ کی مانو آو
بیوفا لوگون مین کہلاؤ گی مانو آو
با وفا تم نہ کوئی پاؤ گی مانو آو
سب کی نظرون سی اوتر جاؤ گی مانو آو

اوتسی آزردہ ہو سب بات کی جو محرم ہین
خود ... ن مین چاہنی والی کم ہین

۲۷

جتنی عاشق ہیں یہ عیار ہیں کیا سمجھی ہو
یہانسی ہیں جو گرفتار ہیں کیا سمجھی ہو
جتنی دلسوز ہیں اشرار ہیں کیا سمجھی ہو
جتنی پر بند ہیں طیار ہیں کیا سمجھی ہو

جب اوڑا لینگی تمہیں ہوش اوڑا دینگی یہی
مرض کبر بڑہیگا تو دوا دینگے یہی

۲۸

جتنی اب ربط و محبت سی وہ بیگانی ہیں
مرغ دل یہانسنی کو اشک نہیں دانی ہیں
دعوی عشق جو اونکی ہیں سب افسانی ہیں
شمع سان تمکو جلائینگی جو پروانی ہیں

اپنی خدمت سی جو آزاد کروگے ہمکو
یاد رکھو کہ بہت یاد کروگے ہمکو

۲۹

دیکھو ایسا نہو برعکس طبیعت ہو جاے
تمسی کدہو کسی مہر وسی محبت ہو جاے
نا زیبا سبب دوری صحبت ہو جاے
جیسی الفت ہی مجھی ویسی ہی نفرت ہو جاے

غیر سی شاد رہون تمسی مجھی رنج سے ہے
تمکو بھی ترک محبت سی کشش و پیچ سے ہے

۳۰

گر یہی طور ہیں آخر تو یہی ہوتا ہے
یہی کچھ دور ہیں آخر تو یہی ہوتا ہے
ہمسیہ جو رہیں آخر تو یہی ہوتا ہے
حوصلی اور ہیں آخر تو یہی ہوتا ہے

رنج گر ہمکو دیا تمنی چلو شاد رہو
جو کیا خوب کیا خوش رہو آباد رہو

۳۱

صحبت غیر مبارک ہی آرام کرو
سیر ہر روز کہڑی ہو کی لب بام کرو
عیش سی صبح کرو چین سی تم شام کرو
حسن کا اپنی حسینون میں ذرا نام کرو

دیکھنی آئینگے گلیون میں جو خود کام تمہیں
ہم بھی کہہ جائینگے خورشید لب بام تمہیں

۳۲

جسطرح اپنی بسر ہوگی بسر کر لینگے
جو نظر آئیگا مہ پارہ نظر کر لینگے
جسطرح شام سحر ہوگی سحر کر لینگے
جہان پائینگے گہر کر لینگی

جسکا ذکر آپ سی کرتی ہین ملین گی اوس سی
جس مسیحا پہ کہ مرتی ہین ملین گے اوس سی

دیکھی آئی نہ اب حرف شکایت لب تک
خودغرض تم تھے مری ساتھ رہے مطلب تک
سچ ہی سو دو اوٹھا یا کبھی اوٹھی جب تک
سچ ہے بیفائدہ یہ ناز اوٹھانے کب تک

ہمکو ہی تازہ ملین تمکو مکان ہے پیاری ***
یہ مثل سچ ہے کہ جی ہی تو جہان ہی پیاری **

لیکن افسوس ابھی دلمین تھی ارمان کیا کیا
دیکھنی آتی یہان گبرو مسلمان کیا کیا
آپ کی واسطی منظور تھے سامان کیا کیا
خار کھاتی گل رخ پر گل خندان کیا کیا

جور سکھلاتے رقیبون کی ستانی کی تمھین **
طور بتلاتی جیبون کے جلانے کی تمھین ***

ناز و انداز مین ہمیشل تمھین کردیتے ***
عشوہ و غمزہ مین عشاق جہان سر دیتے
سحر و اعجاز لب و چشم مین ہم بھر دیتے
ساری معشوق بھی سر زیر قدم دھر دیتے

جو تمھین ایک نظر دیکھتا مائل ہوتا ** **
یوسف اس شہر مین بک جانی کی قابل ہوتا

جامہ زیبی تمھین اسطرح سکھاتی پیاری
وہ روش چال کی چالون مین بتاتی پیاری
سب حسین جامی سی باہر نظر آتی پیاری
جس سے دل خلق کا تم روندتی جاتی پیاری

وہ ادائین کہ زمانے سے نرالے ہوتین ***
وہ کرشمی کہ بہت جانین نکالے ہوتین ***

دلبری مین کوئی محبوب نہ تمسا ہوتا
تمہری زلفون کا ہر ایک شخص کو سودا ہوتا
ہر جگہ تذکرہ حسن تمہارا ہوتا ** ***
لب جان بخش کو جو دیکھتا مرتا ہوتا ***

آرزو وصل کی لیجاتی ہزارون دلمین **
شمع [illegible] کی طسرح محفل مین **

۳۵

ہائی رہ رہ کی یہ افسوس مجھی آتا ہے — کیا سمائی ہی سمجھ مین اجی آئی کیا ہے
یہ تو ثابت ہی کہ اب غیر نہین دل بہلائے — خیر کچھ اپنا بگڑنی کا نہین اچھا ہے

اب تو خوش ہو جو کبھی داؤن پہ چڑہ جاؤگی
یہ کہی دیتی ہین پچھتاؤگی پچھتاؤگے

۳۶

مہر بس ہرزہ درائی سی نہین کچھ حاصل — مہر بس ایسی صفائی سی نہین کچھ حاصل
مہر بیہودہ لڑائی سی نہین کچھ حاصل — مہر اتنی بہی رکھائی سی نہین کچھ حاصل

چند ساعت مین جو وا سوخت لکھا خوب لکھا
پر غلط اتنا کیا شکوۂ محبوب لکھا

تمام ہوا

## مجرم

ان کا حال معلوم نہین مگر

انکے اس واسوخت سے جو درج

مجموعہ ھذا ہے معلوم ہوتا

ہے کہ شعرائے متقدین سے

ہین سوائے اس واسوخت کے

اور کوئی تصنیف انکی نظر سے نہین

گذری کہ جس کا ذکر اس مجموعہ

کے عنوان مین کیا جاتا ٭

آپ اس حرکت بیجا سے پشیمان ہونگے
دیکھکر شاد ہمیں خوب سا حیران ہونگے

باز آ جور سے اور ظلم سے اب ہات اٹھا
جان اتنے بے جفا خوب نہیں ہاں کہا
غور کر مجھے تو کیا کیا نہ ترا ناز اٹھا
مجھے تو عاشق جانباز کو ہرگز نہ ستا

ورنہ کر یاد مجھے رو رو کے پچھتاوے گا
مجھسا عاشق نہ میاں اور کوئے یاوی گا

کس سے سیکھا ہی تو عاشق کا جلانا کافر
کہنے میری کے تئیں تو نے نہ مانا کافر
قدر محرم کی کہا جان نہ جانا کافر
اپنے عاشق کے تئیں اتنا ستانا کافر

کہہ چکا آگے پر اب کہتا ہوں اے چھوڑ دے جور
ورنہ دلدار کروں تجھسا کوئے ڈھونڈھ کے اور

تمام ہوا

## معجز

تخلص ہے مرزا محمد رضا ولد مرزا علی اکبر باشندہ
لکھنؤ کا صاحب دیوان ہین شاگرد رشید
ہین حکیم محمد علی خان مسیحا تخلص اور خواجہ محمد
وزیر تخلص کے یہ واسوخت جو مجموعہ
ہذا مین شامل ہے اس سے انکی تصنیف کا
حال واضح ہوتا ہے کہ طبیعت مضمون خیز
ہے کلام مین متانت اور بیان
مین صفائی خوب پائی جاتی ہے

## واسوخت معجز

کون سی باغ مین گل سبزہ بیگانہ ہے / دشمن خواب طرب کونسا افسانہ ہے
شمع کس شعلے پہ سو جان سے پروانہ ہے / کیسا وہ دام ہے ہم جسمین پھنسا اک دانہ ہے
غول کس دشت مین پھرتے ہوے تھراتے ہین
پاؤن بیساختہ کس جا سے اکھڑے جاتے ہین

کس ستم پیشہ کا طالب ہے ہر اک پیر و جوان / رنج وہ کونسا ہے جسمین رہے دل شادان
کیا وہ ایذا ہے کہ راحت مین ہین جسکے انسان / کونسا غم ہے کہ ہے غیرت نعماے جہان
نبض سے ملتے نہین عیسی کو کس آزار سے کے
شربت غم ہے وہ دوا کون ست [illegible] کے

وہ شجر کونسا ہے جسکا ہے پھل حنظل غم / کس مٹھائی کا ہی دنیا مین مزہ غیرت سم
کونسا ظلم ہے وہ ڈرتی ہین جسسے اظلم / وہ صدا کون سا [illegible] مین کی ہی شور ماتم
ہوش کس چیز سے اڑتے ہین پریزادون کے
کس گر [illegible] دین آزادون کے

طبل جنگی کی صدا دیتا ہی کس ساز کا غل
سلسلہ رکھتے ہی کس شے سی ہوائی کا کل
کس گلستان کی ہے آشفتگی رشک سنبل
شور انگیز ہے کیا چیز پئے ساغر دل

آئینہ دار دل پیر و جوان کسکا ہے
بجز ذات نام ہے جسکا وہ نشان کسکا ہے

کون لوتا ہے آنکھوں کو لہو کے آنسو
کیا وہ آفت ہے کہ چلتا نہیں جس سے قابو
کون ہے وہ جو محبت میں کرے کا عدو
کون سے گل میں ہے بربادی راحت کی بو

کون سے جنس ہے ہر ایک کو خریداری ہی
کون صحت ہے کہ مشہور وہ بیماری ہی

برق کہتے ہیں کسی خرمن ہستی کی ہے
وہ دوا کون ہے پی لے اوسی تو بہتر جیے
قصر تن کون سی سیلاب نے برباد کیے
کسنے بے خوف و خطر رنج ہزاروں کو دیے

کون سنتا نہیں فریاد دل آزار ہے کون
کون ہے مائل بیداد جفا کار ہے کون

کسکے آمد سبب ذلت و رسوائی ہے
کون سی شئ سر مجنون پہ بلا لائی ہے
سنہ کے فرہاد کو کس چیز نے کھلوائی ہے
کون سے در پہ ولا فخر جبین سائی ہے

چمن رنج و الم کس سے تر و تازہ ہے
رنگ کس کا رخ وحشت کے لیے غازہ ہے

کسکے کج خلقے و بیمہر کا غل ہے ہر سو
کسکے خاطر سے ہیں مضطرب جہاں کے مہرو
نیک آتی ہیں نظر کسکے بدولت بدخو
کون ہی جسکے کہے سی ہو مسلمان ہندو

جادۂ وادی غم کون بتا دیتا ہے
کون گمراہوں کو رستے پہ لگا دیتا ہے

کیا وہ مژدہ ہے کہ پیغام اجل ہے مشہور
ہے چلتے ہیں پیا بستر تا مقدور
بیچ وہ کون سا ہے جس سے رہے دل مسرور
ہے انسان کو کس شئ کا ظہور

مانگ کا وصف مین کرتا ہون وہ دلکش تحریر — کہکشان سبکی نظر مین ابہی ہو جاوے حقیر
جو ہی شیدا اوسکو جو دیکہے تو ہو غم کی تصویر — مانگ وہ تسمۂ فتراک ہے گیسو نخچیر

کہیچلے اسقدر کاکل سے نکر ڈالے ہے
مانگ سیتا ہے تو وہ زلف سیہ کالی ہے

ہے زبان اسکے گیسو کے وہ یا سلک گہر — مد آہ دل حسرت زدہ یا تار نظر
جادۂ وادی ظلمت اوسی کہتے ہین بشر — پیر مقرر ہے وہ شام شب گیسو کی سحر

موجۂ قلزم حسن خط پیشانی سے ہے
تیغ خورشید سے وہ چند وہ نورانی ہے

سجر جبہہ کی توصیف مین کہتی ہی زبان — چشمۂ مہر درخشان ہے یہ ماہ تابان
لوح الماس ہی ہی صاف ہی وہ اے جان — ہی لطافت مین برنگ گل گلزار جنان

مطلع نور بیاض خط پیشانی ہے
صاف ایسی ہے کہ آئینے کو حیرانی ہے

جبین پیشانی نے پُر نور کا مضمون یہ ملا — یال آئینۂ خورشید مین ہے سرتاپا
تاب شمشیر ہلالی کی ہے وہ مہ سیما — یا کہ ہے آئینے مین عکس شکن زلف رسا

چشم ادراک فقط اوس سے نہ شرماتی تہی
دیکہکر برق کی بہی آنکہہ جہپک جاتی تہی

صفت ابرو دلکش ہین کہ دون کیا تحریر — کوئی خنجر اونہین کہتا ہی کوئی تیغ نظیر
ہیں ہلال شب اول کی ہین بیشک تصویر — گر کمان اونکو مین لکہون تو نہین کچہ تقصیر

شکل محراب عبادت ہین خمیدہ دونون
صاف ظاہر ہی کسی سے ہین کشیدہ دونون

صاف شاخ شجر طور ہین خمدار ابرو — مدہ وہ جفا کا را ابرو
اسنے جانبازون کو ہین خنجر خونخوار ابرو — ن لا رہیہ ہین تیشا ابرو

دشنہ و خنجر و سوہان ہین پی جان حزین
غیر ممکن ہی کہ دیکھے اونہین اور ہو تمکین
ہین وہ چشم پہ چلمن کے جگہ زیب گزین
دستۂ تیر کا ہے دیکھنے والونکو یقین

مثل سوزن جو ہر اک دل مین وہ چبھہ جاتی ہین
خون چشم دل غمدیدہ کو رلواتی ہین

کان وہ کان جواہر ہین کہ سبحان اللہ
مہ و خورشید فدا اور نپہ رہین شام و پگاہ
جام الماس ہین وہ حسن ہے ناس سے آگاہ
یہ صفا ہے کہ ٹھہرتا ہی نہین پای نگاہ

ہین عجب طرح کے وہ چاند کہ جو دہالے ہین
حق تو یہ ہے چمن حسن کے وہ تہالی ہین

گل نسرین کا ہے اون کانون پہ یہ ہوتا ہے گمان
راست تو یہ ہے کہ وہ جام بلورین ہین عیان
خستگل باز لطافت جو کہون ہے امکان
یا کہ ہین کفۂ میزان عدالت سامان

نور کے حوض ہین وہ گوش پر از در دونون
صاف ہین بحر لطافت کے تختہ دونون

صدف گوہر دریای لطافت ہین وہ
رستے مین گوہر اخلاق کی نفاست ہین وہ
گوشۂ شیشۂ ایوان جلالت ہین وہ
پرچۂ تختۂ الماس صباحت ہین وہ

شانۂ گیسوی پیتاب اونہین کہتا ہون مین
برگ نخل گل مہتاب اونہین کہتا ہون مین

گوش دل سی صفت ہی پر نور سنو
کہتے ہین غنچۂ گلزار فرح ہم اوسکو
شعلہ ہے وہ رگ گلبرگ نزاکت مین گو
شمع کا نور ہے دیکھے جو اوسی ٹھنڈی ہو

طبع جو در فتہ ہو یہ نہین حاشا ممکن
دل اوسی دیکھہ کے قابو مین رہی کیا ممکن

راستی مین ہی الف نہک نہین ہین اصلا
موجۂ قاذ خنذنے ہے وہ بینی گویا
جام آئینہ ہین تو وہ گردن مینا صفا
تہ صفا سر تا پا

سمجھے کو عیاں اب نہیں کرسکتے ہم  
یہ جگہ وہ ہے کہ سر دیتا ہی ہے جابہ قلم  
نکلے کچھ بات مزے کے ہو اگر باب رقم  
غنیمت این جای تکلم لب بدوز افہم

راز پنہاں ہے مناسب نہیں افشا اسکا  
یہ وہ عقدہ ہے کہ دشوار ہے کھلنا جسکا

نور ہیں قبۂ ایوان لطافت ہیں سرین  
جلوہ افگن ہیں مقابل میں دو کوہ سیمین  
بدر ہیں یہ فلک حسن کے تنگ اسیمین نہیں  
پیٹھ سے لیتے ہیں انہیں دیکھکے سر ماہ جبین

یوں تو ہر طرح کی تشبیہ انہیں سب نے دی ہے  
ایک یاں طبلۂ عطار فقط باقی ہے

کہوں مرفقیاں زانوں کو تو نازیبا ہے  
جو ہیں اعلیٰ انہیں ادنی سی تناسب کیا ہے  
مشعل ماہ کی یہ حسن کہاں پایا ہے  
کہتے ہیں برق تجلی جسے نام انکا ہے

نور ہیں صبح قیامت سی فزوں ہیں رانیں  
صاف قصر تن انور کے ستون ہیں رانیں

زانو صاف نہیں نور کے آئینے ہیں  
حسن میں اوسنے سوا پریوں کے کب سینے ہیں  
دولت حسن خداداد کے گنجینے ہیں  
سقف افلاک صباحت کی سیہ زینے ہیں

ساغر بادۂ خوبی ہیں بلاشک زانو  
ایسے حوروں نے بھی پائی نہیں اب تک زانو

ساق یا گردن حوران جناں سی بہتر  
ماہے کوثر و تسنیم سے پاسک گہر  
شمع کافور ہے دیکھے تو جلے تا سر  
نور میں کاہکشاں ہے تو صفا میں بھی قمر

وصف اوسکا کریں اتنے نہیں طاقت ہم میں  
صبح کا چاک گریباں ہے اوسی کی غم میں

وصف میں پائی نگاریں کی بھی لالی ہے زباں  
پائے خامہ کو ہے لغزش کہو کیونکر ہو بیاں  
ہاتھ ملتے ہیں انہیں دیکھکے خوبان جہاں  
تا ابد ایسی کبھی شعلہ سا لگا

مو قلم کے لیے گر بال سمندر ہاتھ آئے
صفحۂ برق پہ اون شعلونکا نقشہ کھینچ جائے

جبکہ اس شان سی اوس حور کا جلوا دیکھا — سینے قابو مین طبیعت کو نہ اصلا دیکھا
دیر تک آئینہ سان حسن سراپا دیکھا — ناز و انداز کا نئے طور نرالا دیکھا

بہا گئین اس دل وحشی کو ادائین اوسکے
زلف کی طرح سے لین بڑھ کے بلائین اوسکی

دیکھتے ہی سب مجھے شرما کے وہ روپوش ہوا — شربت دید سے کیفی سی سرجوش ہوا
کر کے اک نالۂ جانکاہ مین بیہوش ہوا — نیش غم خاطر محزون کی لیے نوش ہوا

گھٹ گئے تاب و توان ہلنے کی طاقت نرہی
جان پرین گئے قابو مین طبیعت نرہی

آسمان ٹوٹ پڑا رنج و الم کا نئے الغوز — مہر اندوہ و غم و یاس کا چمکا فی الفور
کام حسرت نے کیا تیغ دو دم کا فی الفور — دل گیا مجکو تیا دشت عدم کا فی الفور

تن بدن پھکنے لگا سوز دورن سے میرا
طبع نے چھیڑ دیا ذکر جنون سے میرا

بحر حسرت مین ہوئی کشتئ دل طوفانی — سیل خون کی مری آنکھون سے ہوئی طغیانی
چھٹ گیا طائر دل سی مرے دانا پانی — دو دہے زن مین گئے صورت نے سیچانی

چمن عیش و طرب باد خزان سے لوٹا
دشمنون نے سبے مرے حال پہ سینہ کوٹا

کام کرنے لگے صرصر کا ہوای گلشن — نالہ آموز ہوئے نغمہ سرائے گلشن
ہو گئے کنج قفس مجکو فضای گلشن — سیر کرنے لگا خنگل کے بجای گلشن

بزم غم ... ہے مرے افسانہ سے
... پروانے

پر تا دو مجھے [illegible] یارو
عشق ہے نام اسے حال زبون کا یارو

روہین اس ارسی اسوقت خبردار ہوا
جسکا ڈر تہا اوسی آفت مین گرفتار ہوا
مبتلا عشق کے پہندے مین دل زار ہوا
طرفہ غفلت تہی کہ اسوقت مین ہشیار ہوا

بے سبب تہا نہ تپ غم سے مرا حال تباہ
حضرت عشق نے کی مجہپہ عنایت کے نگاہ

پہر تو نادانی پہ اپنے مجھے اک طیش آیا
عرق شرم مین تر ہو گیا مین سرتاپا
سرنگون پہر تلک فرط خجالت سی رہا
کہدیا حال پہر احباب سے جو گذرا تہا

راز الفت جو یکایک ہوا افشا مجھسے
دل بہر آیا نہ رکا اشک کا دریا مجھسے

دیکہکر حال مرا تاب نہ لاسے احباب
آتش عشق سے کیون تونے کیا دل کو کباب
روکے فرمانے لگے مجھسے کہ او خانہ خراب
مل گیا خاک مین افسوس ترا عہد شباب

غیر حالت تری ہر آن ہوے جاتی ہے
ہائے اگلی تری صورت ہمین یاد آتی ہے

اب نہ وہ رنگ نہ وہ روپ نہ وہ صورت ہے
اشک آنکہون مین فغان لب پہ عجب حالت ہے
نہ وہ دہج دہج ہے نہ وہ زینت و زیبائی ہے
ہوش سر کا نہ خبر پاؤن کی کیا آفت ہے

دہیان ہر دم ہمین وہ رہ کی سے آتا ہے
شمع سوزان کیطرح کیون تو گہلا جاتا ہے

سنکے اس بات کو رو رو کے مین اونسے بولا
واقعہ عشق نے مجکو نہ کہین کا رکہا
مری قسمت مرے تقدیر مقدر میرا
پر مرض ایسا نہین کوئی نہو جسکے دوا

شہرت [illegible] جسم ہاتہ جو آجاے گا
[illegible] دیکہا جائیگا

بخت یاور جو ہوا سیر تو وہ آئے دم میں
لب جان بخش کے بوسے سے جلائے دم میں
گرد غم ابر فرح خیز بہائے دم میں
دولت وصل دل غمزدہ پائے دم میں

جذبۂ عشق جو اوس شوخ کو یاں تک لے آئے
رنج سارا اُسے راحت سے مبدل ہو جائے

حسرت آمیز یہ تقریر جو باہم میں نے کی
کہا احباب نے لے آتی ہیں ہم اوس کو اب ہے
آخر کار جو مجھ زار کے تقدیر لڑے
شاہد وصل کی نے کے آئی حمایت میری

سکتے میں صورت تصویر جو پایا مجھکو
آئینہ عارض جانان کا دکھایا مجھکو

دل گیا حسرت دیدار تو سنبھلا دل زار
تب ہجران کو ٹھہرنا ہوا دم بھر دشوار
دفعتہ گرم ہوا عیش و طرب کا بازار
سحر عید ہوئے مجھکو شب وصلت یار

ہر طرف عیش کا سامان جو نظر آتا تھا
غنچہ دل کا مرے فرحت سے کھلا جاتا تھا

ہم بغل ہو کے مری وصل کی لوٹی کیا کیا
اور جاتا رہا جو مخل شرم و حیا کا پردا
باتیں ہونے لگیں آپس میں تکلف نہ رہا
تھا اکیلا وہ پری زاد نہ کچھ جانتا تھا

برسر لطف و عنایات جو پایا میں نے
راہ پر چاہت کے فقروں میں لگایا میں نے

دونوں جانب سے ہوا پھر تو یہ الفت کا ظہور
ایک جان اور دو قالب تھے ہم و مشہور
نہ جدا ہوتا تھا اک آن بھی میں تا مقدور
رہتا تھا وہ بت خود بین مری آنکھوں کے حضور

کیا کہوں میں جو مرے شام و سحر کرتا تھا
کچھ عجب لطف سے اوقات بسر کرتا تھا

وہ پری زاد مرے شکل کا دیوانہ تھا
جب سے تھا شوخ مرے سوز کا پروانہ تھا
جلوہ افگن جو شب و روز وہ جانانہ تھا
بس مرا اسکا شانہ تھا

مخمس

روز بد گردش گردون نے دکھایا مجھکو
ہوگیا دیوث عجب کا سایا مجھکو

۱۳۱

یہ مرے دلپہ ہوا حسرت و حرمان کا ہجوم
سوگواروں کیطرح رہنے لگا میں مغموم
بیج موجود ہوا اسکے تو راحت معدوم
اوڑ گئی نیند بسے سیر صفت چشم نجوم

پہرتا تہا چہرۂ دلدار مرے آنکھوں میں
اشک بہر آتے ستے ہر بار مری آنکھوں مین

۱۳۲

یاد آتی ستے جو نظارۂ گلرو سے بہار
ملے کرتا تہا میں حسرت زدہ مانند ہزار
خار از بسکہ مری نظروں میں تہا یہ گلزار
ہوگیا تہا دل پر غم کا بہلنا دشوار

دہیان اوسکے رخ گلگون کا جو آجاتا تہا
بلبل جان قفس جسم میں گہبراتا تھا

۱۳۳

مضطرب تہا دل مایوس مثال سیماب
صورت ماہی بی آب ستے خاطر بیتاب
تہ و بالا تہا جگر سینے میں شکل دولاب
متاسف ستے مری حال پہ سب احباب

بات کرتا تہا کسے سے نہ میں کچھ کہتا تہا
منہ لپیٹے ہوئے دن رات پڑا رہتا تھا

۱۳۴

فرقت زلف سے ایسا تہا مرا حال تباہ
دین و دنیا سے نہ مطلب تہا بجز نالۂ آہ
جوش سودا سی جہان تہا مری نظروں میں سیاہ
دیکھکر سوی فلک کہتا تہا میں شام و پگاہ

ساز آباد خدایا دل ویرانے را
یا دہ مہر بتان ہیچ مسلمانے را

۱۳۵

تیغ ابرو کے تصور کا کہوں کیا احوال
کاٹتا عمر دو روزہ کا سبے تہا مجکو وبال
بہولتا تہا نکبہی اوسکے سراپا کا خیال
پیش چشم آٹھ پہر رہتا تہا وہ حور جمال

[illegible] دل لگایا میں نے
[illegible] ثت گنوایا میں نے

ہو گئے مجھ سے فزون شاخ گل ہر جا بکو
موج نکہت ہو گئے تلوار سے بدتر مجھکو

۱۱۴۲

ہر خیابان نظر آیا مجھے مقتل سے سوا
پتون مین غنچۂ خونخوار کا بالکل نقشا
پھول تھے قطرۂ خون شاخ ہر اک تیغ قضا
صوت بلبل پہ گمان نالۂ مذبوح کا تھا

باغ سب گنج شہیدان تھا مری نظرون مین
موج زن خون کا طوفان تھا مری نظرون مین

۱۱۴۳

جب چمن سے دل محزون نے اوٹھائی ایذا
مثل سیلاب جو مین دوڑ کے اوجا پہونچا
سیر دریا کا اشارا مجھے رو رو کے کیا
بڑھ گیا دیکھکے دریا کو کچھ ایسا سودا

موج نے یاد جو گیسو کے مجھے دلوائے
آنکھہ سے دل کیطرح دیکھتے ہے بہر آئے

۱۱۴۴

دیکھکر بحر کو یون کہنے لگا مین غمگین
تھا کہ اسجا پہ شگفتہ ہو مری طبع حزین
ہین مرے دیدۂ پر آب کی اس مین آئین
بول اوٹھا پھر دل وحشی کہ چلو اور کہین

غم غلط جس سے ہو اب ایسی کوئی بات کرو
نقرے رندون کی سنو سیر خرابات کرو

۱۱۴۵

جب سو میکدہ چلنے پہ طبیعت آئے
اتنے مین مجھکو نظر رندونکی صحبت آئے
از سر نو سر شوریدہ پہ آفت آئے
دیکھتے ہے دل بیتاب کو رقت آئے

کیا کہون مین کہ وہان تھا عجب حال ہوا
اشک خونین سے مرا میکدہ سب لال ہوا

۱۱۴۶

چشم ساغر سے یکایک جو مرا آنکھ لڑی
شیشۂ مے نے جو بندوق کی چھر خالی
تان کر مجھ پہ مینا نے لی ماری برچھی
ہر حباب نے گلگون سے لگائی گولی

نیم بسمل کیطرح میں ... سے جانے سے لگے
آخر تھا ... زہر ۱۸ آنے سے لگے

گرتا پڑتا ہوا آتا چار وہان سی بہاگا
قافیہ تنگ کیا جوش جنون نی ہرجا

کہ مصاحب مین نہ زنہار لگا جے میرا
نظر آئے نہ کہین صورت تسکین اصلا

کہہ نئے رنگ کی وحشت سے نیا سودا تہا
اپنے احوال پہ افسوس مجھے ہوتا تہا

سارے عالم کا سمایا تہا مری سیر جنون
تہا مجھے قیس سے بہی جوش جنون کا افزون

بحر مواج سے رگ رگ مین مرے قطرۂ خون
الغرض قابل گریہ تہا مرا حال زبون

خار اندوہ و الم دل مین چبہا کرتے تہے
کاوشین مثل مژہ مجھسے کیا کرتے تہے

دہجیان وز گریبان کی اڑا کرتے تہین
جاتا تہا شور سلاسل کا مری تا عرش بریا

اسپہ بہی دست جنون کو نہ ذرا آتی تسکین
تہ و بالا تہے مرے نالون سے جنگل کے زمین

وہ نکلتا تہا دہوان شمع زبان سے میرے
تیرہ ہوتا تہا جہان آہ و فغان سے میرے

داغ وحشت سر شوریدہ پہ تہا جای کلاہ
اہل ماتم کی طرح سے تہا مرا حال تباہ

جوشش سودا تہا مری جسم کو پوشاک سیاہ
آتے تہے لخت جگر لب پہ فغان کے ہمراہ

سینہ کوبی سے مجھے کام رہا کرتا تہا
نالہ کش مین سحر و شام رہا کرتا تہا

دل جو رفتہ سے آتا تہا مرا کم مین
تنگ ناموس کا سے کچھ نہ رہا تہا مجہی غم

رہتا تہا آٹہ پہر بیخبری کا عالم
دلیکن رہ رہ ہوا کرتے تہین مجکو وہیم

وحشت طبع سے جاتا تہا مین دیوانہ جدہر
پڑتے تہے چار طرف سنگ ملامت مجپر

خوب اے گردش قسمت کا کرون کیا شکوا
کوئی سے پوچھتا تہا آکے نہ احوال مرا

گھر چڑا کے مجھے صحرا سے بلا مین پہینکا
ان مین بہت ساتہا

کے جو تمنیز تو اس وقت ہوا رنج کمال — مین بہلا چکا ہون ہے غیر تمہارا احوال
زرد ہو ضعف سی تم رنگ کی رخ کا ہے لال — تمکو مین بہول گیا تہا تمہین میرا تہا خیال

آشکارا ہے جو بات اوسکو نہان کیا کیجے
اب جو کچہ ہے عیان اوسکو بیان کیا کیجے

۱۵۹

کیا کہین تمسے سے ایجان ہمین تو بد ظن — ہمین لوگون کو بہلاتے سے دکہا کر جو بن
راست بازون سی کجی کرنا ہمارا تہا چلن — دوست کو اپنے سمجہتے تہے ہمین تو دشمن

مرے ایجان اور رستے تہے ہمین غیرون مین
بے بلائی ہوئی جاتی سے ہمین غیرون مین

۱۶۰

شوق تہا میلون مین جاتی کا ہمین کو ایجان — تجہین کرنی کا لاریب تہا ہمکو ارمان
تہا ہمین کو سنے لوگونکی ملاقات کا دہیان — چہلے غیرونکو ہمین دیتے تہے ہر دم ہر آن

سیر بازار ہمین صبح و مسا کرتے تہے
تم نمازین مری جان گہر مین پڑہا کرتے تہے

۱۶۱

خیر گذری کہ مجہے بہیج کے خط بلوایا — ورنہ تم دیکہتے اس اپنے تغافل کا مزا
مینے سب ہے ڈہونڈہ نکالا تہا یہ پرواہ — دیکہتے اوسکو تو رہتے نہ تمہے ہوش بجا

رنگ تقریر سے اب کہینچ کے اوسکی تصویر
اسے ہے دکہلاتا ہون آپ نے سنہری تزویر

۱۶۲

وہ بلا زلف ہے اوسکے جو کبہی ہی نظر — ہوش یا ؤنکا نہو تجہکو نہو سر کے خبر
بل نکلجا ی ترا دیکہہ سے کے اوسکو یکسر — ہے یقین مار اتارے وہ تجہے لٹکا کر

دل ترا شانہ صفت اوسمین اولجہ کر رہجائے
لاکہہ تو پیچ کرے تو بہی ترے ہاتہ نہ آئے

۱۶۳

نکہت زلف مسلسل جو ہوا پر آئے — مو تو دیوانہ وہ زنجیر ترے بنجائے
روز اک تازہ بلا وہ ترے سر پہ لائے — اگر تو کرے بہانے پائے

| | |
|---|---|
| نظر اوس چشم خماریں پہ جو سہواً بے کرے | آنکہ لڑتے ہی پڑیں جان کے مجھکو لالے |
| نشۂ بادۂ غم ہوش اوڑا دی تیرے | دل کباب ایسا ہو تیرا کہ گزک بنجاے |

لال ڈورونکا جو گلدام وہ آنکہیں دکہلائیں
بلبل دل کو ترے صید کے مانند پھنسائیں

| | |
|---|---|
| شعبدی مرگک چشم دکہائیں ایسے | رشک سے چین نہ تیلے کیطرح آہی تجھے |
| کہبے وحشت کی نظر سے جو ادھر تو دیکھی | دفعۃً پنجۂ مژگاں سے لگائیں ڈھیلے |

چشم مردم کو ترا حال تماشا ہو جاے
تنگے سینے سے لگے ایسا تجھے سودا ہو جاے

| | |
|---|---|
| دیکھکر جلوۂ گوش صنم خوش اطوار | کان سیماب کے بنجای ترا دل ای یار |
| دُرِّ آویزہ سے تجھکو نظر آے جو بہار | دل گرفتہ صدف دہر میں ہو گوہر وار |

مجھے اور اوس مہ کامل سے جو سر گوشی ہو
فرط خجلت سے تو آمادۂ روپوشی ہو

| | |
|---|---|
| شمع بینی کو جو تو دیکھے ہوا اور ہے لقا | صورت انگر افسردہ مجھے دل تیرا |
| شعلۂ آتش حسرت سی جلے تو ایسا | زلف پرپیچ پہ تیرے ہو دہوین کا دہوکا |

غم جانسوز سے تغییر یہ حالت ہو ترے
نہ تجھے اشکوں کے چھینٹو نے تری دل کی لگی

| | |
|---|---|
| دیکھ وہ آئینۂ رخ تو یہ حیرانی ہو | زلف جوہر کیطرح تجھکو پریشانی ہو |
| سکتہ ہو جای سجے رخ کی طغیانی ہو | آبرو سب ترے ارمانے شرمانے ہو |

ہمہ تن غرق یم آب ندامت ہو جاے
دیدۂ مہر سے تری واسطے آفت ہو جاے

| | |
|---|---|
| مسکرا کر لب لعلیں کو جو وہ شوخ دکہاے | جھک گئے ای بت کہ تجھکو یا بت تھا |
| مجھے کہل ملکے وہ باتیں کرے ہو چپ | یہ ترے منہ پہ پہپا جاے |

ثنا نے دیکھے تو نظر آتے ہے تجھے شان خدا
جوہر آئینے سے کے دکھلاتے ہے اونکی صفا
رات دن تجھکو رہے ہے شمس و قمر کا دھوکا
کچھ نہ بن آئی سمجھے بگڑے یہ تیر انقشا
شان و شوکت تری اون شانوں کے آگے کٹ جائے
لب زلف اونھیں دیکھتے ہی تو لٹ جائے
۱۸۱

گول گول اوسکے وہ بازو جو نظر آجائیں
نور تن اوسکے نیا رنگ سے تجھے دکھلائیں
دل کو ہی بت تری مچھلی کی طرح تڑپائیں
ہاتھ مل مل کے تیرے دیکھنے وہ ہاتھ آئیں
بانکپن ہوئے درست وہ صدما پہونچے
دسترس جب نہو دل کو ترے ایذا پہونچے
۱۸۲

دیکھ لے ساعد پر نور کا جوبن تو اگر
ہو جنون پنجہ رنگین جو سجے آئیں نظر
رنگ اور جاتے ترا صورت کا نور سحر
او سنگلے ایک نہ پیر رگ جان سے یہ ہو نشتر
قتل کرڈالے ہے سرستادہ دلبر تجھکو
ناخن اوس قاتل عالم کے ہوں خنجر تجھکو
۱۸۳

داغ تازہ سے تجھے دیں چاند سا سینہ اوسکا
سینہ کوئی سے سروکار رہے تجھکو سدا
صورت کبک دری طائر دل ہو تیرا
ہاتھ کوئی سے کے ہونٹوں نہ گری ہو لیا
سانپ لوٹیں تری چھاتی پہ جو وہ یاد آئے
دل پچیں ہو لب پر ترے فریاد آئے
۱۸۴

نظر آجائیں جو اوس گل کی ترنج پستان
پھر ترش روئی سے تو بچے نہ لی تا امکان
پاسے پھر آئی تری منہ میں سن اک غنچہ دہان
زندگی بھر رہے تو جوکہ پر اپنے نالان
جام اوس شربت انگیا کے جو تجھکو نظر آئیں
ترے دندان ہوس شرم سے کھٹے ہو جائیں
۱۸۵

آفت جان شکم صاف کا نظارہ ہو
منہ چھپانے کے سوا کچھ نہ بنے تجھے
دل ترا صدمہ سے آئینہ صد پارہ ہو
لب مہتاب ترا پارہ پارہ ہو

شاد ہوں شکوہ جو ربت اظلم نکروں
آنکھیں ہے وہ جو نکلوا سے تو میں غم نکروں

سنبلیں زلفوں کا دیدار رہے مد نظر
صفت شانہ جو صد چاک سراپا ہو جگر

دل کو آشفتہ سری سے نہ ذرا ہے ہو حذر
تو ہے دل حلقۂ گیسو سے نہ نکلے باہر

گو ہے جان کا جنجال نظارا اوسکا
مثل مشاطہ ہو ہر پیچ گوارا اوسکا

گر جلای صفت مہر درخشان وہ جبیں
تیغ ابرو جو کرے وار کہوں میں تحسیں

تہہ تک آنکھوں میں شیشے اف نکروں ہو تسکیں
ہوں ہدف ناوک مژگان کا تو ہوں غرق خوشی میں

عشق میں گو پیش دل ویرنے فریاد کروں
کبھی بھولی سے بہ ادی بت نہ تجھے یاد کروں

گل رخسار کا نظارہ کروں آٹھ پہر
نکروں شکوہ نپاؤں کوئی بوسہ بھی اگر

غیرت دامن گلچیں ہو بنے دامان نظر
مانگے ہی جاؤں جو گالی ہی وہ دیتی جھنجلا کر

سامنے تیرے ادسے روق آغوش کروں
نہ ہے یاد تو ایسا میں فراموش کروں

شمع بینے کے محبت سی ہو گو پاک میں دم
گو مری حق میں وہ لا لب شیریں ہو سم

رو دوں گو عشق گل رخ ہی نشان شبنم
گو زبان اوسکے بنی تیر سے تیغ ستم

خون تجھ سے کبھی یار تو ہر جانے ہے
تجھ سے ملنے کی قسم دل نے مری کھائی ہے

برق دندان سے اگر خرمن دل جل جائے
الفت چاہ ذقن نوح کا طوفان لائے

بات کے پوچھے سے ہیں ہم اف نہ زبان پر آئے
دم بھر میں چاہ کا ہم گو وہ کنوئیں جھنکوائے

معاف تو یہ ہے کہ سے تجھے تکدر ہم کو
تو رہے پیار سے تنفر ہم کو

آ کے دیکھے جو ترا حال اوسے حیرت ہو
سن کہا کہا کے تو مر جائے اگر غیرت ہو

طنز آمیز سخن سنکے وہ غارتگر جان — بولا کچھ ہوش میں آ وکہ ہے تمکو خفقان
میں کہاں تم کہاں اور رسم ملاقات کہاں — مجھکو پروا نہیں چاہے سراسر یہ گمان

عشق نو اس نیا تمکو مبارک ہووے
نقش کے دیجیے اوسے جو آپکا کا یک کھوئے

سیکڑوں پھرتی ہیں یاں ایسی نجھڑن طول — خواب میں بھی نہیں باقی ہی نیا اونکی پہول
سخت جھگڑی کو بڑہاتی ہو یہ باتیں ہیں فضول — کچھ سبب ہوگا نہ بجز رنج ملیں اس سے حصول

چاہنے والوں کا دنیا میں ابھی قحط نہیں
ہم سلامت ہیں تو عشاق کا ہے قحط نہیں

سر فدا کرنے پہ سرگرم ہیں لاکھوں جانباز — اپنے خدمت میں ہے عالم کو تمنا نیاز
جسکو اوس سے بیاں لیجے وہ کرتا ہی نہ ناز — غم سے اوس کے کرو جو ہوئی تمہارا ہمراز

دل میں کیا سمجھے ہو پروا ہے تمہاری کسکو
ہوش میں آؤ تمنا ہے تمہارے کسکو

یہ تو فرمائیے کس بات پہ اتنا ہے غرور — اک نہیں چاہنے والی ہو یہ دل سے ہی دور
معاف ہو جاؤ اگر ہے یہ منا منظور — لگ سبب ہی ہے نفرت یہ ہے اپنا دستور

یاد ہوگا کہ سدا عشق کا دم بھرتے تھے
بات سنتے نہ طرح ہم نہ سنکے کرتے تھے

یہ تمنا نہ تھی ہے ہمسا نہیں عاشق کرنے — عیب نہ فرہاد سی بڑہ کر ہیں محبت کے دہنی
جیب ہو سے زیادہ نہ بگاڑ شخے — عاشقوں کی ہے دنیا میں ایسی خفگی

[illegible] ہو یہ کیا کرتے ہو
[illegible] پیدا کرتے ہو

۲۲۴
جانگسل ہجر کے ایذا سے وہ دن بھول گئے　　حسرت و یاس سراپا تھے وہ دن بھول گئے
آرزوئے وصل کے کیا کیا تھے وہ دن بھول گئے　　بات کرنے کی تمنا تھے وہ دن بھول گئے

واہ واہ اب یہ عشق کا دم بھرتے تھے
پھر اسی منہ پہ یہ کہیے گا کہ ہم مرتے تھے

۲۲۵
ملتفت ہم جو ہوئے تم ہوئے ایسے مغرور　　یکقلم بھول گئے مہر و وفا کا دستور
اتنے کج خلق ہے واللہ مروت سے بھی دور　　یہ تو فرمایئے کیا ہم سے ہوا جرم و قصور

ہم منانے میں غضب ہے تمہیں کچھ دھیان نہیں
تم سا بے دید جہان میں کوئی انسان نہیں

۲۲۶
یاد ہے ہم اگر اک دن کو کہیں جاتے تھے　　آدمی بھیج کے کس شوق سے بلواتے تھے
رنج جانکاہ تمہیں ہوتا تھا گھبراتے تھے　　بے ہمارے نہ کہیں چین ذرا پاتے تھے

تھا نہ اک آن گوارا غم فرقت تم کو
کوئی اس سے زیادہ تھی مصیبت تم کو

۲۲۷
کام رہتا تھا خوشی سے مری دن رات تمہیں　　تھے اطاعت کے سوا یاد نہ کچھ بات تمہیں
زندگی کا تھا مزہ لطف ملاقات تمہیں　　عشق دکھلاتا تھا اعجاز و کرامات تمہیں

تابع حکم تھے ایسا مرا دم بھرتے تھے
جو مرے منہ سے نکلتا تھا وہی کرتے تھے

۲۲۸
میں شگفتہ جو ہوتا تھا دم بوس و کنار　　نالہ کش ہوتی تھے تم رنج سے مانند ہزار
کہتے تھے سچ ہی یہ ہو تم ہی انظر [illegible]　　بے تمنا مری ہنستے تھے نہ آنسو زنہار

میری دلجوئی سے ہر وقت تمہیں مطلب تھا
اب جو احوال تمہارا ہے وہ آگے کب تھا

۲۲۹
یہ جو میں جانتا گر یوں نہ محبت سے ملتے　　کسی صورت سے ملتے
کیا برا دن تھا کہ جس دن ہوئی الفت [illegible]　　شکایت سے ملتے

# ملال

تخلص ہے شیخ محمد حسین صاحب کا صاحب دیوان
ہین شاعر خوش فکر رنگین طبع ہین شاگرد ہین
مرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی کے مولد او
مسکن انکا اور انکے بزرگونکا ہمیشہ سے
لکھنؤ ہے یہ واسوخت جو مندرج مجموعہ
ہذا ہے انہین کا طبعزاد اور نتیجۂ فکر
آسمان پیما ہے ارباب ذوق ملاحظہ فرمائین
لطف کلام رنگین اوٹھائین فقط

# واسوخت ملال

ہاں جب درد ارکہ دل گرم فغاں ہوتا ہی
دیکہ داغ جگر ی شعلہ فشاں ہوتا ہی
بیوفا سوزِ الم وقف زباں ہوتا ہی
شکوۂ آتش بیداد بیاں ہوتا ہی
ضبط کو آج خیال ستم ایجادی ہے
نالہ ہٹ پہ ہی خموشی مری فریادی ہے

کیا کرے صبر کہ اب صبر کی قابل نہ رہی
جنکو تھا پاس وفا وہ جگر و دل نہ رہی
وہ مزی لطف ملاقات کی حاصل نہ رہی
ہم وہ عاشق نہ رہی تم مہ کامل نہ رہی
ہٹ گیا جی سر گیسو ئی چلیپا کیسا
ہوش میں آؤ کسی عشق ہی سودا کیسا

انتہا بھی ہوس شوق فغاں کی ظالم
حد بھی کوئی ستم ہوش ربا کی ظالم
ہای کیا شرط وفا تو نے ادا کی ظالم
مجہسا خاموش ہوا ناز کا شاکی ظالم
ضبط [illegible] وہ فغاں آہی گیا
[illegible] آہی گیا

وہ کمر جسکو عدم اہلِ بصر کہتے ہین
موج دودِ جگرِ شمعِ سحر کہتے ہین
رشتۂ عمر رگِ تارِ نظر کہتے ہین
کچھ نہ کچھ سب اوسی مانندِ خبر کہتے ہین

سنہ ١٦
عکسِ گیسو جو پڑی بار سی بل کہانی لگی
آپ سی آپ نزاکت کو حیا آنے لگے

ناف یا نافۂ آہوی بیابان کہیے
یا اوسی چشمِ گلِ نرگسِ حیران کہیے
یا سویدای دلِ کشتۂ حیران کہیے
یا کہ چاہِ ذقنِ ماہ جبینان کہیے

سنہ ١٧
چشمِ عشاق سی پنہان ہی تمنا کیطرح
روز سلجھایا کری جوشِ تمنا کیطرح

آگی سنے پردگی رازِ نہان ہوتی ہی
شوخیِ خاطرِ بیباک عیان ہوتی ہی
گفتگو ہی سببِ تپش بیان ہوتی ہی
سمجھو کیا بات ہی کیا بات بیان ہوتی ہی

سنہ ١٨
وصل مین سیر دکھائی وہ سمن گلشن کی
دامن ہر گلِ سمن مین ہو گلی سوسن کی

ہر گھڑی تکیۂ زانو رہی زانو اوسکا
میرا غمخوار رہو وہ مین ہون جو اوسکا
میری پہلو سی نہ سرکے کبھی پہلو اوسکا
اوسکی قابو مین نہ دیکھون کبھی قابو اوسکا

سنہ ١٩
لی مری ہاتھ مین جامِ میِ گلفام سے لے
جان دی جوشِ تمنا مین مگر نام سے لے

جس گھڑی ہاتھ مین وہ ساقِ بلورین آئی
دیکھو بگڑی ہوئی تقدیر جو کچھ کھلائی
اور دلِ کشمکشِ شوق کا موقع پائی
ضبط تم لاکھ کرو جان پہ بن جائی

سنہ ٢٠
ایک طوفانِ الم دیدۂ تر سی اوٹھے
ایسی کچھ دل کو لگی شعلۂ جگر سی اوٹھے

جلوہ فرما دمِ رفتار ہو گر نقشِ قدم
دیکھی گر صدمۂ تکلیفِ نظر نقشِ قدم
انتاب کی ہر نقشِ قدم
مند قمر نقشِ قدم

۱۲۲۱

روش نظارہ پہ وہ گل جو خرامان ہو جائے
رگ اندیشہ رگ نشتر مژگان ہو جائے

شان اللہ کی تم آپ کو دلبر سمجھو
او جڑی صورت کو مہ و مہر سے بہتر سمجھو

نازنین شوخ ادا فتنۂ محشر سمجھو
پھیکے غمزون کو سداقت بکر سمجھو

۱۲۲۲

تمکو دعوی ہو سخن سازی دلربائی کا
جسے اظہار ہوا اعجاز مسیحائی کا

کل کی ہی بات کہ یہ ڈہنگ یہ انداز نہ تہا
فتنہ گر آپ نہ تہی عشوہ سخن ساز نہ تہا

یہ کرشمہ یہ ادا یہ ستم ناز نہ تہا
خانمان سوز جگر شعلۂ آواز نہ تہا

۱۲۲۳

اک طرح پر نہ رہے پہلوی بسمل کیطرح
کچہ کی کچہ ہو گئی دو دون مین ہی دل کیطرح

پیشتر کب یہ ہین جلوہ گری کا ہی کو تہی
پردہ کرتی تہی کبہی پردہ دری کا ہی کو تہی

صنعت وزن ونظری کا ہی کو تہی
یون رقیبون سی بہری بادہ دری کا ہی کو تہی

۱۲۲۴

کون پامال تہا انداز قدمتی پہلے
کون وارفتۂ رفتار تہا تمسے پہلے

بات کرنا ہی نہ آتا تہا اجی تم ہو وہی
چہیڑ کر پہر وہ لاتا تہا اجی تم ہو وہی

ایک بہی منہ نہ لگاتا تہا اجی تم ہو وہی
جب بگڑتی تہی بناتا تہا اجی تم ہو وہی

۱۲۲۵

آج کو تم مین نہ مانی کی طرحداری ہو
اپنی نزدیک ہی مردم بازاری ہو

دیکہتی غش مین کسیکو تمہین حیرت ہوئی
ذکر کرتا جو کوئی چاہ کا نفرت ہوئی

بڑہی عشق کی پریشان طبیعت ہوئی
قصۂ عشق جہون تیز کی وحشت ہوئی

ہین افسانی ہین
[illegible] ہوائی ہین

ہی کیا جانی اعدا نی سکھایا کیا کیا
دل جلانی کو شرارت سی لگایا کیا کیا

میری قسمت کا لکھا تمکو پڑھایا کیا کیا
گرم فقرون سی تمہین اپنا بنایا کیا کیا

۲۷
لائی ایمان ہوا دخل در اندازون کا
کلمہ پڑھنی لگی تفرقہ پردازون کا

نکلے ارمان دل کی خیر تمہارا ہی سہی
تلخی ترک ملاقات گوارا ہی سہی

غم نہین مد نظر ہمسے کنارا ہی سہی
آپ کی در پہ رقیبون کا اجارا ہی سہی

۲۸
وقت کی طرح سے لوجاتی ہین آتی کی نہین
صفت داغ جگر شکل دکہانے کی نہین

نہ رہا دل ہین سر ذوق ستم ہے ابتو
داغ دیتا ہی جفا ہن کی کرم ہے ابتو

زہر لگتی ہی ہر اک سچی قسم ہے ابتو
کیا کرین ہم کہ نہین آپ مین ہم ہے ابتو

۲۹
شام سی چوک مین ہر روز گذر کرتی ہین
ماہرویون مین شب وصل بسر کرتی ہین

چین حاصل ہی نصیبون سی دل و جان کی لیی
عید ہی سینہ و آغوش پیاران کی لیی

عیش ہی غمزدہ حسرت زدگان کی لیی
شرط باہم ہی وفاداری و احسان کی لیی

۳۰
روز ہی وصل مین شربت شیدائی کا
اب وہ دہڑکا نہین باقی شب تنہائی کا

سر خرد ہم ہین تمنا سے تمنا ہم سے
ہجر سی ہم ہین خفا ہجر کشیدا ہم سے

شوق سی کہتی ہین ہم شوق ہی گم یا ہم سے
منہ چھپاتا ہی خیال شب یلدا ہم سے

۳۱
جی ترستا ہی فریب غم پنہان کی لیی
آنکھین گھرتی ہین سدا خواب پریشان کی لیی

روز و شب شام و سحر رہتی ہین باہم ہمین
آنا جانا ہی کہین پھر و ستم آپس مین

[illegible] فانی رہین
[illegible] ہین

کہیں ایسا ہو وہ شوخ ستمگر آجاے — کافرِ گرمِ ادا فتنۂ محشر آجاے
بدگمانی کی سبب تک ادب بیا آجامی — طرفِ رسمِ شرارت بتِ خودسر آجای

بیجا با سخنِ تلخ سنا دے تم کو
بیٹھکر سامنے محفل سے اوٹھا دی تم کو ۵۴۹

واسطہ جب نہ رہا مہر و محبت سے کیسے — دوستی ترک ہوئی چشمِ مروت سے کیسے
جو کیا خوب کیا ہمسے ندامت سے کیسے — اگلی باتون کی بھلا آج شکایت سے کیسے

جاؤ ڈھونڈھو کہین اپنا ستا دلارام نیا
خود غرض ہو کوئی پیدا کرو خود کام نیا ۵۵۰

اے ملال اب سرِ تصویرِ پریشان کبتک — یہ خیالاتِ جنون خیزی سامان کبتک
شکوۂ کثرتِ بیمہری جانان کبتک — شعلہ افشانی داغِ تپِ پنہان کبتک

سن کے حالِ شبِ غم دلکو قلق ہوتا ہی
مثلِ خامہ جگر اندوہ سی شق ہوتا ہی

تمام ہوا

## نور

تخلص ہے میر وزیر صاحب کا خلف الصدق میر بادشاہ صاحب

باشندۂ لکھنؤ کے ہیں صاحب دیوان اور شاگرد رشید ہیں

بخشی الملک فتح الدولہ بہادر مرزا محمد رضا خان برق

مرحوم کے مشاہیر شعراے لکھنؤ سے ہیں

شاعر رنگین طبع ہیں خوش فکران لکھنؤ میں

بہت غنیمت ہیں چند عرصہ سے

سرکار جناب مستطاب معلی القاب

نواب زبیر مرزا صاحب بہادر میں ملازم ہیں فقط

امر مشکل کو اگر چاہی تو آسان کر دی
ایکدم مین ابہی راحت کا وہ سامان کر دی

۱۱

دفعتہ صوت حسین نی یہ کیا دلپہ اثر ــ شہر کی سمت چلا دشت سی با دیدۂ تر
الغرض گہر مین جو پہنچا مین بحال مضطر ــ میری حالت پہ جو کی میری عزیزون نی نظر

کوی سر پیٹتا تہا جان کوی کہوتا تہا
کیا ہوا انکو یہ کہہ کہکی کوی روتا تہا

۱۲

ناگہان شور جو رونی کا مری گہر سی اوٹہا ــ دوڑ کر گہر سی ہر اک اہل محلہ آیا
دیکہکر حال ردی روکی ہر اک کہنی لگا ــ ای خدا بہر مسیحا اسی کر دی اچہا

جلد صحت ہو جوانی کا قرا لیجا ئے
جسکا مشتاق ہی وہ ماہ لقا لیجا ئے

۱۳

دلسی کی اہل محلہ نی جو خالق سی دعا ــ حق تعالی نی کیا باب اجابت کو وا
جہانک کر روزن دیوار سی وہ دیکہا ــ نکہت زلف کا جس حور کی سودا ہی تہا

اوس مسیحا کی نظر ای جو صورت مجکو
ہوگئی کچہہ مرض عشق سی صحت مجکو

۱۴

آنکہہ میری جو ہوی اوس سہ خوبی سی دو چار ــ ہوگیا تیر نظر صاف کلیجی کے پار
دلکو تہامی ہوی دیکہا کیا مین وہی نگار ــ برق کی شکل سی چمکی جو وہ گل سی رخسار

بند آنکہین ہوئین پرتو سی ہوا گہر روشن
صورت مہر درخشان تہا اک در روشن

۱۵

اونچی چوٹی وہ قیامت کی نہایت شفاف ــ مہر کی شکل درخشان تہا سنہری موباف
است کہتا ہون نہین اسمین ذرا لاف و گزاف ــ خال کا دخل نہتا چہرۂ پر نور تہا صاف

برق کی ــ ک جاتی سی
[illegible] نظر آتی تہی
کہ [illegible]

۲۷

کیا غلامونکو سرافراز نہین کرتی ہین | غیر ممتاز کو ممتاز نہین کرتی ہین
چاہنی والی کو دمساز نہین کرتی ہین | حد سی جو بڑھ کی ہو وہ ناز نہین کرتی ہین

ہٹ گو اب تجا لی دو پیاری مرا کہنا مانو
پاؤن پڑتا ہون تمہاری مرا کہنا مانو

۲۸

ہو چکی عمر ستانا نہین اتنا اچھا | ہی گل رنگ جو ہو تو جوانی کا مزا
ہنسنے کہنی لگی تم ہوش مین آؤ تو ذرا | تمکو اس صحبت و تکرار سی حاصل کیا ہی

بات کی پوری ہین جو کہتی ہین وہ کرتی ہین
ایک تم پر تو نہین سیکڑون ہم مرتی ہین

۲۹

ہم اسی کی ہوی جو دیکھا ہمکو فقرا | پانچی بگڑی ہوی دوڑی گئی پی سہرا
شوخ کھینچکر ہمنی جو انجام کو انکار کیا | واہ ہی عقل سمجھتی ہو اسی تم نخرا

کیون جی خالی جو کیا ساغر بھری تھی کب کی
خوب ہم سمجھی کہ تم آدمی ہو مطلب کی

۳۰

سنکی اس بات کو گیسو کی طرح وہ الجھا | پھیر تو جو آگیا حسین صری وہ بینی کھا
حسن سا حسن نہین اور پہ ہی اتنا نخرا | لیکی آئینہ کو دیکھو تو ذرا منہ اپنا

برق وش مہر لقا ماہ جبین سمجھی ہو
کیا تماشا ہی کہ تم خود کو حسین سمجھی ہو

۳۱

غور تو دلمین کرو کیا ہی تمہاری صورت | کوئی کیا صورت آئینہ ہو محو حیرت
نہ ملاحت ہی جو عاشق کی ہو دلکو رغبت | چربی کی پتلی کی صورت سی ہی گوری رنگت

اسپہ کہتی ہو کہ ہی سارا زمانا مشتاق
کون ہی میری سوا اور تمہارا مشتاق

۳۲

خیر منظور نہین تمکو جو آنا صاحب | ہم اور ٹھکانا صاحب
برسون اس عشق کی کوچہ کو ہی چھانا صاحب | ہی زمانا صاحب

مرغ دل پھر کا تو بازار دکھاوینگی اسے
اک پریزاد کا دیوانہ بناوینگی اسے

۴۳۳

منتیں کرتا ہوں اب بھی مرا مانو کہنا
دیکھو پچھتاؤ کی اتنا نہیں غمزہ اچھا
آؤ دم بھر کی لیے دل نہ کہیں ٹہو سیرا
چاہنی والا کوئی مجھسا نہیں ملنے کا

رنج فرقت کا مری دل پہ سہوگی برسون
ہای کیا آدمی تہا نور کہوگی برسون

۴۳۴

جو میں کہتا ہوں سنو غور و تامل بھی ذرا
ایک سی ایک حسین حق نے کیا ہے پیدا
لکھنؤ میں تو نہیں قحط پریزادوں کا
خوب دلچسپ ہی یہ شعر کسی شاعر کا

تم جو ہرجائی ہوا اپنا بھی یہی طور سہی
تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

۴۳۵

ایسا اب ڈھونڈ کی معشوق کرونگا پیدا
حسن کا صورت یوسف ہو جہاں میں شہرا
جسکا ہر عضو ہو اک نور کی سانچی میں ڈھلا
غیرت لعل بدخشاں ہو ہر اک لب اوسکا

چمنستان جہاں میں وہ گل چیدہ ہو
ہیں جو میں ساری حسینوں کو پسندیدہ ہو

۴۳۶

پان کھا کر جو وہ لاکھی کو جمائی لب پر
چوٹی گوندہ کے جو اوس حور کو ہو نظر
جوہری لعل بدخشاں سے بھی سمجھی بڑھکر
پنجۂ مہر نو شانہ بنی آئینہ قمر

رنگ رخسار سی نسرین و سمن کی اوڑ جائیں
زلف مشکیں سی دہوئیں صاف ختن کی اوڑ جائیں

۴۳۷

وہ یہ حسن کری عزم جو تو چندی کا
کیچلی کا تو ہو تو چمیں سنہری لچکا
پھر تکلف اوسی پہناؤں میں بہاری جوڑا
چھیلی پوروں میں ہوں ہاتھوں میں ہو خوشرنگ حنا

رشک ... ہیں گو ملک رہ جاے
پھر تو ... ر رہ جاے

۳۸

جامی درگاہ مین جب وہ مہ جبین میرا
واہ ری حسن کہ یہ حسن نہ دیکھا نہ سنا

دیکھتی والی کہین صل علی صل علی
آدمی ہی کہ کوئی نور کا ہی یہ پتلا

یہ ملاحت نہ کسی مین نہ صباحت دیکھی
آج تو چندری مین کیا چاند سی صورت دیکھی

۳۹

قاف تک حسن کا اوس مہ کی جو شہرہ پہنچی
سر بازار وہ کہری مین جو دم بہر بیٹھی

آئین نظارہ کی خاطر یہی پریان اوڑکی
پہیر تو یوسف کا زمانی مین کوئی نام لی

دیکھکر حسن خداداد کو حیرت ہو جاے
تجھکو بہی میری طرح دلسی محبت ہو جاے

۴۰

خوب سینہ سی مین چمٹا کی اوسی پیار کرون
لیکی منہہ مین مین زبان بت ٹہہر جو سون

لب خوش رنگ کی کس لطف سی بوسی لون
تیری جانب کو نہ مین آنکہہ اوٹہا کر دیکہون

اوسکی ہر آن پہ مین جان کو قربان کرون
تو پری ہی نکلی ہی آئی تو نہ مین حیران کرون

۴۱

بر مین ہوگا جو میری وہ صنم مہر جمال
وصل کا اوس سی جو ہنس ہنس کی کرونگا مین سوال

یہ تو ممکن ہی نہین ہی کہ نہو تمکو ملال
ملکی آنکہو نکو دیکہا وہ ہیت نیک خصال

نیند آئی ہی مجہی بہی اجی اچہا آو اوٹہو
شور ہو چلکی سحری یہ خدارا اوٹہو

۴۲

گو محبت نہین ہی رنج مگر ہوگا ضرور
دلمین انصاف کروگی کہ ہی اپنا ہی قصور

لاکہ بالو نکو بنا یا کرین اسوقت حضور
عذر بیجا کی سبب سی یہ ہوا سارا فتور

مانتی کہنا تو کیون رنج کی صورت ہوتی
صحبتین بڑہتین فزون دلکو محبت ہوتی

۴۳

خراب ہی جو چلی او تو جہگڑا نہ رہی
پہر کوئی غم نہ رہی حزن بہر اصلا نہ رہی

... ہر روز کا قصا نہ رہی
... ت کا شکوا نہ رہی

حسرتیں دل کی مری جان نکل جائیں ابھی
ایک مدت کی سب ارمان نکل جائیں ابھی

تمام ہوا

# نثار

تخلص ہے منشی سدا سکھ دہلوی خلف منشی ستیل چند
منصب دار بادشاہی کا شاگرد ہین مرزا رفیع سودا کے
مقیم حال الہ آباد ہین جد امجد ہین منشی کشوری لال صاحب
منصف قنوج ضلع فرخ آباد کے فی الحقیقت انکا کلام
نیا ہے اور سب کے رنگ سے انکی طبیعت کا رنگ جدا ہے
رنگین طبع ہین اور نازک خیال یہ واسوخت
ان کا بنظر سراپا تازہ مضمون ہونے
کے ضرورۃً شامل اس مجموعہ کو کیا گیا*

# ۱
# واسوخت نثار

ہرچند کہ ای مشفق دل کو تئین سمجھایا
اس عشق کے سودے مین کس سے نہ دغا کھایا
لیکن یہ جہالت سے خاطر مین نہین لایا
فرہاد یہ وہ گدز ا مجنون نے وہ پھل پایا

اب ہاتھ کو مل مل کر دن رات پڑا رونا
نادان کی رفاقت مین ہونا تو یہی ہونا
برباد گئی حرمت حاصل ہوئی رسوائی
کوئی کہے دیوانہ کوئی کہے سودائی

کانون نے سنا جو کچھ آنکھون سے کیا چرچا
ای ہر سے ہوئے یکدل ہم مفت ہوے رسوا
آنکھون نے جو کچھ دیکھا تو دلکو دیا بتلا
ناحق تمہین کیا کہیے تم اپنے کرم فرما

یہہ سادہ دلی اپنی اور اونکی یہ مکاری
اور اپنی یہہ مظلومی اور اونکی جفا کاری
یکطرف گلہ شکوہ یکطرف ملامت ہے
لوگون کی مذمت سے کیا سخت ندامت ہے

جنگل کو جیا وشہ جاوین تو خار بیابان ہے
تنہا جو اگر بیٹھین تو نالہ و افغان ہے
بازار مین جو نکلین تو شورش طفلان ہے
با دیدہ گریان ہے یا دست و گریبان ہے

ایام … … بستے ہین
جو آپ … … تے ہین

تقصیر کہین کسکی سب خوبی قسمت ہے
پر تو جو اگر ہنسکر تو عین کرامت ہے

گھر مین جو کبھی بیٹھین انبوہ طبیبونکا
خدمت مین رہین انکے تو ڈر ہے رقیبونکا

تسپر خلش جان ہے تادیب ادیبونکا
یہہ چرخ کی گردش ہے یا پھیر نصیبونکا

بہتر ہے یہی ہمکو اس در پہ پڑے رہیے
سر پر جو چلے آرا تو بھی نہین کچھ کہیے
ہم فدوی صادق ہین جو چاہیے سو کیجیے
پر غیر جو کوئی بولے تو جھڑک ذرا دیجیے

جھڑکی لب شیرین کی ہی باعث ممتازی
اپنا تو یہی شیوہ ہے دلسوزی و جانبازی

گالی جو کبھی دیجیے تو عین ہے سرفرازی
پر دل مین کھٹکتی ہے غیرونکی فسون سازی

کیا جانیے کیا باتین دن رات اوڑاتے ہین
آزردہ کرین تمکو اور ہمکو کڑھاتے ہین
ای صاحب من انکو کیون کان لگاتی ہو
سن سن کے یہ باتین ہم کیون جی کو ستاتے ہو

تقصیر مری کب تھی جو تمنے برا مانا
ایسی تو سعادت ہے اور دوست سے غم کھانا

یون غصہ سے فرمایا چل نکلے تجھے پہچانا
پر سخت اذیت ہے مردودون کا بہکانا

جو یار تمہارے ہین وہ بندہ بے جا ہی
ہمکو تو اسی در پر تا زیست جبین سائی
خط آیا لبون پر جب ای کمسیان اڑجاوین
اس در کی اوپر ہم بی اسوقت مین بچھا وین

بلبل کو بجز گل کے نہ ہے تا تجھے الفت ہے
دلسوزی سے تشنگی کو دیکھا ہے لیکن

شمشاد سے قمری کو ایسی ہی محبت ہے
کرم فرما اپنی ہی یہ حالت ہے

نثار

جو رقیبو نسے ملا جاہی کے ہین دشمن جان
ہے پر یکیا نہین اس بات کا تمسے ہر آن
اینقدر جور و جفا از تو نمے بایستے
این چنین ترک وفا از تو نمے بایستے

شعر

عرض احوال تو خدمت مین نہیٹ لاحاصل
لیکن اب آ پڑی ای میرا صاحب مشکل
فائدہ کچہ ہی نہین منفعت مین نا ہی محل
کہ بنا بولے نہین رہتا ہی یہ کافر دل

بیجا کردیا اس دل نے ہمین ہاے نپٹ
ایسے بیرحم کی الفت سے نہین رہتا ہٹ
غرض انیست کہ از لطف توجہ فرما
جانب کلبۂ احزان من ای ماہ ورا

شعر

ای نثار اب تو مناسب ہے یہی زیادہ نہ بک
گرچہ وہ یار جفا کار جفا ہے بیشک
داستان عشق کی ہی طول کہی گا کب تک
لیکن آئیندہ کو رکہہ دلمین توقع ز فلک

کیا عجب ہے کہ کبھی روز با لطاف کمال
آ ملے تجھکو رقیبون کے تیقن کر پامال
دارم امید ز افضال کریم خلاق
کہ کند یار تو بر بیکسیِ تو اشفاق

تمام ہوا

## نوائی

تخلص ہے پنڈت اجودھیا ناتھ صاحب
دہلوی معتمد عدالت فوجداری جودھپور کا
ابتداے سن شش سالگی سے
شاگرد مولوی امام بخش صاحب صہبائی
کے ہوئے بلکہ الف بے بھی خدمت
مولوی صاحب موصوف مین شروع
کی تھی اور مولوی صاحب نے بھی پہلے پہل
انہین سے ابتدا استادی کی فقط

دست در حلقهٔ آن زلف دوتا آوردم
بر سر دل زکف خویش بلا آوردم

مدتی چند بدین وضع بسر شد ایام
ساعتی هجر ندیدیم بجز وصل مدام

عشق جانانه دمی از دل بیچاره ان ناشت زیام
یار بهم بستر دی بر لب ایام بکام

دل ز سر پنجهٔ شاهین قضا نمایل بود
چه توان کرد که سعی من و دل باطل بود

آخر آن عهد شکن شیوهٔ فن کافر کیش
دشمن جان حزینم شده بیگانه و خویش

باد های مخالف بستم آمد پیش
نیش زد خنده هر کس نمکی بر دل ریش

خاک گردیدم و رسوا سر بازار شدم
زین گناهی که بعشق تو گرفتار شدم

آن همه ناز و نیازی که بمن بود ترا
همه اعجاز مسیحی بسخن بود ترا

نظر مهر بمن باشد و شیوه ... بود ترا
بهر تسکین دلم ... سخن بود ترا

اینک آن لطف و مدارات بجی هیچ چه شد
بجز دلهای تو جانا سبب کینه چه شد

لعل نوشین ترا مشرب مدام دگر است
زلف مشکین تو ژولیده بدام دگر است

قند گفتار تو ... دگر است
از رخ ... گل تو بوستان دگر است

من چه کردم که چنین رنجه ز من گردیدی
تا چه دیدی که چنین عهد شکن گردیدی

در دل اندیشه ازان دو نرگس بیمار نبود
ساده بودی و چنین غازه برخسار نبود

هیچگه گرد گل روی تو جز خار نبود
مایهٔ حسن ترا گرمی بازار نبود

آتش عشق [illegible] بدل افروخته ام
چه [illegible] سوخته ام

چون بعهد تو بسی رنج و تعب می بینم
غیر را با تو بسر بردن بعیب سے می بینم
از نگاه تو سوی خویش غضب می بینم
هر زمان گوشی تو پر شور و شغب می بینم

کی توانم که به بند دگری روے ترا
من پریشان شوم او جمع کند موے ترا

جور های تو زد دل بربود بس طاقت و تاب
از سخنهای تو یک لحظه نمی آید خواب
از جفاهای تو کبابست دل و جان بعذاب
نیک بر عهد تو این شعر نظیری است جواب

عشق را کام بعهد دل خود کام تو نیست
صبح امید شب وصل در ایام تو نیست

این زنان گرچه بسے مائل دیدار تو اند
باعث شهرت و هنگامے بازار تو اند
شانه زن در گره طره طرار تو اند
در گمان تو بدل یار وفادار تو اند

گر خدا خواست خود از کرده پشیمان گردی
کو بکو در پی من خاک بدامان گردی

گر رقم زند گیم گر چنین ست امید
دیده چشم کسے گوش کسے هم نشنید
یک گل تازه ز گلزار جهان خواهم چید
بینی از حسرت و گوئی که چنین گل دمید

آن کف پای نگارین برو رنگ از رو
وز دم خنجر ابرو فتد رعشه بمو

بعد ازین دست من و پای دلارای دگر
بندد از خون دل زار حنا پای دگر
از تو بستانم و دل را بدهم جای دگر
عهد کردم بدل و نیست جز این رای دگر

سجده گه قبله ابروے بتے دلبر به
تا [illegible] [illegible] گاه [illegible]

گرچه تا این بفراق تو بسے بردم
خاک [illegible] [illegible]
خون جگر مے خوردم
[illegible] راسم آوردم

حاشا للہ کہ برین حسن تو مفتون باشم — تا بہ لیلی وشیت والہ مجنون باشم
نیل در کوی تو و تشنۂ جیحون باشم — گر بیایم بدرت کافر ملعون باشم

ساختن با غم و تسکین دلم مطلب بود
ورنہ عشقم بجز از تو بوالہوسی منصب بود

ش

زتو در حسن و جمال اللہ فزون بیت بہشت — بخدا اگر نگلستم چشم بحوران بہشت
ہست یکسان ہمہ در چشم چہ زیبا و چہ زشت — تخلبند ازل از عشق کسے تخمی کشت

گر چمن زار وصالش گل امید دمید
غم دوری الم ہجر بہ یکبار رسید

ہو

از نشئہ وصل مدام آن ہمہ مسرور شدم — مرشد پیر مغان گشتم و مشہور شدم
ناظر دلبر خود بودم و منظور شدم — گو نوائی بکفم ثانی منصور شدم

در جہان ہر چہ بود از من و از بہر منست
از ازل تا بہ ابد کون و مکان بہر منست

تمام ہوا

## وحشی یزدی

یہ شاعر نامی و سخنور گرامی شعراے متقدمین
عجم سے ہین صاحب دیوان اور اہل زبان
ہین فارسی مین واسوخت گوئی کے موجد یہی
ہوے اور فی الحقیقت ممتنع الجواب واسوخت
لکھا ہے جو لطف محاورہ اور زبان اور فصاحت
و بلاغت کا ان کے واسوخت مین ہے یہ لطف
کسی فارسی واسوخت مین نہین پایا الحق
؎ قبول خاطر و لطف سخن خدا داد است فقط

# واسوخت ملا وحشی

۱

دوستان شرح پریشانی من گوش کنید
قصهٔ بی سر و سامانی من گوش کنید
گفتگوی من و حیرانی من گوش کنید
داستان غم پنهانی من گوش کنید

شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کی
سوختم سوختم این سوز نهفتن تا کی

روزگاری من و دل ساکن کوئی بودیم
تابع خوی بت عربده جوئی بودیم
عقل و دین باخته دیوانهٔ روئی بودیم
بستهٔ سلسلهٔ سلسله موئی بودیم

کس دران سلسله غیر از من دلبند نبود
یک گرفتار ازین جمله که هستند نبود

این همه مشتری و گرمی بازار نداشت
یوسفی بود ولی هیچ خریدار نداشت
نرگس غمزه زنش این همه بیمار نداشت
سنبل پر شکنش هیچ گرفتار نداشت

اول آنکس که خریدار شدش من بودم
باعث گرمی بازار شدش من بودم

عشق من شد سبب خوبی و رعنائی او
داد رسوائی من شهرهٔ زیبائی او
بسکه کردم همه جا شرح دل آرائی او
شهر پر گشت ز غوغای تماشائی او

این [illegible] [illegible] فراوان دارد
کی سر [illegible] [illegible] سامان دارد

جاذبهٔ نیست ندانم به ازین رای دگر — که دهم جای دگر دل بدل آرای دگر
چشم خود فرش کنم در کف پای دگر — بر کف پای دگر بوسه زنم جای دگر

بعد ازین رای من این ست چنین خواهد بود
من برین هستم و البته همین خواهد بود

پیش تو یار نو و یار کهن هر دو یکی ست — حرمت مدعی و حرمت من هر دو یکی ست
قول زاغ و غزل مرغ چمن هر دو یکی ست — نالهٔ بلبل و فریاد زغن هر دو یکی ست

این ندانسته که قدر همه یکسان نبود
زاغ را مرتبهٔ مرغ خوش الحان نبود

چون چنین ست پی کار دگر باشم به — چند روزی پی دلدار دگر باشم به
مرغ خوش نغمهٔ گلزار دگر باشم به — عندلیب گل رخسار دگر باشم به

نو گلی کو که شوم بلبل دستان سازش
سازم از تازه جوانان چمن ممتازش

آنکه در جانم ازو دمبدم آزاری هست — می توان یافت که از من بدلش باری هست
از من و بندگی من اگرش عاری هست — بفروشد که بهر گوشه خریداری هست

به وفاداری من نیست درین شهر کسی
بندهٔ همچو مرا هست خریدار بسی

مدتی در ره عشق تو دویدیم بس ست — راه صد بادیه بیداد بریدیم بس ست
قدم از راه طلب باز کشیدیم بس ست — اول و آخر این مرحله دیدیم بس ست

بعد ازین ما و سر کوی دل آرائی دگر
نغمهٔ و غزل خوانی و غوغائی دگر

ای بسی چند بکام دگرانت بینم — [illegible] ز جام دگرانت بینم
مایهٔ عیش مدام دگرانت بینم — [illegible] بکام دگرانت بینم

تو چه دانی که شدی یار به بیباکی چند
چه هوسها که ندارم به هوسناکی چند

تو پنداری که مهر از دل پرخون نرود
این محبت بصد افسانه و افسون نرود
آتش عشق بجان افتد و بیرون نرود
چه گمان غلط است این نرود چون نرود

چند کس از تو و یاران تو آزرده نبود
دو نرخ از سردی این طائفه افسرده نبود

یار این طائفه خانه براند از مباش
می شوی شهره باین قسم آواز مباش
از تو حیف است باین طائفه دمساز مباش
غافل از لعب حریفان دغاباز مباش

هر که مشغول باین شغل نسازی خود را
این نه کاریست مبادا که ببازی خود را

در کمین تو بسی عیب شماران هستند
داغ بر سینه ز تو کینه گذاران هستند
سینه پر کینه ز تو سینه فگاران هستند
غرض این است که در قصد تو یاران هستند

باش مردانه که ناگاه قفائی نخوری
واقف کشتی خود باش که پائی نخوری

گرچه از خاطر وحشی هوس روی تو رفت
دل آزرده آزرده دل از کوی تو رفت
از دلش آرزوی قامت دلجوی تو رفت
با دل پر گله از ناخوشی خوی تو رفت

حاش لله که وفای تو فراموش کند
سخن مصلحت آمیز کسان گوش کند

تمام ہوا

# دیگر و سوخت وحشی

۵۱

ای گل تازه که بوی ز وفا نیست ترا — خبر از سرزنش خار جفا نیست ترا
التفاتی باسیران بلا نیست ترا — ما اسیر تو و اصلا غم ما نیست ترا
رحم بر بلبل بی برگ و نوا نیست ترا — بر اسیر غم خود رحم چرا نیست ترا

فارغ از عاشق غمناک نمی باید بود
جان من این همه بیباک نمی باید بود

۵۲

همچو گل چند بروی همه خندان باشی — همره غیر بگلگشت گلستان باشی
آن زمان یاد گران دست و گریبان باشی — جمع تا جمع نباشند پریشان باشی
زان بیندیش که از کرده پشیمان باشی — یاد حیرانی ما آری و حیران باشی

ما نباشیم که باشد که جفای تو کشد
بجفا سازد و صد جور برای تو کشد

۵۳

شب بکاشانهٔ اغیار نمی باید بود — همه جا با همه کس یار نمی باید بود
همره غیر بگلزار نمی باید بود — غیر را شمع شب تار نمی باید بود
تشنهٔ خون من زار نمی باید بود — تا باین مرتبه خونخوار نمی باید بود

من اگر کشته شوم باعث بدنامی تست
موجب شهرت بیباکی و خودکامی تست

۵۴

دیگری جز تو مرا این همه آزار ن... — ... در نظر خلق مرا خوار نکرد

آنچه کردی با من هیچ ستمگار نکرد
هیچکس این همه آزار من زار نکرد

این ستمها که تو کردی با من بیمار نکرد
هیچ سنگین دلی بی رحم چنین کار نکرد

گر ز آزردن من هست غرض مردن من
مردم آزار مکش از پی آزردن من

جان من سنگدلی دل بتو دادن غلط است
بسر راه تو چون خاک فتادن غلط است
رفتن اولی است یکی جای ستادن غلط است

چشم امید بروی تو گشادن غلط است
روی تر کرده بروی تو نهادن غلط است
جان شیرین بتمنای تو دادن غلط است

چون ندانی که غم عاشق زارت باشد
چون شود خاک بران خاک گذارت باشد

مدتی هست که می دانم و تدبیری نیست
از غمت سر بگریبانم و تدبیری نیست
از برای تو پریشانم و تدبیری نیست

همچو زلف تو پریشانم و تدبیری نیست
خون دل رفته ز دامانم و تدبیری نیست
چه توان کرد که حیرانم و تدبیری نیست

شرح درماندگی خود بکه تقریر کنم
عاجزم چاره من نیست چه تدبیر کنم

تحفهٔ تو چنین گلستان همان بسیار است
با لب همچو شکر تنگ دهان بسیار است
جان من همچو تو غارتگر جان بسیار است

گل این باغ بسی سرو روان بسیار است
ترک زرین کمر موی میان بسیار است
نه که غیر از تو جوان نیست جوان بسیار است

دیگری این همه آزار بعاشق نکند
قصد آزردن یاران موافق نکند

مدتی شد که در آزارم و میدانی تو
از غم عشق تو بیمارم و میدانی تو
از برای تو چنین

بکمند تو گرفتارم و میدانی تو
خون دل از مژه می بارم و میدانی تو
چه توان کرد در آزارم و میدانی تو

تا کی از دست ستم و جور تو دل خون باشم
از مژه خون جگر ریزم و محزون باشم

۹

کن آن طور که شرمنده شوم از خوبیت | آنکه بار دگر یاد دل جو بیت
دیده با چشم رضا شای رخ نیکو بیت | سخنی گویم و شرمنده شوم از رو بیت
دست بر دل نهم و پای کشم از کو بیت | گوشهٔ گیرم و من بعد نیایم سوبیت

بشنو پند مکن قصد دل آزردهٔ خویش
ورنه بسیار پشیمان شوی از کردهٔ خویش

۱۰

چند صبح آیم و از خاک درت شام روم | از سر راه تو چون پاک بناکام روم
بسر راه تو آیم نشوی رام روم | صد دعا گویم و آزرده بدشنام روم
دور و دور از تو من تیره سرانجام روم | نبود زهره که همراه تو یک گام روم

کس چرا این همه سنگین دل و بدخو باشد
جان من این روشی نیست که نیکو باشد

۱۱

از چه با من نشوی یار چه می پرهیزی | یار شو با من بیا چه می پرهیزی
حرف زن ای بت خودخواه چه می پرهیزی | کیست مانع ز من ای یار چه می پرهیزی
نه حدیثی کنی اظهار چه می پرهیزی | بگشا لعل شکر بار چه می پرهیزی

که ترا گفت که با من ز وفا حرف مزن
چین بر ابرو زن و یکبار بما حرف مزن

۱۲

درد من کشتهٔ شمشیر بلا می داند | سوز من سوختهٔ داغ جفا می داند
ناشکیبا ز من همه کس طور مرا می داند | عاشقی هیچ منت نیست خدا می داند
مسکنم ساکن صحرای فنا می داند | همه کس حال من از سر و پا می داند

چارهٔ من کن هیچ نگذارد که ...
سر خود گیرم و از کو ...

ملا وحشی

از سر کوی تو با دیده تر خواهم رفت
چهره آلوده بخوناب جگر خواهم رفت

تا منظر سیکنی از پیش نظر خواهم رفت
نکه این بار چو هر بار دگر خواهم رفت

اگر نرفتم ز درت شام سحر خواهم رفت
روی باز آمدنم نیست اگر خواهم رفت

از جفای تو من زار برفتم رفتم
لطف کن لطف که این بار برفتم رفتم

تمام ہوا

## ہلال

تخلص ہے مرزا محمد صاحب خلف مرزا حاجی
صاحب کا معلوم نہین کہ یہ شاگرد کس
استاد کے ہین ور مولد اور مسکن ان کا
کہان ہے سوا اس واسوخت کے
جو درج مجموعۂ ہذا کیا گیا ہے کچہ کلام انکا
نہ دیکہا نہ سنا شاعر طباع اور خوش فکر
ہین کلام مین صفائی اور روزمرہ اور محاورہ
بہت ہے باقی العلم عند اللہ فقط

ولہ

بیت ابرو کا ہے اب فتنۂ محشر مضمون
مطلع صبح قیامت ہی وہ فتنہ ہو ون

یان کہانی سی یہ مطلب کہ کسیکا خون
تیری اسواسطے مٹنا کہ کسیکو ہو جنون

منتظر چشم کہ ہو کشتۂ بیداد کوئے
دامن اس ڈہب سی جہٹکنا کہ ہو برباد کوئی

ولہ

کچہ تو انصاف کرو کچہ تو کرو دل مین غور
یہ بہی ہی کوئی چلن یہ بہی بہلا ہی کوئی طور

کسکو طاقت ہے جو ہر وقت سہی ایسی جور
جان دین درد جدائی سی تمہاری ہم اور

لب جان بخش مسیحائی اغیار کرین
ایسی جینی سی نہ کیون اپنی تئین مار مرین

ولہ

کیا کرینگے تمہین ہم جب نہ رہی اپنی جان
ہی مریجان اگر جان ہی باقی تو جہان

جان اور بوجہ کی ناحق کوئی کیون کہوئی انجان
ہی بری بات نہو اپنی بہلی کا گردہیان

تم ہو مرجائی تو اپنا بہی یہی طور سہی
تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

ولہ

دل لگانی ہی یہ حاصل ہی کہ جی شاد رہی
نہ کہ انسان سدا مورد بیداد رہی

جو مری حق مین کیا تمنی بہلا یاد رہی
جو ہر و کچہ نہین کم لکہنو آباد رہی

اوسکو دل دینگی اب اپنا جو دل آزار نہو
یار ہو اور کبہی مائل اغیار نہو

ولہ

ہو وفادار کرے قدر وفاداری کی
یاد ہو چال نہ عاشق کی دل آزاری کی

شرطین جو جو ہین بجا لائی وہ سب یاری کی
تاب لادی نہ صدا اسکے مری زاری کی

آپ بیتاب رہی گر کبہی بیتاب ہو ہمیں
اپنی طالع کیطرح جاگ ... سی خواب ہو ہمین

ولہ

ہو جو مرغوب مری طبع کی وہ بات کری
...ین میری فقط اوقات کری

غیر سے میری لیے ترک ملاقات کری
...حا مری ... نزاکت کری

صورت آئینہ حیران رہے حیران مجھے دیکھ
زلف کی طرح ہو آشفتہ پریشان مجھے دیکھ

تازہ انداز و ادا اوسکے دکھاؤں تجھکو
اوس سی غلطہ پہ پڑا ہوں کہ گھٹاؤں تجھکو
گرم ربط اوس سے رہوں اور جلاؤں تجھکو
گفتگو اوس سے کروں باتیں سناؤں تجھکو

خار اوسی گل سی تو یہ کہاں کہ فریاد کرے
راتیں وہ سامنے آویں کہ یہ دن یاد کرے

بزم آرا وہ اگر ہووے تو تو بار نہ پائے
بر سر حرف و حکایت کبھی گر تجھے آئے
نغمہ سنجی کرے تو تیکھو نہیں تجکو اوٹھائے
باتیں بات وہ نکلے کہ تری بات جائے

بیٹھے وہ جا نہ جیان تو نہ تنک آوی تو
کام دل پاؤں میں اور سے سزا پاوی تو

آرزو اسپے ہے ستی کہ رہے جبتک دم
جب تمہاری ہے یہ مرضی ہے تو مجبور ہیں ہم
منہ نہ پھیرینے کسیکا نہ پھیرینگے یہ قدم
اب تم غیر کے ملنے کے اگر کہاو قسم

پھر وہے تم ہو وہے ہم ہیں وہی باتیں ہیں
ویسے ہی صحبتیں ویسی سب ملاقاتیں ہیں

خود وفادار ہو رکھو وفادار سے کام
اس سخن پہ یہ غرض عشق کا دفتر ہے تمام
سب جو آغاز کے بات اوسکا نیا ہو انجام
قول پر اپنے اگر تمکو ہے منظور قیام

عمر بھر سے نبہے گا مرے یار ہلال
مختصر جانو کہ ہے یار وفادار ہلال

تمام ہوا

## ہمت

تخلص ہے لالہ بنسی دہر صاحب کا شاگرد
ہین منشی مینڈو لال صاحب راز تخلص کے
مولد اور مسکن انکا لکھنؤ ہے شاعر
اچھے ہین بجز اس واسوخت کے
جو شامل مجموعہ ہذا ہے کچہ کلام ان کا
سنا نہین مگر اس قدر معلوم
ہوتا ہے کہ مضامین نئے نظم
فرماتے ہین باقی العلم عند اللہ۔

# واسوخت
## ہمت

١

ہم نے خواب میں عجب خواب ہے ہمنے دیکھا | جسکی ہیبت سے ہی اک دلمیں مرے وحشت پیدا
تذکرہ اوسکا ہے عاشق کی لیے دام بلا | کیا عجب ہے کہ جو معشوق کو بھی ہو سودا

دیکھئے کیسی نکلتی ہے اب اسکی تعبیر
میں اسی فکر میں رہتا ہوں نہایت دلگیر

٢

خواب کیا خواب کہ دل ہوتا ہے جس سے بیتاب | وہ ہندسہ میں پیدا لکھی اسکا جواب
اور نجومی کے بیان کی نہ بلاغت ہے نہ تاب | مسالک ایسا نہیں کھلا ہے وہ راہ صواب

اسکی تشخیص حکیمونکی نہیں حکمت میں
رازدانی کسی عارف کی نہیں قدرت میں

٣

جبمیں یہ بات سمجھ کر ہی کہتا ہوں بیان | مشکل اگر ہے شاید کوئی راز پنہان
خواب کا حال مناسب ہے کہ ہوجائے عیان | راز دارد نہ بدل ہر چہ درآید بزبان

گو بیان کرنے سے کچھ کوئی نہیں پاتا ہے
پر غبار دل ناشاد نکل جاتا ہے

٤

آگے اب خواب جو دیکھا تھا ہے اوسکا ہی بیان | کہ گلستان ہے اک اور وہ ہیں ہر طرف بہار
ہر روش پھول نئی رنگ کی پھولی ہیں ہزار | خس و خاشاک نہیں نام کو زیر اشجار

[illegible] صبا چلتی ہے
[illegible] بہلتی ہے

۵۶

گل شگفتہ ہین تو بلبل کی بھی افشانی ہین — سرو گر شمع ہین تو قمریان پروانی ہین
نخل سرسبز ہر اک طرف کی مستانی ہین — ساری مرغان چمن عشق مین دیوانی ہین

صحبتین گرم ہین ہر طرف ہم آغوشی کی
تر صدائین ہین مئی عشق مین مدہوشی کی

۵۷

نہر مین شفاف ہین فوارونکی چلتی ہی قطار — آب جو عکس سی ہر گل کی ہی تازہ گلزار
آب و گل ہر گل کی ہم رنگ دکھاتی ہین بہار — سبز ہو جاتی ہین فیض اونکی سی سوکھی اشجار

اسطرح چھٹتا ہی فوارون سی ہر شاخ پہ آب
غش مین جسطرح چھڑکتا ہی کوئی منہ پہ گلاب

۵۸

چاندنی رات ہی اور طرفہ سمان طرفہ رنگ — صحن گلشن مین بچھا ایک جڑاوی پلنگ
مین ہون معشوق کو اپنی لئی آغوش مین تنگ — دونو مدہوشی مین ہین دل کی نکلتی ہی امنگ

اسقدر کیف مئی عشق مین مغرور ہون مین
گاہ نزدیک ہون اوس بت کی کبھی دور ہون مین

۵۹

یک بیک ایسی چلی گلشن عشرت مین ہوا — نہ گلستان نہ وہ گل اور نہ کوئی نخل رہا
نہ وہ نہرین نہ وہ فواری نہ مرغونکی صدا — ہوگیا عاشق خود رفتہ سی معشوق جدا

ساری پژمردہ ہوئی گل عجب آفت آئے
بلبلین رونی لگین آہ قیامت آئے

۶۰

کیون نہون محرم اسرار مین ہوجاتی ضمیر — دل تو آئینہ ہی سوجھی نہ سمجھی کیون تعبیر
تن تنہ نئی خواب دکھاتا ہی جو یہ چرخ پیر — دیکھو برگشتہ ہوا چاہتی ہی اب تقدیر

باغ جو دیکھا ہی ہوگا وہی صحرای جنون
بدلی نہرون کی نظر آئینگا اب جیحون

۶۱

وسعت دشت سے بھی تنگ ہین سینہ [illegible] — گل شگفتہ ہین کسی دل کی ہین داغ
غنچہ لبونکی عوض شاخ پہ ہین [illegible] — [illegible] آواز سی [illegible] دماغ

ہمت



۱۷

دوستو طرفہ مری غم کی حکایت ہی آہ ۔ مجھکو وارونئ طالع کی شکایت ہی آہ
ایسی کس کی پڑی دل مین عداوت ہی آہ ۔ مجھپہ بیرحمی ہی غیر و نپہ عنایت ہی آہ
آج کل مجھسی ہی وہ شوخ خود آرا بگڑا
آہ بن بن کی مرا کھیل ہی سارا بگڑا

۱۸

اوسکی نزدیک سی ہی وہ الگ بیٹھی جو ۔ مجھسی رنجیدہ ہوئی غیر مین بیٹھی خوش خو
دیکھتا ہی فلک پیر جہان بیٹھی وہ ۔ آگ اوٹھاتا ہی بلا بیٹھی بٹھائی بدخو
وقت بگڑا ہوا رنگ اور ہی دکھلاتا ہے
بات کرنی ہی مین کچھہ تفرقہ پڑجاتا ہے

۱۹

چرخ کجباز نے اندھیر مچایا کیسا ۔ ہنستی ہنستی غم ہجر انہین رلایا کیسا
شعبدہ آج نیا آہ دکھایا کیسا ۔ بیگنہ دل کو مری ہای جلایا کیسا
یہ عبث شاد کو ناشاد کب کرتا ہے
کیسی کیسی ستم ایجاد کب کرتا ہے

۲۰

جبسی وہ بگڑی تھا چین نہ مطلق آرام ۔ ہر مین رہجاتا تھا ہر وقت جگر اپنی کو تہام
بھیجنا اونکو تھا منظور نہ نامہ نہ پیام ۔ لگگئی راہ مین جب وہ تو کیا بہنی کلام
نہ کرا پا تو نیہ اور ہاتھہ نہ ہر گز جوڑی
خوب دم اونکو دیے دل کی پہپہولی پہوڑی

۲۱

جانتا ہون نہین کچھہ ایسا ہوا مجھسی قصور ۔ جس کی رنجش کی سبب آپ ہوی مجھسی دور
ہو گئی غیر فنکی بہر کا ہنسی شاید رنجور ۔ ورنہ تھا پاس تو عاشق کا نہایت منظور
خیر اپنی تو دعا یہ ہی کہ تم شاد رہو
جس محلہ مین ہو خوش آ[illegible]

۲۲

یاد آتی ہین وہ بہولی مجہی باتین افسوس ۔ [illegible] سیکڑون گہاتین افسوس
[illegible]

دیکھو ایسا نہو شادی مین کہین غم ہووے
عید کا چاند عبث ماہ محرم ہووے

جیسی گرمی ہی ان روزون طبیعت سی بہر
دیکھی تو اوس تن نازک کی اگر جلوہ گری
ڈہونڈہا ہی پہی کل چوک مین آکی سایہ
سامنی اوسکی تری حسن کی ہو پردہ دری

رخ پر نور سی اپنی جو اوٹھا دی وہ نقاب
آتش رشک مین ہو جای تو جل بہنکی کباب

مہروش چہرہ پہ بال اوسکی جو ہو جاتی ہین
ہجکی ہو بارہی آپس مین لپٹ جاتی ہین
ایک مشکل کی لٹی دو سانپ سی لہراتی ہین
پیچ کیا کیا نئی انداز سی وکہلاتی ہین

زہر آلودہ سیہ مست ہین وہ یہ سو ذی
جنکی کاٹی کا نہین دہر مین منتر کوئی

گر گری زہرہ جبین پر جو کبہی یہ خیال
سادہ لوحی کی بیاضین ہی یہان تی لال
گہٹ گی وہ رشک سی دو ہفتہ مین ہو جای ہلال
جبین کو جوشش صفا سی نہین آئینکی مجال

ورق سیم کہان اوسکا بہلا ثانی ہے
ماہتاب فلک حسن وہ پیشانی ہے

رشک گرداب ہی گر کان کا اوسکی بالا
کیا کرون وصف مین اون کانونکی آویزونکا
گوشش پیچ سخن صفا مین کہین سیپی کی گا
گوہر صاف ہون جیون بطن صدف سی پیدا

طور کی شمع سی اقرون ہی ضیا کانون کی
ہی گریبان سحر صبح بنا گوش بنی

اسمین کچہہ شک نہین ابرو ہین وہ تیغ بران
مردم چشم ہین سرمست نشانہ مژگان
چہیدی کو دل عاشق کی سنان ہین مژگان
لوٹ کر تی ہی کچہہ سینہ عاشق ہی نشان

آنکہہ ... ... گل وکہلائی
... بلبل ... ہو جائی

۵۵۰

آپ گر حسن جہانگیری ہین دولت مند | مرتبہ عشق کا اپنی بھی ہی تا عرش بلند
مجھکو دلدار ہین گر تمکو ہین اغیار پسند | ہین خوشی اپنی سی ہون تم رہو اونسی خورسند

مجھکو یہ عاشق ناکام جو دلخواہ نہین
مجھکو بھی اوبت کا فقر تری کچھ چاہ نہین

۵۵۱

مجھسی اب رشتہ اخلاص کو مین توڑونگا | منہ کو واللہ تری سمت سی اب موڑونگا
تیری ملنی کی لیی ہاتھ نہین جوڑونگا | جتنا کہتا ہون اوسی دیکھیو کر چھوڑونگا

غم نہین بگڑو کی گر مجھسی زیادہ تم بس
مین بھی خوب اس دل نالان کی نکالونگا ہوس

۵۵۲

مجھکو کیا آپ ہین مغرور تو مغرور سہی | تمکو کیا مین جو ہون رنجور تو رنجور سہی
آپ ہین غیر سی مسرور تو مسرور سہی | مین جو ہون آپ سی مہجور تو مہجور سہی

پر کہین راست جو ہو جائیگی میری تقدیر
تجھسے نہین آپسی بن آئیگی کوئی تدبیر

۵۵۳

باغ مین ساتھ مری وہ گل خندان ہوگا | ہاتھ سی چاک تری تیر گریبان ہوگا
بال کھولی جو وہ جیون سنبل پیچان ہوگا | خاک بالیدہ تو تا حال پریشان ہوگا

پیرہن مین دل ناشاد سا ہو لیگا
منہ نہین رشک ندامت سی ترا ہو لیگا

۵۵۴

خار تو ہو ویگا نظرون مین مری پھول دو ہا | چند کھلائیگا تو خلق ہین مین بلبل
عشق بازیگا مری شہر مین ہو جائیگا غل | تجھسی پھر جائیگا سارا زمانہ بالکل

تیرا وقت آج ہی کل اپنا زمانہ ہوگا
قصہ حسن ترا کہنہ فسانہ ہوگا

۵۵۵

دیکھیو ہوویگی جسدن تری گر ... | ... بھی یاد جہون مکر وفریب
[illegible]

## یادگار

تخلص ہے حسین علی خان ولد
اکرام احمد خان ابن کاظم علی خان کا ساکن
قدیم ہین احاطہ خانساماں واقع لکھنؤ
کے تحصیل علم و شاعری مین شاگرد
ہین میان جعفر صاحب متخلص بہ مخمور کے
یہ واسوخت ان کا واسطے ضرورت
ردیف حرف یا کے داخل
مجموعہ ھذا کیا گیا فقط

شور و فریاد ہی ای ہمنفسان واویلا
تازہ افتاد ہی ای ہمنفسان واویلا
داد بیداد ہے ای ہمنفسان واویلا
وقت امداد ہے ای ہمنفسان واویلا

کچھ چمک دردکی ہے سینہ مین بجلی کیطرح
دلکو پہلو مین تڑپ رہتی ہی ماہی کیطرح

کبھی ہے لب پہ فغان آہ شرربار کبھی
درد مونس ہی کبھی رنج ہی غمخوار کبھی
نالہ کش سینہ مین رہتا ہی دل زار کبھی
درد سی ہے سر شوریدہ گران بار کبھی

کیا کہون کیا یہ مری دلکو ترنگ آئی ہے
اس ضعیفی مین جوانی کی اُمنگ آئی ہے

اشک پیہم مری آنکھونسی بہی جاتی ہین
دست و پا ضعف کی شدت سے رہی جاتی ہین
کس سے یہ صدمۂ جانکاہ سہے جاتی ہین
سنی جاتی ہین یہ قصے نہ کہے جاتے ہین

شور و فریاد جدا حشر کا سامان ہے جدا
دست وحشت سے ہر اک تار گریبان ہے جدا

اتفاقاً ہوا اک روز گذر میلے مین
بول اوٹھا دیکھہ کی ہر فرد بشر میلی مین
آگیا ایک پریزاد نظر میلے مین
چاند آیا ہی یہ گردون سے اوتر میلے مین

میری بھی آنکھہ دوچار روِش مژگان ہوئی
اتنی تقصیر فقط دیدۂ گریان سے ہوئی

جل کی دل رہ گیا سینہ سے اوٹھا ایک دھوان
چشم تر سی تہا عیان نوح کا سارا طوفان
قافلہ ہوش کا فی الفور ہوا اس سے روان
راز عشق رخ دلدار ہوا صاف عیان

آفتین ایک دل زار پہ صدہا ٹوٹین
پاؤن چلنے سے تھکے ہاتھہ کی نبضین چھوٹین

ہوئی تسکین ذرا درد جگر کو پھر تو
ٹکٹکی باندہ لی آنکھون نے ادہر کو پھر تو
ہوا دیدۂ تر کو پھر تو
جس سے ہوئی پای نظر کو پھر تو

دردپی نعیف ہی اب وہ ہمہ تن مدت سے
خار دیتا ہی محبت رشک چمن مدت سے
ہر سرِ فتنہ ہی وہ سیم بدن مدت سے
بلبل دل ہے گرفتار محن مدت سے
یاد خاطر رہے اوسکے یہ کہے جاتے ہین
دل بسمل سے کیب رنج سے جاتے ہین

ہم ہون بیدخل جیل سکے اغیار نہین
شہدے اشراف کی غمخوار ومددگار نہین
حسن کی جنس کے یہ لوگ خریدار نہین
تیری محفل مین وہ اب آئین جو سزا نہین
صحبت بد سے تعلق مری عادت سے نہین
کان آگاہ مرے ایسی حکایت سے نہین

سخت دشوار تہا جس جا پہ فرشتی کا گذر
ہمنشین اور مصاحب ہین وہی آٹھ پہر
وان پہ مجمع ہین ہر طرح کا آتا ہی نظر
نہ تمہین جان کا خوف نہ عزت کا خطر
پہلے جس طرح تہی عشاق کی عزت نرہی
قابل اشراف کے آسنے کی یہ صحبت نرہی

فتح حاصل ہوئے اونکو جو کہاتی تہی شکست
اور رقیبان سیہ کار ودنی حوصلہ پست
بی حجابانہ مدک خانون مین ہوتی ہی نشست
مفسد وفتنہ گرو رند شرابی بدمست
ساتھ ساتھ اپنے وہ ہمراہ لیے پہرتے ہین
گلی کوچون مین وہ بدخواہ لیے پہرتے ہین

چوری چوری ہین ابہی گوکہ یہ اونکے افعال
الغرض بجروتی کا یہ سب اونکا احوال
پرچہین سننے سے ان باتونکی ہی رنج کمال
جہین آتا ہے کہون جاکے کسی بات پہ ٹال
پردہ داری مین کہون یون اونہین ظاہر ہوجائے
فاش پردہ ہو مرے حال سے ماہر ہوجائے

یون کہون یاد ہے پہلے کی تمہین تنہائی
زرد رخسار تہی اور ہونٹون پہ خشکی چہائی
[illegible] نہ دیتا تہا کوئی دکہلائی
[illegible] خجالت سی تری شرمائی

…خیر تری واسطے لاکر موجود
…چاہیں سو ہنہیں یہی بس تھا مقصود

رنج و غم کر دیا عنقا کیطرح سے مفقود
دوست دل شاد رہیں اور رہیں غمگین حسود

تری دلجوئی مجھے مد نظر رہنے لگے
محفل عیش و طرب آٹھ پہر رہنے لگے

…نے لگے محفلمیں طرحدار و نکے
…نے لگا طور نہیں طلبگار و نکے

حوصلے بڑھ رہنے لگے دلمیں خریدار و نکے
دل جدائی میں لگے جلنے دل افگار و نکے

مائل اس سمت کو معشوقونکے دل ہونے لگے
سنگدل روز ندامت سے خجل ہونے لگے

…کہ پریزاد بنایا تجکو
…بتا امیرو نکا بتایا تجکو

روش و طرز سخن ہمنے سکھایا تجکو
نیک و بد سے کیا آگاہ سجھایا تجکو

ذکر اخلاق کا یکتا نہ یگانی میں کیا
تجکو یکتائی میں مشہور زمانی میں کیا

…بدجو طبیعت تھی وہ بدخو نہ گئی
…پہ گردی تری ہر سو سے مگر وہ نہ گئی

صاف گو ہمنے کیا چرک مگر بو نہ گئی
آدمیت جسے کہتی ہیں کہیں چھو نہ گئی

عادت زشت جو تھی بس اوسی عادت پہ گئی
اصل بد تھی جو تمہاری سو اصالت پہ گئی

بس اب جاؤ یہاں سے نہ کبھی پھر آنا
…گلی سے نہ کبھی ہو کے آنا جانا

پھر مرا نام زبان پر نہ کبھی تم لانا
اہل غیرت ہو تو پھر منہ نہ کبھی دکھلانا

سب طرح ناز کے سہنے کی ہمیں طاقت ہے
ہرگز غیر کا دیکھیں [illegible] عادت ہے

…گھر سے وہاں جا جو ہو مائل تو…
…گار اب نہیں ہوگا کبھی…

سہرا تو مرا ایک سبک ہے نہ ہر بار بہت
مجکو معشوق بہت حسن تحسین یار بہت

تمام ہوا